

فہرست مضامین

صفحہ	نام	صفحہ	نام	صفحہ
۸۰	دوستوں کا انتخاب -	۱۳	تمہید	۱
۹۶	افلاس کے طرح نجات حاصل ہوگا	۱۴	سقراط کے زندگی کے مختصر حالات -	۲
	لوگوں کے الزامات کو	۱۵		
۱۰۵	کس طرح رفع کر سکتے ہیں -	۲۸	سقراط کے خیالات کی ابتدائی حالت	۳
۱۰۸	دوستی کی عظمت -	۳۰	میرے عادات سے محفوظ رہنا -	۴
۱۱۰	بہتر فرمانروا کے اوصاف -	۳۳	سقراط کی بسر اوقات کا طریقہ -	۵
۱۱۲	اوصاف سپہ سالار -	۳۴	رعونت اور جھوٹی مشیخت	۶
۱۱۷	رسالہ کے افسر کے فرائض	۳۵	طریقہ تعلیم فرمانروایان -	۷
	جو شخص کہ ذاتی معاملات میں	۳۶	نیک خصلتی اور غفلت -	۸
	مستعد رہتا ہے وہی اچھا	۴۰	والدین کی عزت -	۹
۱۲۳	سپہ سالار فوج ہو سکتا ہے -	۴۷	ووبھائیوں کا اتحاد -	۱۰
	کامیابی کے لئے فوج کو کن امور کی	۵۵	دوستانہ -	۱۱
۱۲۸	تعلیم دینا چاہئے -		دوست کی قابلیت اور اس کی	۱۲
۱۳۷	فرمانروائی کی اہمیت -	۶۲	قیمت -	

صفحہ نمبر	نام	صفحہ نمبر	نام	صفحہ نمبر
۱۸۹	کمال نظارہ -	۳۰	۱۴۵	سلطنت کی خواہش -
۱۹۶	عادات کے متعلق سقراط کی رائے -	۳۱	۱۴۹	ورزش -
۲۰۱	تعلیم کے متعلق سقراط کا خیال -	۳۲	۱۵۲	سقراط کے چند سوال و جواب -
۲۰۴	سقراط کے چند اقوال -	۳۳	۱۵۸	سقراط کا انصاف کے متعلق خیال -
۲۰۸	تعلیم کی ضرورت -	۳۴	۱۶۹	حسن اور خوبی میں فرق -
۲۱۱	زعم باطل -	۳۵	۱۷۳	خدا کے ہستی کی بحث -
	اشتبہ اکتب -		۱۸۱	بنیوں پر اللہ کے حقوق -

تمہید

ہر کس بن خیال خویش خطے دارد

میں تقریباً ربع صدی سے کتابوں کی اوراق گردانی کے خطے
میں مبتلا ہوں۔ اور یہ اسی خطے کا نتیجہ ہے کہ کوئی بیس سال سے
کوئی نہ کوئی کتاب تالیف یا تصنیف کر کے پبلک کے سامنے
پیش کرتا رہتا ہوں۔

مجھ کو اپنی ہیچرانی اور علمی بے بضاعتی کا دل سے اعتراف
ہے اس لئے اہل ملک اور ابائے وطن میری پیش کردہ کتابوں
کے مطالعہ فرمانے کی جس قدر بھی زحمت برداشت فرمائیں اُسکے
لئے اون کا احسان ماننے کو میں ہمیشہ تیار رہتا ہوں۔

میں کسی کتاب کی تالیف و تصنیف کے وقت ملک کے
عام مذاق کی اتنی پروا نہیں کرتا جتنی کہ اپنی دلی رغبت کی اتباع
کرتا ہوں۔ بھی وجہ ہے کہ میری پیش کردہ کتابوں میں سے زیادہ

کتابین فلسفہ اخلاق کی روکھی سوکھی روایتوں پر مبنی ہیں اور جس کتاب کو اس وقت بزرگان قوم اور برادران وطن کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں وہ بھی اسی قبیل سے ہے۔ جس میں حکیم سقراط جیسے پُرانے فلاسفر کے حالات اور مقالات کے بیان پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اور اس کی ذرہ پر وا نہیں کی گئی۔ کہ اس پُرانے فلاسفر کے حالات و مقالات زمانہ موجودہ کے لوگوں کے پسند آئیں گے یا نہیں۔ مگر سقراط کے نام کو چونکہ شہرت عام اور بقائے دوام کی عزت حاصل ہو چکی ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب دلچسپی کی نظر سے دیکھی جائے یا نہ دیکھی جائے لیکن اس معزز نام کے صدقہ اور طفیل میں یہ عزت و وقعت کے ہاتھ ضرور لی جائے گی۔ اور یہی بات میرے تسکین خاطر کے لئے کافی ہوگی۔ کیا عجب ہے کہ کسی کی غلط انداز نظر بھی اس کتاب کے مضامین پر پڑ جائے اور سقراط کے حالات اس کے دل میں اتر کر اپنا کام کر جائیں۔ اگر ایسا ہوا تو میرے لئے اور بھی موجب منت و شکر گذاری ہوگا۔ اس موقع پر میں یہ اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ شریک کا مشی ناتھ راؤ صاحب متر مالک، امیک منور مخن کا شکریہ ادا کروں جنہوں نے مجھے اصل انگریزی کتاب اور اس کے مرہٹی ترجمہ سے مطالبہ اخذ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

میرے قدیم عنایت فرمانے اپنے اتحاد و قدیمانہ کے خیال سے اس کتاب کے مسودہ کو نظر ثانی کرنے کی جو تکلیف گوارہ فرمائی ہے اس کے لئے میں اُنکاتہ دل سے مشکور ہوں۔

گو عام شکایت یہ ہے کہ یہاں کے مطابع کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ لیکن جناب مولوی محمد شمس الدین خان صاحب مالک شمس المطابع نے اس کتاب کی طبع کے متعلق جو سعی و بلیغ فرمائی ہے وہ میرے لئے باعث منت و شکر گزاری ہے۔

اشناط طبع میں مولوی محمد شمس الدین خان صاحب کو اس کتاب کے دیکھنے کا اتفاق ہوا اور یہ اُن کے اس قدر پسند آئی کہ اُنھوں نے مجھ سے پیش ظاہر کی کہ اس کے جملہ حقوق ان کے نام ہیہ کر دئے جائیں۔ لہذا اس کتاب کی طبع میں اُوںھوں نے جو سعی فرمائی ہے اُس کے شکریہ میں میں اس کے جملہ حقوق یہ کہہ کر اُن کی تذکر کرتا ہوں کہ۔

سپر دم بتو مایہ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

خاک

مانک راؤ و ٹھل راؤ

علاقہ دار نواب خورشید جاہ مرحوم معفو

مرقوم بہ محرم ۱۳۵۷ھ

حسینی علم

حیدرآباد دکن



سقراط کے زندگی کے مختصر حالات

ہمارے آریہ ورت (ہند) میں جب طرح مہاتما بروہ ایک خدا داد قابلیت اور ذہانت کا شخص گذرا ہے۔ اسی طرح ایک صدی بھی گزرنے نہیں پائی تھی کہ خطیونان میں بھی اسی پایہ کا سقراط نامی مہاتما تھنکس کے قریب الوپے سی نامی پرگنہ میں ۴۶۹ سال قبل مسیح پیدا ہوا۔ اگر یہ کہا جائے کہ سقراط کے رسم بلدیونان میں آج تک کوئی مہاتما نہیں پیدا ہوا تو خلاف واقعہ نہ ہوگا۔ برین ہم حیرت و افسوس کی بات ہے کہ ایسے غیر معمولی شخص کے حالات سے عام طور پر لوگ واقف نہیں ہیں۔

سقراط کے والد کا نام سوفرونی سکس تھا جو بت تراش کر گزاراوقات کیا کرتا تھا۔ والد کا نام نے نے ری فی تھا۔ جس نے واپہ گری کے پیشہ کو اپنی گذراوقات کا ذریعہ قرار دے رکھا تھا۔ سوفرونی سکس ایک معمولی درجہ کا بت تراش تھا جس کا شمار اُس زمانہ کے

مشہوریت تراشون میں نہیں تھا۔

خسے نے میری بھی دایہ گرمی میں کوئی ممتاز درجہ نہیں رکھتی تھی۔ حاصل کلام یہ کہ سقراط خاندان بالکل ہی مفلس اور غیر معروف تھا۔

”انسان کی ولادت اُس کے اختیار میں نہیں ہے۔ اُس کی تقدیر کا لکھا جس خاندان میں اُس کو جنم دلاتا ہے اُس میں اُس کو جنم لینا پڑتا ہے۔ لیکن دانشمندی، ذہانت اور قابلیت کے اکتساب اور اظہار پر انسان قادر ہے۔“

گو سقراط بالکل معمولی حیثیت کے خاندان اور مفلس کے گھر پیدا ہوا تھا۔ مگر خاندان کے افلاس اور گمنامی کا اثر اُس پر نہیں پڑا۔ بلکہ اُس کی خدا واد عقل و فراست اُسے مسرت عام اور بقائے دوام کی عزت بخشی۔

گو انسان کی طبیعت کا خاصہ یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی بڑائی چاہا کرتا ہے۔ اور جہاں تک اوس کا بس چلتا ہے کسی متبدل خاندان سے تعلق ظاہر کرنے سے پہلو بچاتا ہے۔ اور جس کا آبائی پیشہ موقر اور معزز نہیں ہوتا ہے وہ اُس پیشہ کو نظر حقارت اور نفرت سے دیکھنے لگتا ہے۔ لیکن سقراط کی حالت اوس کے بالکل عکس تھی۔ چنانچہ ایک حکیم اور فلاسفر کی حیثیت سے مشہور ہو جانے کے بعد بھی لوگوں سے بیان کیا کرتا تھا کہ اُس کی تربیت تراش اپنے قابلیت، ذہانت اور دانشمندی سے ایک غیر متحرک چھروا انسان کی ہر شکل بنا دیتا ہے، لیکن یہ کس قدر حسرت ناک بات ہے کہ ہم باوجود اس کے کہ انسان میں مگر انسان کو حقیقت انسان بنانے کی کوشش نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ مجھ کو اپنے آبائی پیشہ بت تراشی پر نہایت فخر ہے۔ نیز یہ کہ

جس طرح میری والدہ عورتوں کی دایہ گری کرتی تھی اوسی طرح میں بھی لوگوں کے خیالات کی دایہ گری کر کے، اور ان میں جو وعدہ جو ہر پوچھتا ہوا ہوتا ہے، اور انکو ظاہر کر دیتا ہوں، اس سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ سقراط کو اپنے والدہ کے پیشوں سے کسی قسم کا عار نہیں تھا بلکہ اور ان کو بایہ فخر سمجھتا تھا۔ اوس زمانہ میں یونان کی رعایا کے لئے فن کشتی، فن موسیقی، فن نظارہ، خلائی علم ریاضی، علم ہیئت، علم الاخلاق، علم اللسان وغیرہ کا کورس مقرر تھا اور ان علوم میں تعلیم پانا نہایت ضروری اور لازمی تھا۔ لیکن سوفرونی کس کی مالی حالت ان جملہ ابواب کی تعلیم کی تکمیل نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لئے اوس نے سقراط کو حسب ضرورت صرف کشتی اور علم ریاضی کی تعلیم کے بعد اپنے زیرنگرانی بیت تراشی کے کام پر لگا دیا تھا۔ چنانچہ سقراط کے ہاتھ کی تراشے ہوئے بُت پابجے میں نامی فسرمانروا کے زمانہ میں اگر پولیس نامی اتھنس کے قلعہ میں مرکبوری اور گرے سس دیوتاؤں کی عورتوں کے طور پر رکھے ہوئے تھے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سقراط نے چند روز تک اپنی والدہ کی نگرانی میں کام کر کے اسی فن میں اچھی طرح مہارت پیدا کر لی تھی اور علم ریاضی میں اوس کو کامل طور پر دخل حاصل ہو چکا تھا۔ اگر سقراط کو یہ خیال نہ ہوتا کہ وہ اپنی عمر کے تمام حصہ کو اس علم ریاضی میں صرف کرنے کے بہ نسبت وہ اوس سے بھی کئے گوئے زائد کارآمد کام کر سکتا ہے، تو وہ آج فی الحقیقت بہت بڑا ریاضی دان مشہور ہو چکا ہوتا اور گو فن معماری اور ریاضی ان دونوں علوم میں سقراط نے اچھی طرح مہارت پیدا کر لی تھی، لیکن اوس کو فلسفہ کے تعلیم کی اشد خواہش تھی۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ سقراط اپنی مختصر سی جگہ پر بیٹھا ہوا بت تراش رہا تھا کہ اتنے میں کئی ٹونامی ایک مالدار شخص اوس سے ملنے آیا۔ اور عرصہ تک اوس سے اُس سقراط سے گفتگو ہوتی رہی جس سے کئی ٹوکے دل پر یہ خیال مرتسم ہوا کہ سقراط صرف عدم استطاعت اور بے بضاعتی کے باعث اپنے ذہانت کے خیر بے ترافی کے نذر کرنا چاہتا ہے جو کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔

کری ٹوہان سے اٹھا اور سقراط کے باپ کے پاس جا کر سقراط کو اپنے ساتھ لے جانے اور اپنے پاس رکھنے کی اجازت لی۔ اور اپنے ساتھ لیجا کر اُس نے سقراط کو انکو گورس اور اریکلس سے فلسفہ کی تعلیم شروع کرادی۔ اور بھی کئی آئندہ چلکر سقراط کا بڑا بھکتی اور یہی خواہ بنا رہا۔

سقراط نے فلسفہ کی تعلیم کس طرح پائی اور اوس کی کیسے ابتدا ہوئی۔ اس پر چند سوانح نویسوں نے روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ زونون کی طرح اُس کی بھی تعلیم ہوئی۔ لیکن سب سے زیادہ دلچسپ اور سبق آموز سوانح عمری ہے جو سقراط کے مشہور شاگرد افلاطون نے مکالمہ کے طور پر لکھی ہے۔ اس میں سقراط کے زبان سے جو بیان درج کیا گیا ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ان گزہ گورسس کا علانیہ شاگرد ہوا۔ اور اوس کی کتابیں اس نے نہایت غور و خاص سے مطالعہ کیں۔ اوس میں ایک مقام پر تحریر ہے کہ سقراط نے کیلی اس سے مذاق میں کہا کہ تو بہت سارو پیسے صرف کر کے فلاسفر بنا ہی اور میں نے صرف خود ہی غور کر کے اور آپ ہی اپنا استاد بن کر فلسفہ کو حاصل کیا ہی

اس بیان کی رو سے سقراط کا فلاسفہ بننا ایک معجزہ ہو جاتا ہے، تاہم ہم نسبت سابق کے دوسرے بیان کی اہمیت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ یعنی یہ کہ بالذات محنت و مشقت اور حیرت انگیز ذاتی کوشش کے علاوہ فطرتی طور پر فلاسفہ بننا ہوا تھا۔ اور اس کے مان لینے میں کوئی امر مانع بھی نہیں ہے۔

اتھینس کی جمہوری سلطنت میں یہ قاعدہ تھا کہ سلطنت کے تمام باشندے فوجی تعلیم کے بعد تھوڑی مدت تک مہم پر بھی جائیں۔ اس قاعدہ کی رو سے پہلا پوتی جنگ میں کہ پوتی ڈا۔ ڈیلیم۔ اورانی پولیس ان تین جنگوں میں سقراط بھی شریک رہا تھا۔

افلاطون کا بیان ہے کہ پوتی ڈا کے جنگ میں سقراط کے سمیاجی اہم نامی مکالمہ میں اسی باڈیس کے زبان سے نکلے ہوئے الفاظ نہایت قیمتی ہیں، وہ یہ ہیں، پوتی ڈا کے جنگ میں سقراط اور میں ایک ہی جگہ ملکر کھانا کھایا کرتے تھے۔ اس کی ایسی مشقت کو برواشت کرنے کی قوت دیکھ کر مجھ کو فی الحقیقت نہایت تعجب ہوتا تھا۔ جنگ کے موقع پر اکثر وقت رسد کی کمی واقع ہو جایا کرتی ہے۔ چنانچہ اس جنگ میں بھی موقع پیش آیا۔ اور چند روز تک بلا توا رک کے ہم کو بسر کرنا پڑا۔ اس موقع پر سقراط نے جو صبر و استقلال ظاہر کیا۔ سچ میں نے تو کیا فوج کے کسی ایک آدمی سے بھی نہیں ظاہر سزا۔ پوتی ڈا کو ہم سرانہایت سخت ہوا کرتا ہے! اور وہاں کئی روز تک مسلسل برف بارہی ہوا کرتی ہے، ہم میں سے اکثر تو باہر نکلنے کا نام ہی نہیں لیتے تھے۔ اور اگر

کسی وقت باہر نکلتے بغیر کام ہی نہیں چلتا تھا تو بوٹ پہنکر اوس پر اونی پٹیاں باندھ کر اور ایک پر ایک متعہ کوٹ پہنکر غرضکہ تمام جسم کو محفوظ کر کے باہر نکلتے تھے۔ لیکن سقراط کی حالت یہ تھی کہ چاہے کیسے ہی زور کا برف کیون نہ پڑتا ہو وہ معمولی لباس کے ساتھ برہنہ پاؤں نکل کھڑا ہوتا تھا۔ اس کے سوا کل فوج میں اس سہت اور دلیری کا کوئی اور شخص نہیں تھا۔

ڈسے لیم کے بی ادشی لیس لوگون سے جو جنگ ہوئی تھی اُس میں سقراط اپنی رضامندی سے شریک ہوا تھا۔ اس جنگ میں آتھنس کو شکست حاصل ہوئی۔ لیکن وہ اپنے سب عادت تجل و برو باری سے میدان کارزار میں سے واپس آیا اور جب زخوفن گھائل شدہ پڑا ہوا اوس کو نظر آیا تو اس نے اپنے کندھوں پر اوس کو اوٹھالیا۔ اور دشمن کی نظر سے کسی قدر فاصلہ پر اوس کی تیمارداری میں مصروف ہو گیا۔ حالانکہ جنگ میں شکست پانے کے بعد جب دشمن تعاقب میں ہوتا ہے تو عام طور پر یہ بات پیش نظر رہتی ہے کہ، کس طرح ہم اپنی جان بچا کر دشمن کے زو سے نکل جائیں اور جس سے جس طرح بن پڑتا ہے نکل بھاگتا ہے۔ انی پولیس کے جنگ میں سقراط شریک ہو کر گیا تھا۔ آتھنس کو اوس میں شکست حاصل ہوئی اور اس جنگ سے واپس آنے کے بعد پھر اوس نے تابہ زندگی آتھنس کے باہر قدم نہیں رکھا۔

سقراط میدان کارزار میں ہمیشہ ڈٹ کر کھڑا رہتا تھا۔ دشمن سے مقابلہ کرتے وقت اُس میں فوج کے سپاہ سالار جیسی دلیری اور حزم و استقلال موجود رہتا تھا

اور اوس کے بشیر سے ہمیشہ متانت ٹپکتی تھی، کتاب ہذا کے صفحہ (۳۳) پر بعنوان "سقراط کی بسر اوقات کا طریقہ" جو مکالمہ لکھا گیا ہے، اوس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سقراط میدان جنگ میں نہایت تحمل اور نیک مزاج ثابت ہوتا تھا۔ ہاتھ لگنا نیشوری مہاراج کا بیان ہے کہ نفسانہ خواہشات کو مٹا کر دل پر قابو حاصل کر کے سرو و گرم، رنج و راحت ان دونوں فتح یابی حاصل کرنا چاہیے، لیکن دینیوی کاروبار سے واقف ہونے کی شیخی بگھارنے والے اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ، ایسی نصیحت دنیا داروں کے لئے کسی مصرف کی نہیں ہے، بلکہ اُن کے کارآمد ہے جو آخرت کے حصول کی غرض سے دنیا کو ترک کر کے پریشور کا وہیان کرنے کے لئے پہاڑ کے درے یا کچھوہ میں جا بیٹھے ہوں۔ سقراط بلا غرض کام کرنے کے بارے میں، انٹی فان کو اس قسم کی نصیحت کیا کرتا تھا۔ اُس کا ذاتی عمل بھی اس نصیحت پر تھا۔ اُس کا جنگ کے موقع پر ایسا عمل رہتا تھا کہ سپاہ سالار فوج بھی حیرت زدہ رہ جاتے تھے۔ اُس نے اپنی زندگی نہایت سادگی سے بسر کی تھی وہ خواہشات کو مٹا چکا تھا۔ اور خیالات پر قابو حاصل کر چکا تھا۔ جنگ میں بار بار رسد کی کمی ہونے کے باوجود بھی اوس کو کسی وقت بھوک کی تکلیف نہیں ہوتی تھی۔ ایک کوٹ پہنے اور برہنہ پاؤں چلنے کی اوس کی ہمیشہ سے عادت تھی یا وجود برف باری ہونے کے بھی اوس کو پشیمینہ کا لباس اور بوٹ پہنے کی کبھی خواہش نہیں ہوتی تھی۔ ہمارے ہاتھ اور پاؤں کا قول

ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ موت اس جہم کو ہے، روح غیر فانی ہے۔ علیٰ ہذا اسی طرح اور فلاسفہ بھی بیان کرتے رہتے ہیں۔ میدان کا زائرین غنیم کے حملہ کا اُس کے دل پر ذرہ برابر بھی خوف و خطر نہ ہوتا تھا، اپنے جان کے برائیت و وسوسوں کی حاجت براری کی قیمت بے حد زائد ہے۔ یونان کے فلاسفہ بھی اسکو سمجھے ہوئے تھے۔ اور تعاقب کرنے والے غنیم کی قسم کی پروا نہ کرتے تھے۔ چنانچہ زونفن کی جان بچانے کی ہمت سقراط نے نہایت خطرناک موقع پر کی تھی۔ سا دہو ہا تھاؤن کی ہیمن نصیحت ایک طرف ہے، کہ کوئی وینا دار اور طرح عمل نہیں کر سکتا۔ اور احیانا کسی نے اوس پر عمل بھی کیا تو اوس کا وینا داری میں کوئی فائدہ نہیں ہے، ایسا کہنے والے ہمارے سوسائٹی میں بہت ہیں۔ اوس کو چاہئے کہ وہ سقراط کی اس قسم کی نصیحت، اور اوس کے بموجب اُس کے عمل، اور جنگ کے ایسے نازک موقع پر کاربند رہنے کی مثال کو پیش نظر رکھ کر اس کا فیصلہ کریں۔

ہمارے مہاتما سا دہو ہا نکارام مہاراج اور سقراط کے خیالات اور خانگی زندگی میں بہت کچھ مشابہت ہے۔ سوفرونی کس کو بت تراشی کے پیشہ میں گو کچھ زیادہ آمدنی نہیں ہوتی تھی۔ تاہم اوس نے انتقال کے وقت وہ سقراط کے لئے دو ہزار روپیہ کی جائیداد چھوڑ گیا تھا۔ لیکن سقراط دولت کے پھندے میں گرفتار ہونے والا نہیں تھا۔ چنانچہ اوس نے ایک دوست کو اوس کی ضرورت پر وہ جائیداد حوالہ کر دی۔ اور جس کام کے غرض سے دوست کو

وہ جاننا دیکھتی تھی اوس میں اوس دوست کو نقصان ہوا۔ سقراط نے یہ دیکھ کر اوس کو واپس طلب بھی نہیں کیا۔ سادہ ہونکارام مہاراج کی نسبت بھی مشہور ہے کہ اونھوں نے اپنے دستاویزات کو اندر لینی کے حوالہ کر دیا تھا۔ سقراط کی تمام خانگی جائیداد ایک سو بیس سے زائد مالیت کی نہ تھی۔ لیکن سادہ ہونکارام مہاراج کی کل کائنات اوس مالیت کی تھی یا نہیں اس میں شک ہے۔ علاقہ مسوڑ دنیا کے فرمانروا شاہ چالیس کو خیال گذرا کہ سقراط کا ایسا انمول جواہر میرے دربار میں رہے۔ اس لئے اوس نے اپنے معتمد کو چند تحائف دیکر سقراط کے پاس روانہ کی۔ اور کہا کہ انکو وے کر اوس کو میرے پاس لے آؤ۔ لیکن سقراط نے اون تحائف کو مطلقاً ہاتھ نہ لگایا اور ایسی ملازمت سے انکار کر دیا۔ کیونکہ اُس کے خیال میں لوگوں سے روپیہ لیکر یا روپیوں کے غرض سے لوگوں کی اطاعت گزاری قبول کرنا مساوی اس کے تھا کہ اپنی فلسفہ اور معلومات کو فروخت کیا جائے۔ جو (لکچرار) حاجت مند اور منفعت کا خواہاں ہوتا ہے اُسکی نسبت ہر وقت سامعین کا یہ خیال لگتا رہتا ہے کہ اب میہم سے کسی چیز کا سوال کر لیا۔ لہذا اس کے تقریر کی جانب وہ کچھ بھی منکشف نہیں ہوتے۔ لالچی اور دریدر گذر کر ہی کرتے والا مقرر منہ سے ہمیشہ بے ثباتی کے باتیں بکا کرتا ہے۔ لیکن اندرونی طور پر اوس کو یہ خیال لگتا رہتا ہے کہ لوگوں سے مجھکو کیا چیز حاصل ہوگی۔ حاصل کلام مالی امید سے وابستہ شدہ مقرر کے نضاج، سامعین کے لئے گویا ہیرے اور گونگے کا رد باد کرنے والے ہیں۔ روپیہ لے کر فلسفہ کی تعلیم دینے والے زونوفان کے نسبت سقراط ہمیشہ کہا کرتا تھا اریہ بات کتاب ہذا کے بعض مکالمہ کے مطالعہ سے

ظاہر ہو گی کہ باوجود فلاکت زدہ ہونے کے ارادہ کرنے کے ساتھ ہی دولت غلام کی طرح اطاعت کے لئے حاضر ہو جاتی ہے۔ اور باوجود خود میں قوت موجود ہونے کے بھی کھاتا نگارام مہاراج کی طرح سقراط نے بھی اکثر وقت بطور خود دولت کو ڈانٹ دیا۔

بتلا کر افلاس کی حالت میں نہایت بشارت کے ساتھ اپنی زندگی کے دن پورے کئے۔

نگارام مہاراج کے بیوی کی طرح سقراط کی بیوی جھین تھی پی بعد ازاج مشہور ہے۔

خاوند تعلیم یافتہ اور بیوی جاہل مطلق جس سوسائٹی میں ہوا کرتی ہے۔ اوسس سوسائٹی کے مستورات گو، خانہ داری کے کام میں مستدرتے ہیں۔ اولاد کی پرورش کس طرح کرنی چاہئے اس کے متعلق اوتھیں آبائی طور پر معلومات حاصل ہوتی ہیں۔

لیکن ادن کی نظر نہایت محدود ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے اوتھیں اپنے خانہ داری کے انتظام کے سوا اور کوئی بات نہیں نظر آتی ہے۔ صرف وہ دینی زندگی بسر کرنے میں مستدرتے ہیں۔ لیکن تعلیم یافتہ میان کے ولی خیالات کی غریب سے بے خبر رہنے کے باعث میان بیوی میں اکثر نا اتفاقی رہتی ہے۔ اور اسوجہ سے بیویان میان کے استحساد و گناہت اور محبت سے محروم رہتے ہیں۔ میان بیوی میں آج بھی اکثر جو نفاق کا بازار گرم رہا کرتا ہے اوس کی بھی وجہ ہے کہ مستورات میں تعلیم کی کمی ہے۔ سقراط کے زمانہ میں ملک یونان کی عام حالت بھی اسی طرح کی تھی۔

حاصل کلام کارام مہاراج کے بیوی کی طرح سقراط کی بیوی کو بھی سقراط کے ولی خیالات کا اندازہ حاصل کرنے کی قابلیت نہیں تھی۔ گو یہ دونوں عورتیں عقبت و عفت کی دیویان تھیں مگر یہ دیکھ کر کہ ان کا خاوند کاروبار و دنیاوی میں توجہ نہیں کرتا ہے۔

چاند کی طرح اولاد پالنے کے بعد بھی وہ اون کی ناز و داری نہیں کرتا ہے۔ کچھ دولت پیدا کر کے اچھا مکان تعمیر کر کے زیور اثاثہ وغیرہ نہیں جمع کرتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اپنے طور پر آئی ہوئی دولت کو گھر سے نکال باہر کر دیتا ہے۔ اس حالت کو دیکھ کر وہ اپنے خاوند سے نہایت خشکین رہا کرتی تھیں۔ اور آپس میں تھوڑی بہت محبت تو درکنار بلکہ ان کے جی میں جو اتنا وہ کہتیں۔ اور نصیحت لعنت و ملامت میں پس و پیش نہ کرتیں۔ اسپر یہ طرہ ہے کہ ان دونوں کے میان بھی اپنے دوست احباب کو کھانا کھلانے گھر میں لاتے تھے۔ خورد و نوش کے چیزیں بکان میں موجود ہیں یا نہیں۔ اس کی انھیں خبر بھی نہیں رہتی تھی۔ اور ایسے موقع پر کچھ کما کر نہ لانے والا خاوند اپنے ہمراہ چار و دست احباب کو کھانا کھلانے لائے تو پھر بیوی کے غصہ کا تھرا میٹر کیون نہ چڑنا چاہئے؟ سقراط ایسے موقع پر اپنی بیوی جھین تھی پی سے کہا کرتا تھا۔ کہ،، اپنے یہاں اگر چار لوگ کھانا کھانے آئیں تو میں ہکو ایک قسم کی مسرت محسوس ہونا چاہئے۔ بیکار دلچ و غم غصہ کرنے سے کیا فائدہ ہوگا اگر یہاں لائق ہیں تو ان کے رویہ ہم جو کچھ کہنے کے اُس سے وہ خوش ہونگے۔ اور اگر کم فہم ہونگے تو وہ جو کچھ چاہیں کہیں ہم کو کسی قسم کی پروا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ ڈی من نامی ایک دیوی کی قوت پر وہ غیب سے سقراط سے کہا کرتی تھی کہ، تجھ کو جو کچھ معلومات حاصل ہیں اوس کے بارے میں تو عام لوگوں کو نصیحت کیا کر، اس ڈی من دیوی کے بارے میں سقراط کی زبان سے جو الفاظ نکلے تھے۔ جن کو افلاطون اور زنون نے بھی سن لیا تھا۔ ان سے پایا جاتا ہے

اوس کو وہ قوت علانیہ طور پر کسی وقت نہیں نظر آتی تھی۔ سقراط نے عام لوگوں کو تعلیم دینے و پند و نصائح کرنے کا کام اوس قوت کے ایما سے شروع کیا ہوگا، اور اس بارے میں اوس نے بطور خود اچھی طرح غور کر کے وہ کام اپنے ذمہ لیا ہوگا۔ خواہ کچھ بھی ہو۔ سقراط نے تعلیم اور پند و نصائح کے کام کو چالیس سال کی عمر میں شروع کیا تھا۔

عمر رسیدہ لوگوں کی ولی حالت مثل اڑے ہوئے پارہ کے آئینہ کے ہوا کرتی ہے۔ یعنی یہ کہ جس آئینہ کی پشت پر پارے کے اڑنے سے جو داغ پڑتے ہیں اُس میں وہی نظر آتے ہیں اور اون کے سوا اور کچھ نہیں نظر آتا۔ علیٰ ہذا عمر رسیدہ لوگوں کے دل میں جو باتیں ذہن نشین ہو جاتی ہیں۔ اوس کے سوا اور کوئی بات اونہیں نہیں دکھائی دیتی ہے۔ لیکن نوجوانوں کے ولی حالت اس طرح کی نہیں ہوتی ہے۔ اون کے اوصاف آئینہ جیسا پاک و صاف دل رکھنے والوں کی رو برو جس صورت میں پیش ہونگے اوس صورت میں اون کے دل پر مرتسم ہونگے۔ ایک ایسے خشک درخت کو جس کے پتے جھڑ گئے ہوں اور پھل پھول آنے کی امید نہ رہی ہو پانی دینا ایسا ہے جیسا بیکار مٹی کے ساتھ محنت کرنا۔ ملک کے بھی خواہ لوگ عمر رسیدہ لوگوں کے مقابلہ میں ہوں بہار نوجوانوں کے خیالات کو آراستہ کرنے کی کوشش ہمیشہ کرتے رہتے ہیں، سقراط بھی اسی طرح غور کر کے اپنے معلومات کی اشاعت سے آئندہ نسل کی بہتری اور اون کے اوصاف کی آراستگی کے طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

علوم کی تعلیم دینے کی غرض سے سقراط نے کسی مقام پر کوئی مدرسہ قائم نہیں کیا تھا نہ سامعین کے نشست کے لئے بیچ کر سی بچھا کر اپنے لئے اُس نے کوئی لکچر ہال بنا رکھا تھا۔ اوس کے نصاب بیان کرنے کا کوئی وقت مقرر نہیں تھا۔ نہ اوس نے کوئی ایسا نظام الاوقات ترتیب دے رکھا تھا کہ فلاں وقت فلاں بجکٹ کی تعلیم دیا جائیگی۔ وہ نصاب سننے کے معاوضہ میں کسی طالب علم سے کچھ مال و زربھی نہیں طلب کیا کرتا تھا نہ کسی سے کچھ انعام اکرام حاصل کرنے کا خیال کبھی اوس کے دل میں آتا تھا۔ اس کی ولی آرزو اور خواہش یہ تھی کہ نوجوانان ملک کے معلومات کو وسعت دی جائے۔ اور وطن مالوفہ کی شہرت اور نیکنامی برقرار رکھی جائے۔ سقراط کے مواظف و نصاب کسی شرط کے تابع نہ تھے۔ جس طرح خالق مطلق کی قدرت ہر جگہ محیط ہے اُسی طرح اتھنس کے مقام شہر کو وہ اپنا مدرسہ تصور کرتا تھا۔ بازارات درخت تعلیم کے اکھاڑے لڑکوں کے مدرسہ کے قریب کے میدان یہ سب سقراط کے مدرسہ کا کام دیتے تھے۔ اور تو اور جب وہ موت کی سزا پانے کے لئے محبس میں داخل ہوا تھا تو وہاں کے حجرہ کو بھی اوس نے مدرسہ بنا لیا تھا۔ اس سے اس بات کا اچھی طرح اندازہ ہو سکتا ہے کہ سقراط سینہ میں درس تدیس کا شوق اور وطن کی محبت کس درجہ موجزن تھی۔

نوجوان کو نصاب کرنا گو یہ سقراط کا ولی مقصد تھا۔ برین ہم اس مدرسہ میں داخل ہونے کے لئے عمر کی کوئی قید مطلق نہیں تھی۔ ذی ثروت اور غریب

لوگون مین وہ کوئی فرق نہیں سمجھتا تھا۔ دونوں قسم کے لوگوں کی اولاد کو وہ یکساں توجہ کی ساتھ تعلیم دیتا تھا۔ آہنگر۔ نجار۔ زرگر۔ دہیڑ چار خواہ کوئی شخص بھی اس کو پاس تعلیم کی غرض سے جاتا تھا اون کو تعلیم دینے سے وہ کبھی انکار نہیں کرتا تھا۔ سقراط جس سے گفتگو کرتا تھا اوس کا ولی مقصد اوس کو تعلیم دینا ہوا کرتا تھا۔ اور اوس کے ساتھ یہ بھی اوس کی کوشش ہوتی تھی کہ اگر ممکن ہو تو دو باتیں خود بھی اوس سے سیکھ لے۔ اوس کے طلباء اگر بوجہ غفیرت اوس کو حضرت یا استاد کے لقب سے یاد کرتے تھے تو وہ اوسے پسند نہیں کرتا تھا بلکہ وہ کہا کرتا تھا کہ روزانہ نئے آدمی میرے پاس آئینگے جس طرح وہ مجھ سے کچھ سیکھیں گے اوسی طرح میں بھی اون سے کچھ سیکھوں گا، پھر ایسی صورت میں اون کا استاد اور وہ میرے شاگرد کس طرح ہو سکتے ہیں۔ اس پر بھی اتہاس اور اوس کے پیرو بخت کے اکثر جو انون کو سقراط کے شاگرد کہلانے کا نہایت فخر تھا۔ سقراط کے وقیق او آہم خیالات کو مکالمہ کے شکل میں لکھ کر جس نے تمام دنیا کو اپنا مشکور بنایا ہے۔ وہ افلاطون نامی عالم ہے۔ اور یہ انداز اوس کی صحبت میں رہا تھا۔ جب اوس کی روح پرواز کرنے لگی تو اوس نے خالق بے نیاز کے درگاہ میں التجا کر کے کہا کہ، اے خدا، مجھ عاجز و حقیر پر تیرے بہت بڑے احسانات ہیں۔ جس میں سے اول تو یہ ہے کہ تو نے مجھ کو لائق لوگون میں پیدا کیا۔ اگر تو مجھ کو جاہلون میں پیدا کرتا تو میرا انسان ہونا نہ ہوتا ہر تھا۔ دوسرا احسان یہ ہے کہ تو نے خط یونان کو میرا زادوم بنایا جو ہر قسم کے خیالات کا مجموعہ ہے۔ تیسرا احسان

یہ ہے کہ سقراط جیسے مسلم الثبوت اوستاد کی محبت مجھے نصیب کی اور اسکے
عبد میں مجھ کو عدم سے وجود میں لایا، اس سے اچھی طرح ثابت ہوتا ہے کہ سقراط
کے شاگردوں کو اس سے کس قدر محبت اور عقیدت تھی۔

خیالات کی عمدگی اور بیان کے ڈھنگ نے یونان کے نوجوانوں کے دلوں کو
سقراط کا بے حد گرویدہ بنا دیا تھا۔ اتھنس کے قریب مے گالنامی ایک علاقہ تھا۔

سقراط کے زمانہ میں اتھنس اور اس علاقہ کے مابین اس قدر رفاقتھا کہ اگر میکارا
کوئی شخص اتھنس آجاتا تھا تو اس کو سزائے موت دیجاتی تھی۔ باوجود اس کے
کہ اتھنس والوں نے ایسا سخت قانون بنا رکھا تھا۔ اس پر بھی علاقہ میکارا کا

یوکلید نامی ایک جوان شخص سقراط کے نصائح کے چشمہ سے فیضیاب ہو نیکا
ایسا آرزو مند بنا تھا کہ سزائے موت کی پروا کئے بغیر نانہ بھیس بدل کر شام کو اتھنس آتا
اور شب بھر سقراط کی نصائح سے بہرہ اندوز ہو کر صبح کو واپس چلا جاتا۔ اس نے

اس طرح اکثر مرتبہ کیا۔ اکثر نوجوان جس روز سقراط کا بیان نہیں سنتے تھے
وہ روز زندگی کا بیکار اور ضائع سمجھتے تھے۔ اگر کوئی بات شیریں بیانی اور معلوم
سے لبالب بیان سننے کے دوران میں رہ جاتی تو اکثر دن کو اس روز کا

خورد و نوش ناگوار پایا جاتا تھا یہ سقراط کے جادو بیانی کی کس قدر قوت ہے۔

میں بڑا غصہ در اور بد مزاج اور مستقل مزاج ہوں، اگر تم میری رائے سے

اتفاق نہ کرو گے تو نہایت غصہ ہوگا۔ اس طرح خواہ مخواہ کسی مسئلہ یا رائے کو

سقراط اپنے شاگردوں کو نہ سناتا تھا۔ بلکہ بالکل معمولی طریقہ اور متانت کے

ساتھ نہایت شیریں کلامی اور ثناء گفتگو میں وہ اپنے ہم کلام کے خیالات کے
مغالطہ کو رفع کر دیتا تھا۔ اور اپنے صحیح رائے کو اُس کے ذہن نشین کر دیتا تھا۔
کتاب بنائیں جو سوالات ”سقراط کے ابتدائی خیالات“ کے عنوان سے
درج ہیں اون میں سے وہ چند سوالات کر کے سامعین سے اقبال کر لیتا تھا۔
کتاب ہذا میں سقراط کے قائم کئے ہوئے خیالات کے عنوان سے جو کلامہ
درج ہے اُس سے ظاہر ہو گا کہ وہ نوجوان کے خیالات پر کس طرح حاوی
ہوا تھا۔ اپنی رائے قائم کرنے کی غرض سے علاقہ یونان کے اوس زمانہ
کے نامی مقرون کی طرح، وہ کبھی بڑا زور واریان نہیں کرتا تھا۔ اور نہ
اوس کے ثبوت کے طور پر بعض پوائنٹ کو بطور نذر سامعین کے رو برو پیش کرتا
بلکہ ہمیشہ اوس کا صاف اور سیدھا سادہ بیان ہوتا تھا۔

جن لوگوں کی لیاقت اور دانشمندی کی بڑی شہرت تھی اور وہ خود کو لائق
بھی سمجھتے تھے۔ اون میں سے چند پولیٹیشن لوگوں کے پاس گیا۔ لیکن
بعد گفتگو اوس نے اون کو حقیقت میں دانشمند نہیں پایا۔ اوس نے انکے
بیوقوفی کو ثابت کر کے بتلا دیا۔ بعد ازاں وہ مشہور و معروف شعرا کے پاس گیا
اور اون کے اشعار کی معنی اون سے سمجھنا شروع کیا۔ یہ شعرا اپنے اشعار کی
تقریف اور دوسروں کے شعروں کی مذمت کیا کرتے تھے۔ اور اگر انکے
اشعار کے معنی اون سے دریافت کئے جائیں تو وہ نہیں بیان کر سکے تھے۔
اور جس کی وجہ سے اوس نے یہ رائے قائم کی کہ کوئی غیر معمولی قوت

کسی انسان میں پیدا ہو جائے تو وہ دانشمندی کے بائین بیان کرتا ہے۔ لیکن فی الحقیقت اوس میں ذرۂ برابر بھی اوس کی قابلیت نہیں ہوتی ہے۔ صرف اس قدر نہیں بلکہ وہ جو بائین بیان کرتا ہے اوس کے وہ پورے طور پر معنی بھی نہیں سمجھ سکتا ہے۔ علیٰ ہذا اون شعراء کی بھی حالت ہے۔ اُنکے اشعار سے جو قابلیت نکلتی ہے۔ وہ اون کے ذاتی کوشش سے حاصل کی ہوئی نہیں ہوتی۔ بلکہ کسی تائید غیبی سے اون کے قلم سے وہ بائین نکلتا آتے ہیں۔ آخر چلکر سقراط چند کاری گرون کے پاس گیا۔ اوس کو وہاں بہت سے جدید باتون کے معلومات حاصل ہوئے۔ لیکن جن دوسرے صنائع میں اون کو دخل تک نہیں تھا۔ اون کی نسبت وہ بڑے لائے چرڑے دعوے کرنے لگے۔ اون کو سنکر اس نے سمجھا کہ یہ جو قوف ہیں۔ اس قسم کے راستی کی تلاش کرنے کی وجہ سے سو فیٹ اور شیخی باز مقرر ہو چکے سابق سے دشمن بنے ہوئے تھے اور اون میں بہت سے لوگ شامل ہو گئے تھے۔ سقراط اون سے ملنے گیا۔ وہ لوگ اپنے کو اُس سے زیادہ لائق سمجھتے تھے جتنے کہ وہ حقیقت میں تھے۔ اور جن میں باوجود قابلیت موجود ہونے کے بھی وہ خود کو کچھ بھی قابل نہیں سمجھتے تھے۔ درحقیقت وہی سب سے زائد قابل پائے گئے۔

سقراط کے شاگردون کے گروہ کے ساتھ ہی ساتھ راست بازی کے باعث مخالفین کے گروہ میں بھی ترقی ہوتی گئی تمام اتھنس کے باشندوں کے

روبرو سقراط کی فصاحت کرانے کے لئے بہت سے جھوٹے الزامات اوس پر
 قایم کی گئے۔ اور اوس کے مخالفین نے اریسٹوفینس نامی ایک ڈراما نویس
 سے (کلاؤس) ابرنام کا ایک پروز لکھوایا۔ اس پروز کا سقراط ایک ہیرو قرار دیا گیا
 اوس نے اوس پروز میں یہ ظاہر کیا کہ اتھنس میں فوج انون کے خیالات کو
 خراب کرنے والا ایک بدخصلت بولتا چلتا ثابت ہے۔ حیوت ٹھٹھیر میں یہ
 تماشہ ہوا اوس وقت وہاں تماشہ بین کچا کچھ بھرے ہوئے تھے۔ جس میں غور
 کرنیکی قوت نہیں ہوتی۔ اون کو اور کم فہم لوگوں کے گروہ کو ہمیشہ اس قسم کے
 کسی نہ کسی دنگلی کی ضرورت ہوا کرتی ہے! اون کے حسب منشاء گفتگو کرنے والا۔
 عمل کرنے والا۔ اون کے افعال کو ترغیب و تحریریں دینے والا۔ اون کے خیالات
 کی تائید کرنے والا۔ حاصل کلام ہر ایک اچھے بُرے باتوں میں اون کے طوقاری
 کرنے والا اور نکام پیش رو اور دیتا ہوا کرتا ہے۔ اور اس کے برعکس جو عام لوگوں کا
 دل سے بھی خواہ ہوا اور سوشل پولیٹیکل معاملہ میں اون کی غلطیاں تباہ کر اون کے
 کان کھول دے اور راہ راست پر لانے کی کوشش کرے اوس کو وہ اپنا دشمن
 جانتے ہیں۔

ایسے موقع پر عام لوگوں کی سیوقنی سے فائدہ حاصل کیا جاتا ہے۔ اور عزت
 و وقعت پانیکے قابل لوگ اپنی صدر نشینی کی جگہ تائیم رکھنے کی غرض ساری سٹوفینس کے
 مانند ڈراما نویس کے پاس جا کر بیٹھتے اور اوس سوسائٹی کے بھی خواہ بکر تماشہ
 کراتے ہیں۔ اور سیوقون سے فصاحت کراتے ہیں۔ اور مال و نہ کا لالچ دیکر

تماشہ کرانے والوں کو اپنا ہم خیال کر کے تماشہ کرانے میں نہایت محنت کرتے ہیں۔
 احیانا اگر اوس میں کامیابی نہ ہوئی تو چارہ بد معاشوں کو شاسل کر کے اوس کے
 نام کا جنازہ تیار کر کے اوس کا جلوس نکالتے ہیں۔ پھر کسی گلی کو چپ کے چار اوڑ
 لڑکوں کو بھرا کر کے اون سے اونھیں راگنی میں صلواتیں سناتے ہیں۔ غرضیکہ
 اپنا قدرتی وبا و قایم رکھنے کی غرض سے ملک کے بچے ہی خواہ کو جاہل لوگ
 سوسائٹی کی آنکھوں میں خاک ڈال کر شرمندہ کرنے اور اوس کو جازم مقام سے
 گرا دینے کی تاک میں رہتے ہیں۔ اری سٹونیس کا ابراہم نامی ڈراما بھی ایسا ہی
 تھا۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ ملک کا بھی خواہ سقراط سب کی نگاہوں سے گرایا جائے
 یورپی ڈیس کا جب کوئی غمناک تماشہ ہوتا تھا تو اوس کے دیکھنے کی
 غرض سے سقراط کبھی کبھی جایا کرتا تھا۔ لیکن اس خبر کو سن کر کہ اوس کا ہی
 سوانگ آج اسٹیج پر نکلنے والا ہے وہ اوس کے دیکھنے کو معہ دوست احباب
 کے خاص طور پر پھیٹر میں گیا۔ جس کا یہ سوانگ ہے وہ سقراط کو نسا ہے؟
 اسکے بارے میں غیر شناسا لوگوں کو دریافت کرتے ہوئے دیکھ کر خود سقراط
 اون کی خواہش پوری کرنے کے لئے تماشہ ختم ہوتے تک ایک نمایان مقام پر
 کھڑا رہا۔ تماشہ ختم ہو جانے کے بعد بعض لوگوں نے اوس سے دریافت کیا کہ
 محکومانہ اس نفرت انگیز تصویر کو دیکھ کر کیا غصہ نہیں آتا؟ اوس نے جواب دیا
 ہ۔ مجھ کو غصہ کیوں آنے لگا تھا۔ مجھے تو بلکہ مسرت اس کی ہے کہ آج تفریح
 کی غرض سے میرے بر وطن لوگ بکثرت یہاں جمع ہیں۔ سقراط کا یہ جواب

وہ حاسد لوگ جو سقراط کی تنقید اور نقض میں لگ رہے تھے بہت شرمندہ ہوئے۔
 سقراط نے اپنی تمام زندگی کو عام لوگوں کے تعلیم دینے میں صرف کیا۔
 اور اپنے ملک کے گورنمنٹ میں کوئی عہدہ قبول نہیں کیا نہ بسراوقات کے
 لئے اوس نے کسی قسم کا کوئی پیشہ اختیار کیا۔ بعض مصنفین لکھتے ہیں کہ جو
 خور و سالی کے زمانہ میں سقراط سے تعلیم پا چکے تھے وہ اوس کے عیال و
 اطفال کے پرورش کیا کرتے تھے۔ اور بھی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ یونان کے
 قاعدہ کے بموجب اوس کو دو مرتبہ عدالت میں رکنیت کا اعزاز حاصل ہو چکا تھا
 اون دونوں موقعوں پر نکارام مہاراج کی طرح وہ بھی دروغ کو صحیح اور صحیح کو دروغ
 نکر کے از روئے انصاف سلطنت کے قواعد کے بموجب فیصلہ لکھ دیتا تھا۔
 جیسے ہی کے بحری جنگ میں جو سپاہی مارے گئے اون کے تجنیز و تکفین کو نہیں
 تساہل کرنے کی وجہ سے بحری بیڑہ کے افسر علی کو سزائے موت دینے کی
 نسبت یونان کے کئی نامی گرامی سرداروں کا اصرار ہوا اور عام رائے اون
 سرداروں کے تائید میں ہونے کے باوجود بھی سقراط نے یہی کہا کہ ضابطہ
 کی رو سے تمام ملزمین کے نسبت وقت و احد میں فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ اسکو
 باعث اوس کے مخالفین کے گروہ کو اور بھی ترقی ہوئی۔

پہلے لاپرواہی میں بالآخر اسپارٹک کے لیڈر نامی سردار نے یونان کا
 محاصرہ کر کے اوس کو فتح کر لیا اور اپنی جانب سے اوس مقام پر اوس نے
 تینس جابر عہدہ دار مقرر کر کے اون سے سلطنت کے کاروبار کو رنجبام دلانا

شروع کیا اندازہً چار گھنٹے کے بعد شرک سے بیوس نامی جوانمرد شخص نے
 انی ٹیس وغیرہ کے مانند جمہوری حکومت کے بعض حامیوں کی امداد سے
 اون نظام عہدہ داروں کو ملک سے نکال باہر کرویا۔ اور سابق کے بموجب
 یونان میں جمہوری سلطنت کا طریقہ قائم کر دیا گیا۔ سقراط اعلیٰ درجہ کے سیاسی
 طریقہ کا حامی نہیں تھا۔ وہ کہتا تھا کہ حکومت کرنے کا اختیار تین آدمیوں کے
 اختیار میں ہو۔ یا یونان کے معمولی طریقہ کے بموجب پانچ سو آدمی کے اختیار
 میں ہو۔ تعداد کی نسبت یہاں بحث نہیں ہے بلکہ محنت و قابلیت کے متعلق
 ہے۔ سلطنتی انتظام کے باگین لایق لوگوں کے ہاتھ میں رہنی چاہئیں۔
 بیوقوفوں کے رائے کے غلبہ پر سلطنت کے ذمہ داری کے عہدہ کی خیرات
 تقسیم کرنا نتیجہ کے لحاظ سے صریح نقصان دہ ہوتا ہے۔ سقراط کی اس قسم کی
 تعلیم جمہوری طریقہ کے حامیوں کو ناپسند ہوئی اور وہ لوگ بھی سقراط کے مخالف
 بن گئے۔

سقراط کی عمر، سال کی ہو گئی تھی اور اب وہ ضعیف ہو گیا تھا۔ ایسے
 موقع پر پتھلا اوس کے دشمنوں کے انی ٹیس نامی ایک شاعر اور لایکون نامی
 ایک مشہور و معروف مقرر ان تینوں اتفاق کر کے یونان کی عدالت میں
 سقراط پر ایک استغاثہ دائر کرویا۔ اوس میں سقراط پر تین الزامات قائم کئے گئے
 تھے۔ پتھلا اوس کے پہلا الزام یہ تھا کہ وہ حکومت کے دیوتا کا معتقد نہیں ہے
 دوسرا الزام یہ تھا کہ جدید دیوتا کو ماننے کی ترغیب وہ لوگوں کو دیا کرتا ہے تیسرا

الزام یہ تھا کہ وہ یونان کے نوجوان کے خیالات کو بگاڑا کرتا ہے۔ اور یہی الزام قائم کر کے اوتھون نے استدعا یہ کی تھی کہ ان کی پاداش میں سقراط کو سزائے موت دیجائے۔

یونان کے عدالت میں پانچ سوا ماکین ہوا کرتے تھے۔ ان کے سانچے ابتداء میں مستحکم کے جانب سوجھتی تھیں اس استغاثہ کے ظاہر الزامات کو نہایت عاجزانہ اور شیریں الفاظ میں نمک مرچ لگا کر بیان کرتا رہا۔ سقراط کے دوستوں ایک ہوشیار وکیل سے اس دعوے کا جواب لکھوا کر سقراط کو دکھایا۔ اسکو دیکھ کر اوس نے اوس وکیل کی طرز تحریر اور اوس کے دلائل اور وجوہات کی تعریف کی۔ اور اوس کا شکریہ ادا کر کے اوس کو واپس کر دیا۔ اوس نے کہا کہ میں نے آج تک جس نیک خصلتی سے زندگی بسر کی ہے وہی میرے جانب سے اس استغاثہ کا جواب ہے۔ اس کے سوا کسی اور طریقہ سے جواب دیکر میں آئندہ چلکر زندہ رہنا نہیں چاہتا۔ اور نہ میرے محبوب کی مرضی پائی جاتی ہے کہ میں ابھی اور زندہ رہوں۔ میرے زندہ رہنے میں آپکو یا میرے ملک کو کچھ بھی فائدہ نہیں ہے۔ ضعیفی کے باعث آنکھوں کی بصارت کم ہوتی جا رہی ہے۔ اگر وہ مطلق ہی جاتی رہے اور سماعت کی قوت صلب ہو جا تو ایسے بے بسی کی حالت میں زندہ رہنا کس مصرف کا۔ آج مجھکو بالکل انفعالی سے سزا ملنے والی ہے اور میری نسبت انصاف کرنے والوں کو دوا می طور پر کلنک کا ٹیکا لگنے والا ہے۔ اگر ایسا ہوا تو لوگ مجھ سے بہت زیادہ

ہمدردی کرینگے۔ اور میری تعریف میں رطب اللسان رہینگے۔
 پیشی کے روز مستغیث کا ثبوت وغیرہ ختم ہو چکنے کے بعد حکم عدالت کے
 حکم سے سقراط کو اپنا بیان لکھوانے کی غرض سے کھڑا ہونا پڑا۔ اوس کے اظہار
 افلاطون لفظ بلخظ لکھ رہا تھا۔ "اپاچی آف سقراط" و معذرت سقراط کے
 نام سے جو کتاب مشہور ہے وہ دنیا کی بہترین کتابوں میں شمار کی جاتی ہیں۔ بوجہ
 عدم تجاویز اس موقع پر اوس کا انتخاب ہدیہ ناظرین ہمیں کیا جاسکتا۔
 جس سے ناظرین ہم کو معاف فرمائیگے۔ سقراط کا اظہار ختم ہو چکنے کے بعد
 (۵۰۰) پانچ سو اراکین کے منجملہ دو سو اکہاسی (۲۸۱) اراکین نے سقراط
 مجرم قرار دیکر موت کی سزا سنائی۔ اوس زمانہ میں ملک یونان میں یہ قانون
 رایج تھا کہ جس کسی مجرم کو سزائے موت سنائی جاسے اگر وہ سزائے
 موت کے بدلے کسی اور سزا کی تجویز کئے جانے کی درخواست کرنا چاہے تو اوس کو
 ایسی درخواست کرنے کی اجازت دی جاتی تھی۔ اوس قانون کے بموجب
 اراکین مجلس نے اوس سے یہی سوال کیا کہ کیا وہ اس قسم کے کوئی دسوا
 پیش کرنا چاہتا ہے۔ اوس کے جواب میں اوس نے جو کچھ بیان کیا
 وہ مختصر ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

”میرے ہم وطن بھائیو مجھ کو جو آج سزا دی جاتی ہے۔ وہ صرف میری
 صاف بیانی کا نتیجہ ہے۔ میرے نزدیک جو بات صحیح تھی وہ میں نے بیان
 کر دی ہے۔ اور فی اعلیٰ خواہ کسی قسم کی بات ہو اوس کو میں نے تم سے

پوشیدہ رکھ کر دل ہی دل میں دبا کر نہیں رکھا جس کی وجہ سے میرے یہ دشمن پیدا ہوئے اور آج مجھ کو یہ سرق پیش آیا۔ اس پر آپ مجھ سے یہ کہیں گے کہ تیرے اس صاف بیانی کا یہ نتیجہ تجھ کو پہلے ہی معلوم ہو چکا تھا اور جبکہ تجھ کو معلوم ہو چکا تھا تو تو نے کیوں نہیں اپنا طریقہ بدلا؟ آپ کا یہ سوال نہایت درست ہے۔ لیکن جناب! میں اسکو پسند کرتا ہوں کہ انسان کو کسی کام کے کرتے وقت صرف اوس کے اچھے بُرے نتیجہ کے نسبت غور کرنا چاہئے! اس طرح کرنے سے رنج ہو گا یا راحت۔ یا زندہ رہے گی یا مرین گے۔ اس قسم کے خود غرضی کے خیال کو ایک آن کے لئے بھی دل میں نہ لانا چاہئے۔ جس کام کو ہم برضا مندی خود اختیار کر چکے ہوں گے اوس کو بجا لاتے وقت اپنے آبرو ریزی جتنے کہ موت کی بھی پروا نہ کرنا چاہئے۔ تم کو تعلیم دی گئی تھہاری اولاد کو علمی چشمہ سے سیراب کرانے کا پاک مقدس کام اوس مالک حقیقی نے میرے تفویض کیا تھا۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ اوس کام کو تو نے برضا مندی خواہ اپنے ذمہ لیا ہے تو بھی میں یہ کہوں گا کہ اوس گزشتہ تین سال تک راستی کے سوا کسی کی خاطر موت کی کوئی پروا نہ کر کے حسب قابلیت اور حسب مقدور بجا لاتا رہا ہوں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ میں اس قسم کے پاک مقدس فرائض کو موت جیسی اونٹنی چیز سے ڈر کر ترک کر دوں گا؟ یہ تو مجھ سے ہرگز نہ ہو گا۔ موت جو ہم سب کے لئے رنج وہ پانی جاتی ہے۔ اوس کا نتیجہ راحت وہ ہو گا۔ اس کو یقینی طور پر کیا کوئی بیان کر سکتا ہے؟

رہے وہ موت سے بعض لوگ مرتیگے یہ صحیح ہے۔ لیکن اگر موت و راحت وہ
 ممکن ہو تو پھر اس سے ہم کیوں خوف کریں؟ اگر میں اقرار کروں کہ میں مہلکی کے کام
 ترک کروں گا تو شاید مجھ کو تم زندہ رکھنا قبول کر لو گے۔ لیکن میں آپ سے یقینی
 طور پر بیان کرتا ہوں کہ اگر آپ مجھ کو رہا کر دینگے تو کل پھر میں اوسی کام میں مصروف
 ہو جاؤں گا۔ اس کے بعد آپ مجھ سے یہ دریافت کریں گے کہ موت کے

بدلے اور تجھ کو کوئی نسی منزا پسند ہے۔ میرے نزدیک مناسب اس سوال کا
 جواب یہ ہے کہ سرکار۔ خداوند۔ بجا۔ درست۔ کہنا مجھ کو نہیں آتا ہے۔ اپنے
 طریقے سے میں گفتگو کرتا ہوں تمہارے طریقے سے گفتگو کر کے زندہ رہنے کے
 بہ نسبت میں مرنے کے لئے بالکل آمادہ ہوں۔ میں نے اپنی زندگی اپنے
 ملکی بھائیوں کو تعلیم دینے میں صرف کر دی ہے۔ اگر یہی میرا قصور ہے تو سلطنت
 یونان کو چاہیے کہ وہ میری بیوی بچوں کی پرورش کی کفیل ہو کر میرا تقرر اس عدالت
 کے میری مجلس پر مستقلانہ کر کے میرا یہ قصور اس سزا کا مستوجب ہے۔

سقراط کا یہ بیان سن کر تمام حاضرین مجلس غضب ناک ہو گئے اور سیم لاک
 نامی زبر پلا کر مار ڈالنے کا حکم صادر کر دیا۔ اور اوس کو محبس میں باندھ کر بھیجا گیا۔
 اوس نے محبس کو جاتے وقت عدالت کے جانب دیکھ کر کہا کہ بھائیوں! یہ
 خدمت میں میرا ایک اخیر معروضہ ہے کہ میرے بچے اگر نیک خصلتی کے علاوہ
 دولت و ثروت۔ شان۔ یا کسی اور چیز کی غرت وقعت کرتے ہوئے پائے
 جائیں یا جو قابلیت اون میں نہ ہو اوس کا اظہار شیخی کے طور پر کرتے پھر تو

تم اون پر ہرگز رحم نہ کرنا۔ اور من مانے اور نگو سزا دینا۔ خیر میں اب مرنے کے لئے جاتا ہوں اور تم سب زندہ رہنے کے لئے جاؤ گے۔ لیکن موت اور حیات ان دونوں میں سے کون چیز زیادہ موجب راحت ہے۔ اس کا علم خالق حقیقی کے سوا اور کسی کو نہیں ہے۔

سقراط کو سزا سننا چلنے کے یکادہ کے بعد اوس کی تمہیل کی گئی۔ یہ ایک بہینا اوس نے محبس میں نہایت مسرت دلی کے ساتھ بسر کیا۔ وہاں دن بھر اوس کے پاس شاگردوں کا ہجوم رہتا تھا۔ اور خود کسی تر ویا تشویش کے بغیر مشکل سے مشکل مسئلہ عمدہ طور پر حل کرتا تھا۔ جب قتل کا دن قریب آیا تو شاگردوں نے اوس سے کہا کہ ہم کسی تدبیر سے رومۃ الکبریٰ لپیٹتے ہیں۔ سقراط نے کہا کہ۔ جب میرے وطن میں قتل کا باعث میری تعلیم اور حق گوئی کے لئے مجھ سے نفرت اختیار کی جاتی ہے تو بہلا اجنبی شہر میں جھک کر کون زندہ چھوڑے گا۔ پس میں اظہار حق سے باز نہیں آسکتا۔ اور مجھے وہ قتل کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ میں اپنے زندگی کے دن بھیں پورے کروں۔ غرضیکہ جب قتل کا وقت آیا تو اوس وقت سقراط نے روح کی تحقیق پر تقریر کی۔ اور اوس تقریر میں ایسے ایسے واقعات اور نکات بیان کئے کہ شاگردوں کو تعجب ہوا۔ قتل میں ذرا سی دیر ہے اور استقلال و ہمت ایسی کہ ذرا بھی تشویش و امنگیر نہیں۔ اور نہ اقوال و افعال میں فرق ہے۔ چنانچہ اوس کے ایک شاگرد نے اوس سے کہا کہ

اس وقت کوئی مسئلہ پوچھنا نہایت بدنام ہے مگر میں مجبور ہوں کہ اب رومنوں کی
ایسے مشکل مسائل کا حل کرنے والا نہیں ہوگا۔ اس لئے میں کچھ پوچھنے سے
باز نہیں رہ سکتا۔ سقراط نے کہا کہ شرم نہ کرو اور نہ میری گہڑی کی طرف خیال
کرو۔ کیونکہ میرے پاس فرصت اور موت دونوں برابر ہیں۔ جو پوچھنا ہو جلد
پوچھ لو۔ اوستا و شاگرد کے درمیان اس موقع پر جو جواب تین ہونے لگے وہ
افلاطون نے قلم بند کر لی تھیں۔ اس وقت وہ طبیعت پر عجیب و غریب
اثر پیدا کرتی ہیں۔

غرضیکہ بعد ختم تقریر سقراط نے غسل کیا تاکہ کسی کو بعد مرنے کے غسل دینے
کی ضرورت نہ ہو۔ عبادت میں مشغول ہوا کہ اتنے میں بیوی و بچے آخری دیدار
دیکھنے آئے۔ اون کو دیکھ کر شاگردوں پر اثر ہوا۔ اور کہہ اٹھے۔ جب سقراط
عبادت سے فارغ ہوئے تو بیوی اور لڑکوں کو رخصت کیا۔ اور بڑے لڑکے سے کہا
کہ شاگردوں کے ساتھ رہے۔ ایک شاگرد نے پوچھا کہ پس ماندوں کے
ساتھ کیا کرنا چاہئے۔ کہا کہ تم لوگوں کو میں وصیت کرتا ہوں کہ اپنے نفس کی
اصلاح کرو۔ اور میرے فرزندوں کو بھی اصلاح نفس پر مامور رکھو۔ اس اشارہ
میں زہر کا پیالہ پیش کیا گیا۔ سقراط نے پیالہ کھلایا اور پی لیا۔ شاگردوں
نے آہ و فغان شروع کی۔ سقراط نے کہا کہ اسی آہ و فغان کی وجہ تو میں نے اپنی
بیوی اور بچوں کو رخصت کیا ہے۔ اور اب وہی تم لوگوں نے بھی اختیار
کی ہے۔ وقت نہیں ہے چند نصیحتیں اور سن لو۔ چنانچہ چند ہی نصیحتیں

کہنے پایا تھا کہ قدم میں لغزش ہونے لگی اور تھوڑی دیر میں کام تمام ہو گیا۔
انتقال کے وقت بہ نہایت عمر بوچکا تھا۔ واقعہ قتل کے بعد تسلیم کیا گیا
کہ اس کا قتل تاواچی تھا۔ اور سراسر خطا ہوئی۔ اور جن لوگوں نے اس کے
قتل میں حصہ لیا تھا اون کو بھی قتل کیا گیا۔

جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا مگر دنیا میں اوس کا نام اوس ہی طرح زندہ ہے۔ خیر
مردہ دل قوم میں آگاہ نہوں تو نہوں ورنہ کوئی ایسا نہیں ہے جو عزت سے
اوس کا نام نہ لیتا ہو۔ اور اوس کی تصنیفات و خیالات کا ولادہ نہ ہو۔

سقراط کے خیالات کی ابتدائی حالت

سقراط کے دو ستون کو سقراط کی صحبت میں رہنے کی وجہ سے بارہا
اوس کا موقع ملا کیا کہ وہ بحث و مباحثہ میں اچھی طرح مہارت حاصل کر کے
مدلل گفتگو کریں۔ چنانچہ لوگ اس کو محسوس کر چکے تھے۔ کہ کسی امر میں تاوقتیکہ
کامل معلومات اور واقفیت بہم حاصل نہ ہو۔ بحث و مباحثہ کرنا مناسب
نہیں ہے۔ اور اس طرح تاواقفیت اور کمی معلومات کے ساتھ بحث و
مباحثہ کرنا حقیقتاً دوسروں کو مغالطہ میں ڈالنا ہے۔ چنانچہ سقراط کی بھی
یہی رائے تھی۔ اس لئے وہ کبھی مضمون یا مسئلہ پر گفتگو کرتے وقت اپنے
دو ستون کے معلومات میں کامل وسعت پیدا کر دیا کرتا تھا۔

اور اوس کو اپنا فرض منجبی سمجھتا تھا۔ نہ ایسے فرض کی ادائی اوس کو ناگوار
ہوتی تھی۔

جب کوئی شخص کسی مسئلہ کے متعلق یقینی وجوہات بتلائے بغیر سقراط
کے خلاف میں رائے ظاہر کرتا تو اوس وقت سقراط بغرض تفہیم اوس مسئلہ کے
تمامی جزئیات کا ابتداء سے آغاز کرتا۔ اور اوس کی اصلیت اور کلیات کی
تجسس میں مصروف ہو جاتا۔

کسی مضمون پر جب سقراط کو خود گفتگو کرنی مقصود ہوتی تو نہایت ہی
صاف اور سلیس عام فہم اصول کو پیش نظر رکھ کر گفتگو کی ابتدا کیا کرتا تھا۔ او
اوس کی بیرائے بھی تھی کہ بحث و مباحثہ کی اصلی خوبی اسی میں ہے۔ کہ
صاف اور سلیچی ہوئی عام فہم تقریر کی جائے۔ سقراط اور اسکے خیالات کے
نام سے یونان کے مشہور مورخ زونوفن نے ایک کتاب تصنیف کی تھی
اوس کا قول یہ تھا کہ اپنے بیان کی صداقت لوگوں کے ذہن نشین کر کے
ہونکو بالکل آسان طریقہ کے ساتھ اپنے جانب رجوع کر لینے والا شخص
سقراط کے مانند میں نے آج تک اور کوئی شخص نہیں دیکھا، یولی کس کے
بارے میں مشہور شاعر ہومر کا بیان ہے کہ، وہ عام پسند اصول کے بنا پر
اپنے بحث و مباحثہ کو ترتیب دیا کرتا تھا۔ اور اپنے اصول کو کامل طور پر لوگوں کو
ذہن نشین کر کے اقبالی کرالیتا تھا اور وہ ایک عمدہ مقرر تھا۔ چنانچہ سقراط کی
نسبت بھی افذا لفظ یہی کہنا مناسب ہو گا۔

سقراط نے اپنی تقریر سے جن جن امور کو ثابت کیا ہے اور تمام معلومات کو اس مختصر کتاب میں درج کرنے ناممکن ہے۔ تاہم اوس کے چند دلائل اور بحث و مباحثہ کے طریقہ بطور نمونہ یہاں بیان کئے جاتے ہیں۔

بُرائے عادات سے محفوظ رہنا

زنوفن کا بیان ہے کہ ”بُرائے عادات سے محفوظ رہنا یہ بلا شک و شبہ انسان کی ایک فطرتی صفت ہے۔“ برین ہم ایسے بُرائے عادات کے باریں سقراط کا جو بیان ہے۔ اوس نے چونکہ ہم کو مزید نصیحت حاصل ہو سکتی ہے اس لئے ہم اس پر بھی غور کریں گے۔

سقراط نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ ”اگر ہم جنگ میں مصروف ہوں اور ایسا شخص جس کو مصیبت برداشت اور محنت و مشقت کرنے کی طاقت و قوت نہیں ہے یا وہ شراب اور مستورات کے ساتھ عیش و عشرت ہی میں ہمیشہ مبتلا رہا ہے تو کیا اس قسم کے آدمی کو ہم فرج کا سپلا لہ قہر کر نیکی کیا ایسا سپلا لہ ہم سب کی حفاظت کر کے اپنے دشمن پر فتح یاب ہو سکیں گے یا قرض کرو کہ ہم بالکل قریب المرگ ہو چکے ہیں اور ہم کو اپنے پس ماندگان اور اولاد وغیرہ کی خبر گیری اور اون کی حفاظت کی غرض سے کسی شخص کو مقرر کرنا ضروری ہے تو کیا ہم ایسے موقع پر مذکورہ بالا بُرائے عادات کے آدمی کو اون کے نگہبانی کے

کام کی غرض سے انتخاب کرینگے؟ کیا اپنے اولاد کے چال چلن کی دیکھ بھال اور اون میں عمدہ خصلت پیدا کرنے کا کام اس قسم کے بُرے آدمی کے سپرد کر سکیں گے؟ کیا جانور اور غد کے گودام وغیرہ کے حفاظت کا کام ایسے شرابی نشہ باز کے ذمہ ہم کسی وقت کر سکیں گے؟ کسی قسم کا کوئی اور کام جسکی نسبت ہماری یہ خواہش ہو کہ وہ عمدگی اور خوش اسلوبی سے انجام پائے۔ ایسے بدروش شخص کے ذمہ داری میں دیکھیں گے۔ اور تو اور ایسا بدروش غلام اگر کوئی بطور نظر ہکو دے۔ تو ہم کو اس کے قبول کرنے کے وقت کیا ایسا خیال نہ پیدا ہوگا۔ کہ اس کی ایسی بدرویگی قبول کرنے کے مانع ہے۔ جبکہ اونی غلام میں بُرے عادت کو ہم پرواشت اور پسند نہیں کرتے ہیں تو پھر کیا ایسی بُرے عادت کی عادی نہ ہونے کے نسبت ہم کو احتیاط نہ کرنا چاہئے؟ فرض کیجئے کہ زرزکی طمع اور اوس سے از حد محبت یہ بھی ایک قسم کی یرمی عادتیں شمار ہے لیکن زرز کے طامع میں تو یہی بات ہوتی ہے کہ، اوس کو دولت کے جمع کرنے میں راحت معلوم ہوتی ہے۔ وہ غیروں کی دولت کو غصب کرتا ہے۔ اس طرح اوس کے دولت میں ترقی ہوتی ہے۔ لیکن بدروش خواہنا اور دوسرے کا بھی نقصان نہیں کرتا ہے۔ بلکہ اوس سے تمام عالم کو تکلیف ہوتی ہے۔ اگر یہ کہا جاے تو درست ہوگا۔ کہ وہ اپنے ہی کنبہ کا نقصان نہیں کرتا بلکہ اپنے جسمانی اور روحانی تباہی بھی کر لیتا ہے۔

جس شخص کو سوائے خور و نوش اور فیشن پر مہرے رہنے کے اور کوئی بات

سجہا می نہیں دیتی۔ جس کو اپنے دوست احباب سے گفتگو کرنے کے برصیت رقا صہ اور فاحشہ عورتوں سے گفتگو کرنے میں زیادہ لطف ملتا اور راحت محسوس ہوتی ہے تو ایسے شخص کی صحبت میں کیا کسی کو مسرت حاصل ہوگی؟ کسی قسم کی برمی عادت کا نہونا گویا تمام نیک خصلتی اور اعلیٰ صفت کی بنیاد ہے۔ اسلئے اُس کو اپنے آپ میں پیدا کرنے کی کوشش کرنا چاہئے۔ اگر اس طرح نکلیا جائے تو جو کچھ اچھی بات اور عمدہ سبق قابلِ فخر ہے وہ کس طرح اپنے آپ میں پیدا ہو سکتا ہے؟ جو شخص برمی عادت میں مبتلا ہے، اس کی جسمانی اور روحانی دونوں حالتیں نہایت خراب ہوتی ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے، فی الحقیقت یہ پایا جاتا ہے کہ کوئی خود مختار اور آزاد منش شخص بدروش آدمی کو ہرگز اپنے پاس ملازم نہ رکھیںگا اور جو ملازم اس قسم کے دشمنانہ تیجے میں مبتلا ہوں گے وہ ہمیشہ پریشور سے التجا کریں گے کہ اسے پریشور، ہکوریجیم۔ عادل۔ چشم پوش۔ مہربان آقا عطا کر۔ اور اگر ایسا آقا و خدیں نہ ملے تو اون کی ہرگز خیر نہوگی۔

اس بارے میں جو کچھ سقراط ہمیشہ کہا کرتا تھا وہ یہ ہے کہ، کسی میں برمی عادت نہو۔ اور اس نیک خصلتی کی بے انتہا ثناء و صفت محبت کے ساتھ کیا کرتا تھا۔ اور اس کی یہ ثناء و صفت اور محبت، صرف زبانی جمع خرچ تک محدود نہیں تھی۔ بلکہ اس کے تمام حرکات و جذبات سے عملی ثبوت کا مشاہدہ ہوتا رہتا تھا۔ نفسانی خواہشات کے پورا کرنے کی طمع اس کے دل پر مطلق اثر نہیں کر سکتی تھی۔ اسی طرح دولت کے فراہم کرنے کے ذرائع کو بھی وہ

ترک کر چکا تھا۔ کیونکہ اس بار سے میں اوسکا یہ بیان تھا کہ جو دوسرے کا رویہ لیتا ہے، وہ اوس دینے والے کا کامل طور پر غلام بنتا ہے۔ دینے والا ایسا جس طرح جی چاہے گا، اوس طرح اوس زر لینے والے کو دینا ہوگا۔ یہ غلامی حقیقی غلام سے بھی نہایت خراب ہے اس میں کس کو انکار ہوگا۔

سقراط کی سیر و قات کا طریقہ

سقراط کی تقریر اور نصائح کو جو لوگ سنا کرتے تھے۔ اون لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے واسطے ایک مرتبہ انہی فان نامی سوفی لیٹ سقراط کے پاس گئے اور مجمع سامعین کے مواجہ میں سقراط سے اوس نے کہا کہ جناب!

آج تک میرا یہ خیال تھا کہ واقف کار اصول عالم اور جہان دیدہ بہ نسبت عوام کے اپنی زندگی کو نہایت ہی راحت و آرام سے گزارتے ہیں۔ مگر آپ کی حالت بالکل اس کے برعکس دیکھتا ہوں۔ اور آپ اپنی قابلیت ہی کی وجہ سے بہ نسبت عوام کے زائد تکلیف اور مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں۔

اے قدیم علاؤ گریس میں اجرت لیکر علم مناظرہ، فلسفی، اور آئین حکمرانی کی تعلیم دینے والے لوگ سوفی لیٹ، ہو کرتے تھے یہ جھوٹے و لائس سہ سہی، اور اصلی بات کہ مناظرے میں ڈال دیتے تھے۔ چونکہ سچے عقاید میں یہ فتنہ ریش پیدا کر دیتے تھے۔ اس لئے عام لوگوں کی نظریں وہ لائیں نظر میں قابل ملامت تھیں۔

اور میں یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ آپکی زندگی کس طرح گزر رہی ہے !!!
 اگر کسی ملازم کے ساتھ اس کا آقا اس طرح برتاؤ کرے گا۔ تو یقیناً
 وہ ملازم اس ملازمت کو ترک کر کے کسی اور ملازمت کی تلاش کرنے پر مجبور ہوگا
 آپکے خورد و نوش کی چیزوں کو دیکھتا ہوں تو وہ نہایت کم درجہ کی پائی جاتی ہیں
 موسم سرما، اور گرمی کے استعمال کے لئے مثل مفلس اور قلابچ لوگوں کے
 آپ کے پاس ایک ہی لباس ہے۔ آپ کے پاؤں کو جوتے سے کبھی واسطہ
 نہیں پڑتا۔ اسی طرح باوجود ایسے عالمانہ اور حکیمانہ قابلیت اور معلومات کے
 آپکو دولت کی بھی خواہش نہیں ہے۔ اور نہ اس کی مطلق ضرورت پائی جاتی
 ہے۔ جس سے انسان راحت کے ساتھ زندگی بسر کر سکتا ہے ؟
 ان تمام امور پر غور کرنے کے بعد میں اس نتیجہ کو پہونچا ہوں کہ جس طرح
 کالج کے طلباء اور استاد کی تعلیم دئے ہوئے طریقہ پر چلتے اور اس کے
 پیرو ہوتے ہیں اگر آپکی تقریر پر تاثر اور تعلیمی طریقہ پر آپ کے سامعین
 اور طلباء عمل کریں تو بھی کہنا ہوگا کہ آپ بجز اون لوگوں کو آزاد و مصیبت
 اور مفلسی میں مبتلا ہونے کی اور کسی قسم کی عدم تعلیم نہیں دے سکتے ہیں۔
 سقراط نے جواب دیا کہ، "مسٹر انٹی فان، شاید تم کہو گے کہ میں جس طرح
 کی مفلسانہ زندگی بسر کرتا ہوں اس سے تو مرنا بہتر ہوگا۔ لیکن اس طرح کی زندگی
 بسر کرنے میں کوئی حیرت اور کونسی مشکل ہے؟ میں کسی سے پیسہ
 نہیں لیا۔ اور کس کے نسبت تو مجھ کو الزام دیتا ہے۔ حالانکہ پیسہ لینا والی کو

حسب قرار و ادعمل کرنا لازمی ہوتا ہے۔ مگر میں سب سے لیتا ہی نہیں؛ بلکہ میں جس سے تعلق رکھنا مناسب سمجھتا ہوں اُسی سے تعلق رکھتا ہوں۔ اور کیا یہ غلطی ہے۔ تجھ کو میرے خور و نوش کی حالت ناپسند ہے۔ اسکی کیا وجہ ہے کیا وہ تمہاری غذا کی طرح عمدہ اور مقوی نہیں ہے؟ کیا وہ کم مقدار اور ارزان ہوتی ہے؟ کیا تو اپنی غذا کو عمدہ اور بہتر سمجھتا ہے۔ اس لئے تو ایسا کہتا ہے؟

سنو! کہانی ہوئی غذا اور پیاسا پانی جس کو پسند آتا ہے وہ کبھی اور چیز کے کھانے پینے کی مطلق پرواہ نہیں کرتا ہے!! میرے نسبت جو کہتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تو اس کے متعلق اچھی طرح نہیں سمجھتا ہے۔

ہوا کے اثرات سے بچنے اور محفوظ رہنے کی غرض سے موسمی لباس میں تغیر و تبدل کیا جاتا ہے اور چلتے پھرنے میں پاؤں کو تکلیف نہ ہو اسلئے جوتے کا استعمال کیا جاتا ہے۔

کیا تجھ کو اس کا علم ہے کہ سردی کے باعث مجھ کو باہر جانے آنے میں کچھ رکاوٹ واقع ہوتی ہے؟ کیا موسم گرما میں مجھ کو تونے سایہ کی تلاش و جستجو میں بے چین دوڑتے ہوئے دیکھا ہے؟

میں ننگے پاؤں ہمیشہ جایا آیا کرتا ہوں۔ لیکن میرے اس طرح ننگے پاؤں

آدم و رنت رکھنے میں کبھی کیا کوئی کھج واقع ہوا ہے؟ بلکہ اکثر ضعیف اقلو کے لوگ مسلسل پیدل چلنے کی ورزش کرتے ہیں۔ اور اپنی خلقی پیدا نشی کمزوری اور ناقصی کو دفع کر کے اچھے خاصے صبح و توانا ہوتے ہیں۔ بلکہ جو خورد سالی میں محنت و مشقت کر کے جسم میں توانائی اور قوت حاصل کرتے ہیں اور ان کی نسبت ایسے لوگ زیادہ آسانی سے محنت و مشقت کا کام انجام دیتے ہیں۔ اور جب ایسا ہے۔ تو محنت و مشقت کا دای نہونے کی وجہ سے تم کو یہ باتیں طلب معلوم ہوتی ہیں۔ میں نے اپنی زندگی کا تمام حصہ انواع و اقسام کی محنت و مشقت میں نہایت ہی خوشی کے ساتھ صرف کیا ہے۔ جس کی وجہ سے اب مجھ کو اس قسم کی سادہ زندگی بسر کرنی کچھ بھی مشکل نہیں؟

دوامی اور فنا نہونے والی راحت اور ترک تکلفات سے گزارنے میں سرت ہی سرت ہے۔ اور نہایت شرفناک اور خواہشات نفسانی کے پورے کرنے اور گھرے غافلانہ نیند سے سوتے رہنے میں تو مجھ کو کوئی بھی قابل قدر بات نہیں معلوم ہوتی خوشگوار اور لذیذ غذا کی مجھ کو کبھی خواہش نہیں ہوتی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی کسی کام کو شروع کر چکا ہو۔ اور وہ اچھی طرح انجام کو نہ پہنچتا ہو۔ تو ایسا شخص نہایت ہی ملول خاطر نظر آتا ہے۔ اور جس کی تجارت کہتی باڑی یا اور کوئی کاروبار جو وہ اختیار کر چکا ہو حسب شانہ اور حسب مرضی چل رہا ہو تو ایسا شخص ہمیشہ خوش و خرم رہتا ہے۔ تجھ کو تو یہ معلوم ہے کہ ہم روز بروز نیک خصلت بنتے جاتے ہیں اچھے اچھے لوگ

ہم سے ملاقات کر سکتے ہیں اور دوست بنتے جاتے ہیں۔ جب ہم اپنے اس طرز عمل کے نتیجہ کو دیکھتے ہیں تو اس سے ہم کو مسرت حاصل ہوتی ہے اور اس کی کیا کسی چیز سے ہمسری ہو سکتی ہے؟ اپنے دوست احباب اور ملک کی فلاح و بہبودی کا کام کرنے والا شخص زائد کار آمد اور مفید ملک ہوگا۔ یا تمہارے ایسی عیش و عشرت اور مرغوب طبع زندگی بسر کرنے والا شخص زائد کار آمد ثابت ہوگا؟

مجھ کو بتاؤ کہ جنگ کے موقع پر کون بہتر ہے۔ آیا وہ شخص جسکو عمدہ اور شیرین غذا مرغوب ہے۔ یا وہ شخص جن کو جو چیز وقت پر میسر آجائے اور اوسی میں خوش رہتا ہو؟

اگر اچانک تمہارا ایسا شخص محاصرہ میں گھر جائے۔ تو اس محاصرہ کی صعوبت اور مشکلات زائد کون برداشت کرے گا؟ آیا پلاؤ اور شیرینج کا شائق! یا وہ شخص جس کو جو وقت پر میسر آئے۔ اوسی سے وہ اپنی اشتہا پوری کر لے!!

سپرانتھی فان! تمہارا ایسا خیال ہے۔ اور وہ ذہن میں بالکل بیٹھ گیا ہے۔ کہ اچھی طرح خورد و نوش۔ شان و شوکت اور فیاضانہ طریقہ سے بسر ہو۔ تو اسی پر راحت و آرام کا دار و مدار ہے۔ ورنہ اور کوئی صورت نہیں؟ اور اگر ہو بھی تو وہ مفلسی یا تکلیف ہی تکلیف ہے۔ لیکن اس بارے میں اگر مجھ سے پوچھا جائے تو میں یہ کہوں گا۔ کہ کسی بات کی

خواہش ہونا یعنی ترک خواہشات اسی کا نام ظہور مشاہد ہے۔ اور بالکل
مزدوری اور تھوڑی خواہشات کا رہنا درحقیقت پریشوری کی قربت ہے !
پھر اس سے زائد اور کونسی بات ہونا چاہئے۔ اور تو کیا چاہتا ہے ؟
ایک دن انٹی فان نے سقاط سے کہا کہ :

جناب! آپ بڑے ویانت وارہین۔ آپ کے اغراض بھی نہایت ہی نیک اور قابل قدر ہیں
اور اسکا بکوب بھی لی اوتو ہو۔ لیکن کس قدر کیا معنی۔ بلکہ یہ خیال ہے کہ آپ کچھ نہیں جانتے
کہ تعلیم کا صلہ کچھ لینا چاہئے ؟ کیونکہ آپ کچھ بھی تعلیم کا معاوضہ نہیں لیتے ہیں۔ اور
اس کا آپ کو اتنا بال بھی ہے۔ جس سے نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ آپ اپنا مکان اور
اوس کی کوئی شے بھی بلا کسی قسم کے معاوضہ اور اجرت کے کسی کو دے سکتے
ہیں۔ مگر میں جہاں تک غور کرتا ہوں آپ کسی کو ہرگز نہ دینگے۔ کیونکہ اون کی
کچھ کچھ قیمت ضرور ہے۔

اسی طرح اگر تمہاری قابلیت کی اگر کچھ قیمت پائی جاتی ہے تو تم یہ نہیں
بلا قیمت مفت تعلیم دینے پر آمادہ ہوتے ! اور کسی اون کی سیو پاری کی طرح
تم کسی کو اپنی بلا بدل تعلیم میں دہو کہ بھی نہیں دیتے ہو۔ علاوہ اس کے تمہاری
ویانت داری اور علم و فضل لوگوں پر ظاہر معلوم ہے۔ اسی طرح تم کو اس کا
معلق علم نہیں ہے۔ کہ آپ کی دانشمندی اور علم و فضل گویا لائق تعلیم و قابل قبول
ہیں ؟ چنانچہ تمہارے طرز عمل اور برتاؤ سے ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے۔

سقاط نے اس کے جواب میں کہا کہ خوبصورتی اور اصولی معلومات دونوں

آپس میں ملتی جھلتی سی ہیں۔ کیونکہ ایک میں جو بات لائق تعریف ہے۔ دوسری
 دوسرے میں بھی ہے۔ اور ایک میں جو لائق نفرت و نفرت سبب ہے وہ دوسرے
 میں بھی۔ مثلاً اگر کوئی حسین عورت اپنے حسن اور ناز کو فروخت کرے تو تم بھی
 اوس کو فاحشہ اور کاسبہ کہو گے۔ لیکن کسی شریف اور نیک خصلت عورت کو
 اپنے آپ پر گرویدہ اور محبت کرتا ہوا پاؤ۔ اور اوس سے جائز تعلق پیدا کر لو۔
 تو اوس کے بارے میں سب یہی کہیں گے کہ وہ علم اخلاق اور عمدہ چال چلن
 سے بخوبی واقف ہے۔ پس اصولی معلومات والے شخص کی نسبت بھی ایسا ہی
 کہنا مناسب اور درست ہے۔ اوس کی دوکان قائم کرنے والے جو سو فیٹ
 ہیں وہ کاسبہ کے مانند ہیں۔ لیکن اصول سے جو واقف کار ہیں وہ اپنے
 علم کو کسی لائق اور سمجھ دار شخص کو دیکھ کر سکھاتے ہیں۔ اور اوس کو ہضم
 نیک اور دانشمند سمجھتے ہیں۔ عمدہ گھوڑے۔ شکاری کتے۔ خوش الحان
 خوش بصورت پرند کا پالنا پوسنا ہر شخص کو پسند آتا ہے۔ اسی طرح مجھ کو اپنے
 نیک اور فہیدہ دوستوں کی ہمیشی سے مسرت ہوتی ہے۔ اور جو باتیں مجھ کو
 اچھی پائی جائیں گے۔ ان باتوں کو میں اپنے اور فہیدہ دوستوں کو سکھاتا ہوں
 اور وہ باتیں جو انہیں اعلیٰ ترقی پر پہنچانے میں مدد و معاون ہو سکیں گی۔
 اوس بھی میں ان کو واقف کراؤ چاہوں۔ جن قیمتی خزانوں کو ہمارے اسلاف
 ہمارے لئے چھوڑ گئے ہیں۔ ہم سب ملکر اوس کی قدر کرتے اور اوس سے
 خط اوٹھاتے ہیں۔ اور ان کی تمام تصنیفات کا مطالعہ کر کے ان میں جو باتیں

عہدہ اور مفید ہوتی ہیں۔ اوس کا انتخاب کرتے ہیں۔

مختصر یہ کہ ہم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور اس سے بہت کچھ نفع حاصل ہو چکا ہے۔ سقراط کا یہ جواب سن کر انٹی فان کو اس کا یقین ہو گیا۔ کہ یہ نہایت ہی راحت اور آرام میں ہے۔ ایک مرتبہ انٹی فان نے سقراط دریافت کیا کہ جبکہ آپ آئین علم رانی کی تعلیم دینے کے قابل ہیں اور اوس سے بخوبی واقفیت رکھتے ہیں۔ تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ ملک کی کوئی خدمت قبول کر کے امور مملکت کی طرف کیوں نہ متوجہ ہوں ؟

سقراط نے اس کا جواب یہ دیا کہ تمہارے کہنے کے بموجب میں ایک اوسے قسم کا کام اپنے ذمہ لے کر اوس کام کو انجام دوں تو اس وقت ملک کی خدمت کے لئے کارآمد ثابت ہو سکتا ہوں ! یہ ملک کے لئے اچھا اور زیادہ کارآمد ہے کہ میں حسب سابق لوگوں کو عمدہ تعلیم دے کر اپنے ایسے خیالات کے بہتے افراد ملک کی اعلیٰ خدمت انجام دینے والے تیار کرتا رہوں !!

رعونت اور جھوٹی مشیخت

سقراط ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ، شان اور امارت کی اصلی غرض یہ نہیں ہے کہ انسان اچھا نظر آئے۔ بلکہ فی نفسہ نیک اوس کو بننے کی ضرورت ہے۔ اور اوس کے ثبوت میں سقراط کہا کرتا تھا کہ فرض کرو کہ کوئی شخص فن موسیقی سے

واقف نہیں ہے۔ مگر اپنے آپ کو موسیقی دان اور قوال مشہور کرانا چاہتا ہے۔
 تو اس دعوے کے نہانے کے لئے اوس کو فن موسیقی سے واقفیت بہم
 پہنچانے کے علاوہ دیگر فروغات اور تمام باتوں میں قوالوں کے مانند نمائشی
 چیزیں۔ ہمہ اقسام کے باجے اور مزامیر فراہم کرنے پڑتے ہیں۔ اور جہاں
 جہاں اوس کو جانے کا اتفاق ہوتا ہے اون اون مقامات پر ان اشیاء
 اور ایسے لوگوں کو بھی ہمراہ رکھنا پڑتا ہے جو ہر وقت ہر آن اوس کی ہی ثناء
 صفت کرتے ہوں۔ اور بان میں بان ملائے ہوں مگر ایسا شخص جو حقیقت
 موسیقی دان نہیں ہے اور اوس فن سے بالکل واقف نہیں ہے۔ وہ کسی
 مجمع میں بھولے سے بھی ایک تال یا سُر اپنے سے نہ نکالے گا۔ کیونکہ اس سے
 اوس کی جہالت اور عدم واقفیت کا اظہار ہو جائیگا۔ اور اسی قدر نہیں بلکہ
 اوس کی بناوٹی اور جھوٹی فوقیت اور جاقت کا تمام اس مجمع پر ظاہر ہو جائے گی۔
 اور اوس کی قابلیت کا بھانڈا پھوٹ جائیگا جس سے لوگوں کو الزام دینے
 کا موقع ملے گا۔ کہ اُس نے اپنی بیوقوفی سے روپیہ اور محنت ضائع کی۔ اور
 قلعی بھی کھل گئی۔ علی ہذا کوئی شخص بذات خود قابلیت اور معلومات سے
 بے بہرہ ہو کر اپنے آپ کو تجربہ کار سپہ سالار فوج یا آزمودہ کار ملاح ظاہر کرے
 تو اوس کا کیا نتیجہ ہوگا؟

اول تو اوس کی ایسی حرکت سے خود اوس کو ہی تکلیف ہوگی اور مشکلات کا
 سامنا ہوگا۔ دوسرے یہ کہ اگر وہ اپنی اس بناوٹ میں پورے طور پر کامیاب بھی

ہو چاہے۔ تو اس وقت اس کو نہایت ہی خراب اور برا نتیجہ بھگتنا پڑیگا۔ جبکہ اس کے اس فریب میں اگر کوئی اس کو فوج کا سپاہی یا جہاز کا ملاح مقرر کر دے۔ ایسی نالافت میں خود اس کو شرمندگی اور ٹھانی پڑے گی اور کیا عجب ہے۔ کہ وہ اپنے دوستوں اور نیک لوگوں کی تباہی و بربادی کا بھی باعث ہو رہا ہے۔

اسی طرح وہ شخص جو خود نہایت ہی کمزور اور کم طاقت ہو مگر اپنے آپ کو نہایت ہی شجاع اور بہادر باور کر اے تو درحقیقت یہ نہایت دہوکا بازی اور فریب ہے۔ کیونکہ ان واقعات اور حالات کے لحاظ سے لوگوں کو اس کی قابلیت پر ہر وہ ہوتا بیگنا۔ اور اس کے دعوے کو صحیح مان کر اگر اس کے سپرد کوئی ایسا کام کر دینگے جس کی قابلیت اس میں موجود نہ ہو یا جس طرح اس کو انجام پانا چاہئے۔ وہ اس طرح انجام نہ پاسکے۔ تو یہ اس کا فعل حرم ہے دہوکہ اور بہت بڑا گناہ ہوگا۔ اور اس سے ندامت ہی نہیں ہوگی۔ بلکہ اس بڑے گناہ سے نجات ملنی بھی مشکل ہوگی۔ اپنے مہسایہ کے مال و متاع پر دست تصرف و ماز کر کے غلب و تصرف کرنا۔ اگر گناہ اور جرم سمجھا جاتا ہے۔ اور اسی طرح اونٹے درجہ کی قابلیت اور معلومات کا شخص اگر اپنے کمینہ پر سے تمام عالم کو یہ باور کر اے کہ میں اعلیٰ طاقت اور اہم مسائل کے انجام دینے کے قابل اور اس کا اہل ہوں تو یہ بھی بہت بڑا گناہ اور جرم ہے ؟

سقراط ہمیشہ رعوت اور جھوٹی مشیخت سے ایسی ہی مثالیں بیان کر کے

اپنے پاس آنے والوں کو ہمیشہ نفرت دلایا کرتا تھا۔

طریقہ تعلیم فرما کر وایان

سقراط سامعین اور طلباء کو مندرجہ ذیل امور کے جانب ک

۱۔ خورد و نوش میں کیا مناسب احتیاط کی جائے۔

۲۔ عشق و محبت اور کاہلی سے کس طرح بچا جائے۔

۳۔ صعبیت و آرام میں برداشت اور تحمل کس طرح نیا جائے۔

اپنے دانشمندانہ اور مفید خیالات سن کر رجوع کرتا تھا۔ جب سقراط نے

سنا کہ ۲

ارمی ٹی پس نامی ایک شخص نہایت ہی عیش و عشرت میں مصروف رہا کرتا۔

اوس نے اوس سے پوچھا کہ اگر تمہارے پاس ایک شاہنژادہ اور ایک

عمولی حیثیت کے آدمی کا لڑکا تعلیم کے واسطے آئے تو تم دونوں کو کس

طریقہ سے تعلیم دو گے؟ اور اس مسئلہ کو براہ کرم خورد و نوش کی حالت سے

بیان کرو۔ کیونکہ حقیقتاً خورد و نوش ہی تمام امور ات کی بنیاد ہے۔

ارمی ٹی پس نے جواب دیا کہ، بیشک آپ کا بیان بالکل واجبی اور صحیح ہے۔

ہماری تمام زندگی کا دار و مدار خورد و نوش پر ہی منحصر ہے۔ اور اگر وہ میسر نہ آئے

تو یہ سمجھنا چاہیے کہ بالکل ہمارا خاتمہ ہی ہے۔ ۴۴

سقراط، مقررہ وقت پر خورد و نوش کرنے کے نسبت تو انہیں تعلیم دینگا یا نہیں؟

اریسٹیپس، ہاں بیشک میں اس طرح کروں گا۔

سقراط، دونوں لڑکے جس وقت کھانا کھا رہے ہوں۔ اس وقت کسی اہم امور کے انجام دینے کے واسطے۔ کھانا کھا چکنے سے پہلے ہی کس لڑکے کو اس اہم امور کے بجالانے کے واسطے کہیگا؟

اریسٹیپس، تاخیر کی وجہ سے تاکہ امور سلطنت میں ہرج واقع نہو میں شاہزادے کو اس کا عادی کراؤنگا۔

سقراط علیٰ ہذا تشنگی کو برواشت کرنا۔ کم سونا۔ عرصہ تک سوتے نہ رہنا۔ جلد بیدار ہونا۔ اکثر تمام رات جگتے رہنا۔ نیک طریقہ سے رہنا۔ اپنی نفسانی خواہشات کا مطیع نہونا۔ اور جفاکشی کرنے کے لئے مال مٹول کرنا بلکہ بڑی جرأت کے ساتھ اس کو انجام دینا یہ باتیں تو کس کو سکھلائیگا۔

اریسٹیپس، اوسے شاہزادے کو۔

سقراط، خنیم کو شکست دینے کا اگر کوئی ایک فن ہو تو وہ کس کو سکھلاتا مناسب ہے۔

اریسٹیپس، شاہزادہ کو تعلیم دینا زیادہ مناسب ہے۔ اس لئے کہ اگر اس فن سے وہ واقف نہو تو باقی تمام تعلیم بیکار اور فضول سمجھی جائیگی۔

سقراط، اون لوگوں کا نہایت خطرناک نتیجہ ہوتا ہے۔ جو منشی چیزوں پر

فریفتہ ہوتے ہیں۔ خورد و نوش کے پیزون کا لالچ کرتے ہیں۔ خواہش نفسانی کے پھندے میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے خراب اور بد صحبت لوگوں کو شش سے ان آلام میں بغیر سمجھے بوجھے پھنس جاتے ہیں۔ اور اس کا افسوس ہے۔ کہ وہ ان افعال کے بد نتائج اور خطرات پر مطلق غور نہیں کرتا۔ میرا جہان تک خیال ہے۔ ایک تعلیم یافتہ کبھی آسانی کے ساتھ بد صحبت کے اثر سے اپنے آپ کو ایسے خطرات اور آلام کے حوالہ برگز نہ کرے گا۔
 ار می ٹی پس، آپ کا بیان صحیح ہے۔

سقراط، اگر ایسا ہے تو اس خالق مطلق نے جس انسان کو قوت امتیازی عطا کی ہے۔ اور وہ ادنیٰ اور معمولی مثل حیوانات کے عقل کے کام کرے اور قوت امتیازی سے کام نہ لے۔ اور ایسی تباہ کن باتوں کے فریب میں آنکر گرفتار ہو جائے تو یہ کس قدر قابل نفرت بات ہے؟ ہم نہایت خطرناک کام کرتے ہیں، اس گناہ کے بارے میں قانونی حکم نہایت سخت ہے، ہمارے ایسے بڑے افعال کو شاید کسی نے دیکھا ہو گا، اگر ہم کسی کے چنگل میں گرفتار ہو جائیں۔ تو ہمارا سر کھلے جانے کے بغیر ہرگز نہ رہے گا! حاصل کلام یہ کہ مٹرا اور بدنامی ہمارے گناہ کے ساتھ بالکل وابستہ ہیں۔ یا وجود اس کے یقینی طور پر واقف رہنے کے بھی اور اس قسم کے ناشایستہ افعال کے نسبت ہزار ہا قابلِ عزت و لائقِ وقعت افعال انجام دینے کے قابلِ موجود ہیں۔ مگر اس بارے میں یا وجود علم ہونے کے بھی، جو لوگ موقع تاک کر سیاہ شدہ

غیر مستورات کی عصمت دری کرنے کے، راوہ سے اون کے خواب گاہ میں پوشیدہ طور پر داخل ہونے میں اور اپنے جان پر تینے والی نہایت خطرناک جرأت کرتے ہیں؟ اون کے یہ افعال یعنی بدکرداری اور رزیلانہ جرأت کی کیا علانیہ نظریں موجود نہیں ہیں؟

اریسٹی پس۔ مجھ کو بھی ایسا ہی معلوم ہے۔ ۲۱

سقراط۔ انسان کی زندگی کے؟ آہم اور ضروری کامین کو دیکھا جائے تو وہ، جنگ اور زراعت میں، یہ کہلے میدان اور کھیت میں ہوا کرتا ہے۔ وہیں تشنگی، سرد و گرم ہوا بارش، وغیرہ کی تکالیف سختی کے ساتھ برداشت کر نیکی اکثر لوگ عادی نہیں ہوتے ہیں۔ کیا یہ کابلی نہیں ہے؟ اور وہ خواہشمند جو بیک لوگوں پر حکومت کرنی چاہتے ہیں۔ کیا اون کو ایسی مشقت برداشت کر نیکی لئے مستعد رہنا چاہئے؟

اریسٹی پس۔ بیشک؟ اون لوگوں کو ضرور مستعد رہنا چاہئے۔ ۲۲

سقراط۔ محنت و مشقت کرنے والے اشخاص جو ہمہ قسم کے صعوبت کے تحمل کے ساتھ برداشت کرنے کے قابل ہوتے ہیں، اور وہ لوگ جن کو ان باتوں سے مطلق لگاؤ اور حس تک نہیں ہوتی ان میں سے اگر ہم آخر الذکر لوگوں کو مشقت کرنے والا یا حکومت کرنے کے قابل سمجھ کر لائق حکومت سمجھیں۔ تو کیا ہمارا اس طرح خیال کر لینا داخل بیوقوفی نہ ہوگا؟ ۲۳

اریسٹی پس نے اس کا بھی اقبال کیا اس کے بعد سقراط نے کہا کہ، تو پھر

منظوران دونوں کے تجھ کو کسی حالت پسند ہے ؟

آری مٹی پس لوگ میرے اطاعت گذار ہیں اس کو میں ہرگز پسند نہ کروں گا جس کو۔ اس کی خواہش ہو وہ اوس کام کو اطمینان سے قبول کر لے۔ میں اسکا ہرگز شک و حسد نہ کروں گا۔ جبکہ ہم کو اپنے ذاتی اغراض کے پورا کرنے میں ہر وقت ہوتی ہے۔ تو دوسروں کے اغراض کا بار اپنی گروں پر لینا۔ اور انکے حسب دلخواہ چیزیں ہتھ نہ آنے سے اوں لوگوں کو محروم رکھنا۔ اور عدم فراہمی اشیاء یا امور مملکت کے نامکمل انجام دہی کا الزام اپنے سر پر لینا یہ بڑی بیوقوفی ہے ؟ ہم ایسا خیال کرتے ہیں کہ کسی چیز کے حاضر کر دینے کے بارے میں جب ہم کسی ملازم کو حکم دین تو وہ اوس کی فوراً تعمیل کرے۔ لیکن کسی چیز کو وہ خود اپنے استعمال میں نہ لائے۔ اسی طرح آزاد سلطنت کے حاکم بھی اپنے ملک کے باشندوں کے ساتھ ایسا ہی چاہتے ہیں۔ چنانچہ ان کی غریب رعایا کا گویا یہ قرض ہے کہ وہ حاکموں کی ضروریات کو پورا اور فراہم کرتی رہے۔ لیکن خود اپنے فائدہ کے متعلق اس قسم کا وہ کچھ خیال بھی نہ کرے۔ اس لئے جنہیں خود بہت سے کام کرنے کے خواہش کے ساتھ لوگوں پر حکومت کرنا بھی پسند آتا ہے ؟ اور جنہیں تمہارے بیان کے مطابق تعلیم مل چکی ہے صرف وہی اس عہدہ کے قابل ہیں۔ اگر مجھ سے پوچھا جائے تو مجھ کو اطمینان اور راحت کے ساتھ زندگی بسر کرنا پسند ہے ؟ سقراطؑ، رعایا کے مقابل میں کیا فرمانروا کی زندگی نہایت راحت سے

گذرتی ہے، ہلک چلنے اس بارے میں ہم غور کرتے ہیں۔ ایشیا کے میریٹس
 وغیرہ لوگ ایران کے زیر اثر ہیں۔ یورپ کے نیسیس، یوسی تھی میں
 لوگوں کے ماتحت ہیں اور آفریقہ کے اکثر حصہ پر کار تھے جین حکومت کرتے ہیں
 اب ان تمام ممالک میں زاید تر راحت میں کون ہے؟ ہم اپنے گریس علاقہ
 کے حالات کو ہی دیکھیں تو اون میں جو ریاستیں دوسروں پر حکومت کرتے
 ہیں۔ وہ ان کے باشندوں کی باوجود اس کے کہ وہ دوسروں کے ماتحت
 ہیں۔ لیکن باشندوں کی حالت نہایت مایوسانہ ہے، کیا اس کا تم کو علم ہے؟
 اریٹھی ہیں غلامی کی حالت کو تو میں ہرگز نہیں نہ کرونگا، لیکن حکومت
 اور اطاعت ان کی درمیانی حالت جو آزادانہ طریقہ ہے۔ اُس کے بموجب
 عمل کرنے کی میری کوشش رہا کرتی ہے۔ کیونکہ قریب راستہ اصلی راحت
 اور اطمینان حاصل ہونیکا وہی ہے؟

لوگوں سے اتفاق پیش آجائے تو بغیر چون چرائے ہوئے اون کے ظلم کے جوئے کے نیچے جوانی گردن نہیں دیتے ہیں۔ تو وہ جابر اون کی ملکیت۔ کھیتی باڑی۔ مال و متاع کو کس طرح برباد کر دیتے ہیں۔ اور آخرین اون پر حملہ کر کے عیال و اطفال کو بھی برباد کر دیتے ہیں۔ کیا اس کا بھوکو علم نہیں ہے! یہ دو سلطنتوں کا ذکر ہوا، انسان کے خانگی روزانہ کاروبار میں بھی یہ دو صورت زیر دست کا کان مروڑتا ہے ۲۲ اور یہی طریقہ جاری ہے۔

امری شئی پس، یہ حالت نگذرے اس لئے کسی خود مختار سلطنت سے میں نے اپنا تعلق نہ رکھا۔ اگر اس حالت کو مکمل کو ترک کر کے میں کسی دوسرے مقام پر جاؤں تو وہ مقام مجھ کو تباہ ۲۳

سقراط نے کہا کہ، جناب آپکی ترکیب نہایت عجیب و غریب ہے ڈاکوؤں کے سرخیل نیست و نابود ہو جانے کے یا عث بہ نسبت سابق کے اب مسافری کے لئے راستہ میں کسی قسم کے مشکلات باقی نہیں رہتے ہیں۔ دوامی طور پر سکونت کرنے والوں کی بہبودی کے غرض سے اقسام کے قواعد موجود ہیں۔ اون کے عزیز و اقارب اور دوست و احباب اون کی حفاظت کی غرض سے آمادہ رہتے ہیں۔ اور شہر میں تفصیل ہونے کے علاوہ اون کے پاس ہتھیاروں کا خزن بھی زیادہ رہتا ہے۔ اور خاص کر یہ بات بھی ہے کہ ہتھیاروں کے تمام لوگوں کی اونہیں امداد ملتی رہتی ہے۔ باوجود اس قدر انتظامات کے بھی بد معاشوں اور ڈاکوؤں کی کوشش برابر جاری ہے۔ کہ لوٹ لیں اور اذیت

سہو چاہئیں۔ دوانی طور پر تکلیف رسان میاحت کرنے والے خانہ بدوش
اور اوستے باشندوں کی ایسی زندگی تو اختیار کر چکا ہے۔ اور تو آبادی میں
کسی وقت نہیں جاتا، دوسروں کے سہارے پر اپنی زندگی بسر کر نیا لون
کے طرح تو بالکل غیر مشہور ہے، پھر ایسی صورت میں تیری کیا حالت ہوتی
ہوگی کیا اس کا تجھ کو کچھ خیال بھی ہوتا ہے؟ تو کوئی غیر آدمی ہے؟ یا بلا کہنے
سفر کرنے کے بارے میں سرکار سے تجھ کو اطمینان بخش کوئی پروانہ حاصل
ہو گیا ہے۔ اس لئے تو خیریت اور امن سے رہے گا۔ بدبختی سے اگر کوئی
تجھ کو گرفتار کر کے غلام بنادے اور تو اون کے پاس ناکارہ ثابت ہو تو پھر
تیرا تا کیا تجھ سے اچھی طرح رہو کرے گا، کابل الوجود اور چین سے بسر کرنے کے
خواہش مندوں کو کیا کوئی بھی اپنے خاندان میں رکھیں گا؟ اس قسم کے غلام کو اس کا
آقا کس طرح رکھتا ہے؟ اس کو ہم اب بیان کریں گے۔ ۴۰

سقراط نے کہا کہ، ”بسیار خور غلاموں کو خوراک مقررہ کے اندازہ پر آنے
تک اونہیں فاقہ کرایا جاتا ہے۔ جس طرح چور کے ہاتھ کوئی قیمتی چیز نہ لگ جائے
اس لئے چیزوں کو احتیاط کے ساتھ مقفل رکھتے ہیں۔ اسی طرح اس غلام سے
احتیاط کی جاتی ہے۔ جھگوڑوں کو زنجیر سے باندھ کر رکھتے ہیں۔ اور کالوں کی
مدارات تازیانہ سے کرتے ہیں۔ اگر تیرا ذاتی غلام اس قسم کا خراب اور ناکارہ
ہو تو کیا اس کو راہ راست پر لانے کی غرض سے تو اوسی قسم کی تدریس نہیں دے گا؟
اریسٹیٹس۔ جیتک وہ میری اچھی طرح اطاعت نہ بجالائے گا میں اس کے ساتھ

نہایت سختی سے برتاؤ کروں گا، لیکن جناب! اب تو ہم اوسے سابقہ سہی
مضمون کا سلسلہ جاری رکھیں گے، یعنی جس آئین حکمرانی میں آپ کو بڑی راحت
پائی جاتی ہے۔ اور اوس پر عمل کرنے کے آپ پورے باہر سوچے ہیں۔ آئین
اور مفلس شخص میں کیا فرق ہے؟ اس کو بیان کیجئے؟ فرمانرواؤں کو اشتہا
اور تشنگی پر غالب آنے کی عادت ڈالنا چاہیے؟ سرور و گرم وغیرہ کی برداشت
خاوی بنانا چاہیے؟ وہ کمزور نہایت کمزور ہے۔ اس کے علاوہ اور صد ہا محنت و
مشقت کے کائنات میں انجام دینے کے لئے آون کو آمادہ رہنا چاہیے۔۔۔ اپنی
رضامندی سے ہو یا چہرے سے چابک کی مار کھانا۔ ان دونوں مختلف طریقوں
کی تکلیف جبین ہیں آپ کیا فرق کرتے ہیں؟ یہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اوس
رضامندی سے تکلیف برداشت کرنا کیا یہ بیوقوفی نہیں ہے؟

سقراط رضامندی اور جبر و ظلم ان دونوں باتوں میں کیا تفاوت ہے؟
جب اس کا علم نہیں ہے نہ کھائے میں ہی جس کو مسرت پائی جاتی ہے۔ بلکہ
وہ اُس کے ارادہ پر موقوف ہے کہ جو وقت جی چاہے اوس وقت اپنے
اشتہا کو پورا کر لے، اور اسی طرح اپنی رضامندی سے تشنگی کو دفع کرتا ہے
تو اوس کے ارادہ میں جس وقت آئیگا وہ اوس وقت اپنی تشنگی دفع کرے گا۔
لیکن جس کو جبر یا ضرورت کے باعث اشتہا اور تشنگی کو مٹانا ہوگا تو کیا اسکا
ایسا ارادہ ہوتے ہی سیری حاصل ہو سکتی ہے؟ آئندہ کے امید سے انسانیں
جو قوت پیدا ہوتی ہے۔ اوس کے وجہ سے بڑے بڑے مشکل کاموں کے

انجام دیتے وقت اوس کو نہایت مسرت ہوتی ہے، شکاری کو شکار کی امید
 میں شکار کی کوئی رحمت نہیں پائی جاتی ہے، محنت اور کوشش کے بعد
 جو چیز حاصل ہوتی ہے خواہ کتنی ہی اونٹے درجہ کی ہو۔ مگر وہ اعلیٰ قسم کی پائی جاتی
 ہے، جب اس طرح ہے تو جن کو اچھے نیکون کی صحبت میں رہنا ہوتا ہے اور
 جو اپنے دشمن پر فتحیابی حاصل کرتا ہے۔ جس کو اپنے خاندان پر اپنا رعیت و
 قائم کرنا منظور ہے اور اپنے ملک کی خدمت کا بجالانا مقصود ہوتا ہے۔ اور جو کو
 اپنے نفس پر قابو حاصل ہے اور اوس کی خواہشیں خیر اسکی رہنمائی کرتی ہے۔
 کہ لوگ اوس کو بہتر اور اچھا کہیں۔ تو اوس کو اس پر اعتماد رکھ کر نہایت مسرت دلی
 سے محنت و جفا کشی کے لئے آمادہ رہنا چاہئے۔ اسی وجہ سے وہ مشکل اور
 مشقت کے کام کو آسانی کے ساتھ انجام دیا کرتے ہیں۔ اور جس کام میں ابتداً
 راحت پائی جاتی ہے تو اس کی وجہ سے اہم کام کے وقت جرات اور قوت
 ہم میں نہیں پیدا ہوتی ہے، اور نہ کامل طور پر معلومات حاصل ہوتے ہیں، ہر فنکار
 شہرت پانے کے قابل امور میں اور قابلیت میں ترقی دینے کے لئے استقلال
 اور دلیری کی سخت ضرورت کے ساتھ مسلسل مشقت اور کوشش بھی کرنی چاہئے
 اور اس کے بغیر کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔ اور یہ اکثر عاملوں کی رائے
 ہے۔ ہے سی اڈنے ایک موقع پر بیان کیا ہے، کہ بڑے خیال کا گہر نہایت
 قریب ہے۔ اور اونکار راستہ بھی نہایت آسان ہے، لیکن نیک خصلتی کی ایسی
 حالت نہیں ہے۔ بلکہ اوس کا گہر فاصلہ پر ہے۔ اور نہایت بلند چوٹی پر سے

وہاں داخل ہونے کے لئے مسلسل مشقت کرنی پڑتی ہے۔ اور تا وقتیکہ جسم پسینے سے نہانہ جائے وہاں تک پہنچنا مشکل ہے۔ ۱۲۔ میری چہرہ مس سنے بھی ایک موقع پر اسی طرح بیان کیا ہے کہ لاہیر مشقت کے خالق بے نیاز کی مہربانی حاصل نہیں ہوتی ہے! اور دوسرے مقام پر یہ بیان کیا ہے کہ اسے کاہل الوجود لڑکے! چین سے بسر کرنے کے خیال کو چھوڑ دے ورنہ تجھ کو رنج و غم بھگتنا پڑے گا! ۱۳

نیک خصلتی اور غفلت

پروٹیکس نامی ایک یونانی مصنف نے ہرکیولیس کے سوانح عمری میں ایک موقع پر بیان کیا ہے کہ، نیک خصلتی اور غفلت یہ دو نون مستور اسکے شکل میں ہرکیولیس کے پاس جا کر اوس کی دلجوئی کرتی رہی ہیں۔

۱۴۔ انسان عالم شباب میں داخل ہونے کے بعد اس امر پر غور کرتا ہے کہ آئندہ اوس کو کیا کرنا چاہئے۔ اور جب وہ اس طرح کوئی امر انتخاب کر لیتا ہے تو اسی امر کے لحاظ سے نیک یا بد کام میں اوس کی تمام زندگی صرف ہوتی ہے۔ علیٰ ہذا ہرکیولیس کو جب ایسا موقع پیش آیا تو وہ یہ غور کرنے کے لئے کہ ان میں سے کونسا طریقہ اختیار کیا جائے۔ تنہائی میں جا بیٹھا۔ ۱۵۔

۱۶۔ جبکہ وہ اپنی آئندہ زندگی بسر کرنے کے متعلق اصول نیک و بد پر غور

کہ رہا تھا۔ تو اس وقت اس نے دو نور توں کو اپنی جانب آتے ہوئے دیکھا۔ اون میں سے ایک نہایت متین اور قبول صورت حسین و نازنین شرمیلی۔ منکسر المزاج تھی اور سفید لباس زیب تن کیا تھا۔ مگر جنس انارٹ کیلئے جیسا فطرۃً پر بدن ہونا چاہئے ویسا دوسری عورت کا مطلق نہ تھا۔ بلکہ آرام و آسائش کے باعث ضرورت سے دائرہ موٹی تھی، پتلا رنگ خوش نما ظاہر ہوئی کے غرض سے اس نے اپنے جسم کو ایک قسم کے رنگ سے رنگ لیا تھا۔ ضرورت کے زائد ناز و تحرے کر کے وہ ناظرین کو غفلت کے چند سے بین مچانے کی کوشش کیا کرتی تھی۔ اس کے نظروں میں عجوز و انکسار نہ تھا۔ البتہ ضرورت سے دائرہ شہقی نظر آتی تھی۔ وہ لباس نمازہ پہنے ہوئے اپنے جسم کو بار بار دیکھتی تھی۔ اپنے قریب کے لوگوں پر نظر دوڑ دوڑا کر دیکھتی تھی کہ اس کے ناز و کرشمہ کا اثر اون لوگوں پر کیا پڑ رہا ہے اور اس کی اس کو جب تبو تھی اسے ہذا بار بار اپنا سایہ بھی دیکھتی تھی۔

”وونون عورتیں قریب قریب آگئیں۔ اور ایک نے اپنی متین چال کو قائم رکھا لیکن دوسری سب سے پہلے مکان میں داخل ہونے کے ارادہ سے پرکھوڑا کے جانب دوڑتی ہوئی گئی۔ اور اس کے پاس جا کر کہا کہ، پیارے ہر کیو لیس تو اپنی زندگی کے لئے کوئسا طریقہ اختیار کرنا چاہتا ہے۔ اور کیو تو اس کی فکر میں غرق ہے۔ اگر تو میرا دوست فکر میرے ہمراہ چلیگا تو تجھ کو کسی قسم کی غلط وقت و محنت نہوگی بلکہ زندگی کے تمام راحتیں حاصل ہونگی میں تجھ کو ایسے

مقام میں لے جاؤں گی، جہاں جانے کا راستہ نہایت آسان ہے اور وہ مسرت بخش مقام ہے۔ عمدہ قسم کے ذائقہ دار خور و نوش کے چیزوں سے اپنی زبان کو۔ اچھے خوشنما چیزوں سے اپنی بھارت کو۔ عمدہ خوشبودار چیزوں سے اپنے قوت شامہ کو۔ عمدہ حریر و ویبا کے توشک پر آرام و راحت سے بھر کرنا اور تمام لذائذ و راحت کی خواہشوں سے کس طرح گذر ہو سکتی ہے۔ اور اون کو کس موقع پر کس طریقہ سے حاصل کرنا چاہئے۔ یہ میں تجھ کو بتاؤں گی؟ علاوہ اس کے امور ات سلطنت یا دنیاوی زندگی کے متعلق تجھ کو وہاں کسی قسم سے فکر و تردد کرنے کی ضرورت باقی نہ رہے گی کہ وہ تمام راحتیں تجھ کو سطر حاصل ہوں گے۔ اب اس امر کی نسبت تجھ کو شش و پنج ہو گا کہ وہ تمام راحت باقین چند روز کے بعد کم ہو جائے گی۔ اور تجھ کو پھر ہمیشہ کے لئے مشقت اور ٹھکانی پڑے گی۔ تو میں تجھ کو یقینی طور پر طہیان و لاتی ہوں کہ بہ نسبت دوسرے لوگوں کے تجھ کو یہ تمام راحتیں بلا مشقت و محنت حاصل ہوں گی اور ہمیشہ سنبھلی ہو کر کیس نے دوسری عورت کو دیکھ کر کہا کہ یہ عورت تو مجھ کو ایسی راحت و آرام کی باتیں بتاتی ہے اور ایسی چیزیں سرفراز کرتی ہے۔ تو مجھ کو ہٹا کہ کوں ہے اور تیرا کیا نام ہے؟ اوس عورت نے کہا کہ میرے دوست اور میرے شناسائی حضرات جو میرے مشورہ کے بموجب عمل کرتے ہیں وہ مجھ کو راحت کی دیوی کہتے ہیں، لیکن میرے مخالفین اور وہ لوگ جن کی خواہش میری آبروریزی کرنا مقصود ہوتا ہے، ان حضوں نے مجھ کو دو غفلت کی دیوی کہا

خطاب دے رکھا ہے۔

۱۱۔ یہ گفتگو ختم ہوتے ہی دوسری عورت نے قریب آکر اس سے کہا،
 کہ تجھ کو امداد دینے کی غرض سے میں حاضر ہوئی ہوں۔ تیری پیدائشی خاصیت
 سے میں اچھی طرح واقف ہوں۔ اور میں خود سالی سے تیرے عادات کو
 نہایت باریک بینی سے دیکھتی رہتی ہوں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر
 میرے بتلائے ہوئے طریقے کے بموجب تو عمل کرے گا تو بڑے بڑے
 اہم کاموں کے انجام دینے کی تجھ کو خواہش پیدا ہوگی اور تو اس کو نہایت
 فکر و غور سے انصرام کو پہنچائے گا۔ اور اس کے وجہ سے انسانی
 گروہ میں میری بڑی شہرت ہوگی۔ لیکن قبل اس کے تیرا اور میرا دوستانہ
 حلق ہونے میں کچھ دل اور صاف طور سے بیان کرتی ہوں کہ، محنت و مشقت
 کے بغیر جو شے حاصل ہوتی ہے ۱۲ اور اس میں اس قسم کی قیمتی کوئی بات
 نہیں ہوتی ۱۳ بالکل صحیح اور فیصل شدہ امر ہے اور خالق مطلق نے عزت
 پانے کے قابل راحت کی قیمت قرار دی ہے۔ اگر اس مالک حقیقی کی
 عنایت تو چاہتا ہے تو تجھ کو اس کے احکام کی پیروی اور اطاعت بجالانا
 ضرور ہوگا۔ اگر تیری یہ خواہش ہے کہ تیرے دوست احباب تجھ سے محبت
 کریں تو تجھ کو ان کے فلاح و بہبودی کے بارے میں کوشاں رہنا چاہیے
 اگر تیری یہ خواہش ہے کہ تیری قابلیت اور شجاعت کے نسبت تمام
 باشندگانِ یونان تیری ثناء و صفت کیا کریں تو ان کے فلاح و بہبودی

کی کوئی نگوئی اہم قیمتی خدمت انجام دیتی چاہئے۔ اگر تیری یہ خواہش ہے کہ کبھی بارشی مین پیداوار اچھی طرح ہو۔ اور کثرت کے ساتھ غلہ حاصل ہو تو اسی طرح زمین کو درست کرنے کی محنت و مشقت اور کوشش کرنا تجھکو ضروری ہے۔ اپنے جالوزون سے مرفع الحال ہونے کی اگر تجھکو خواہش ہے تو مسقول طور پر اون کی پرداخت کرنی سیکھنا چاہئے۔ اپنے دشمن کا سرنگون کرنے اپنے گرفتار شدہ دوستوں کو آزادی دلانے اپنی سلطنت شمشیر کے زور سے وسعت دینے کی خواہش ہے تو صرف فن جنگ کے ماہرین سے تعلیم پانا بھی کافی نہوگا، بلکہ تجھکو بالذات فن جنگ کا تجربہ حاصل کرنا چاہئے اگر یہ خواہش ہے کہ جسمانی حالت عمدہ اور صحیح و تندرست رہے تو اپنے نفس پر کامل طور پر قابو حاصل کر اور محنت و مشقت کے کاموں میں مصروف ہو کہ جسمانی طاقت اور صحت و تندرستی حاصل کرنے کی کوشش کر۔ اس گفتگو کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ درمیان میں اوس سابق الذکر عورت نے کہا کہ پیارے ہر کیو لیس تو سن رہا ہے کہ کس قدر دشوار گزار راستے سے یہ عورت تجھکو اصلی مسرت گاہ کی جانب لے جائیگی، بلکہ تو میرے ساتھ آ کہ میں راحت کا نہایت قریب اور آسان راستہ تجھکو تیلقاتی ہوں۔

”نیک خصلت ویوی نے نہایت نفرت انگیز چہرہ بنا کر اوس سے کہا کہ، تو اس طرح کونسی راحت دیگی؟ اور اے ہر کیو لیس تو بیکسی کوش اور تجربہ کے ایسی کونسی راحت حاصل کر سکیگا، بلکہ ایسی خواہش کے

پہلے ہی انسان اچھی طرح تجربہ حاصل کرتا ہے۔ چنانچہ اشتہا ہونے کے قبل ہی کھانا پکاتے ہیں۔ تشنگی ہونے کے قبل ہی پانی کا انتظام کرتے ہیں۔ اور کھانا پکوانے میں مشروبات تیار کرنے کے غرض سے عمدہ یاؤرگی کی ضرورت رہتی ہے۔ موسم گرما میں سرد مقام کی تلاش کرنی پڑتی ہے۔ نیند اچھی طرح آنے اور اوس میں ہرج واقعہ ہونے کی غرض سے چیمبر گھٹ مہتیا کرنا پڑتا ہے۔ اور اوس پر ملائم چڑھنے کی ضرورت ہوتی ہے اور مکان میں کے زینے پر چڑھنے میں تکلیف نہ ہونے کے خیال سے اُس کو ایسا بنانا پڑتا ہے کہ اُترنے چڑھنے میں تکلیف نہ ہو اگر ان میں سے کسی ایک بات کی بھی کمی ہوئی تو نیند اڑ جائیگی۔ یہی حالت محنت اور راحت کے بھی ہے۔ اس کے متعلق بھی اگر تراپی ضروریات کے بموجب عمل نہ کرے گا تو کوئی قانون قدرت کے خلاف مصنوعی طور پر خواہشات کا پیدا کرنا متصور ہو گا۔ بدافعالی کرنے کے لئے تمام رات شب بیداری کرنے سے دن کا کارآمد وقت ضائع ہوتا ہے اور آنکھنے سے کام رہتا ہے۔ اور تمہارا خیال میں ایسے افعال سے حیات جاوہانی ہی کیون حاصل ہو۔ مگر حقیقت اس قسم کی وطرہ سے دیوتا تو کیا بلکہ عام لوگ بھی تم سے نفرت کریں گے۔ تمہاری نیک رویگی کی تعریف تمہارے سننے میں ہرگز نہ آئیگی۔ کیا تمہارے کسی گفتگو پر لوگ گروہ نہ بلا دیں گے؟ کسی اڑے وقت کیا تمہارے دو کرینگے؟ یا تم جیسے میو تو فون کے گروہ میں کوئی عقلمند شخص شرکت کر سکتا ہے؟

تہا رکے پیرون کی قوت شباب میں اور عقل نصیب غنی میں جاتی رہتی ہے۔
 عالم شباب میں وہ کاہلی نزاکت اور سبے مدد فضول خرچی سے چین اور آنے
 میں اور اسی میں اپنے زندگی کے دن صرف کرتے ہیں۔ ۱۰ اور حالت خدمت میں
 میں جبکہ فرائض کا بار ادا کر رہا ہوتا ہے تو وہ اپنی جوانی اور ابتدائے عمر کے
 حرکات اور ناشائستہ اعمال کو یاد کر کے شرماتے ہیں اور جو فضول تجربہ سابقہ
 بد اعمالیوں کا حاصل کر چکے ہیں اوس پر غور کر کے اپنی زندگی کو رنج و محن میں
 گزارتے ہیں اب تو میرے نسبت پوچھے گا تو میں یہ کہوں گی کہ میں ہمیشہ
 دیوتاؤں اور نیکیوں سے ہی گفتگو کیا کرتی ہوں۔ اور میرے امداد کے بغیر وہ
 کسی نیک کام کو ادا نہیں کر سکتے ہیں۔ وہ میری سب سے نادر عزت و وقعت
 کرتے ہیں۔ اور میں ان کے وقت پانکی متحق بھی ہوں۔ کاریگروں کی
 چستی بہنی۔ کنہ پروری کے لئے اعتماد کی جاگہ۔ ملازمین کے امداد کے لحاظ سے
 یا عیش و رغبت۔ امن و راحت پیدا کرنے والے کی مدد و معاون۔ جنگ کے
 موقع پر محنت و مشقت کرنے سے جو کمندی پیدا ہوتی ہے۔ اوسکو یقینی
 طور پر میں ہی دفع کرنے والی ہوں۔ اور عمدہ طور پر اتحاد پیدا کر اڑتی ہوں۔
 اور یہ میری ہستی ہے۔ میرے پیرو کامل اشتہا کے بعد کھانا کھاتے ہیں۔
 خواہ وہ خورد و نوش کے چیزوں کے ہم پونچنے کی کوشش نہ کریں تب بھی
 اوس میں انہیں مسرت حاصل ہوتی ہے۔ کامل اور ناکارہ لوگوں کے
 بہ نسبت ان کو نہایت مزیدار میٹھی نیند آتی ہے۔ اور ایک مرتبہ بیدار ہونے کے

بعد پھر دوبارہ انہیں نہیں گھیرتی ہے۔ یاد گیر ذاتی اغراض اور زندگی کے دیگر ضروری فرائض کو بالائے طاق نہیں رہنے دیتی۔ جب میرے نوجوان پیروں کو عمر لوگ تحسین و آفرین سے یاد کرتے ہیں تو ان کو نہایت مسرت ہوتی ہے۔ اور میرے ضعیف العمر پیرو جوانوں کے طرف سے اپنے لائق عزت و وقعت کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ سن رسیدہ لوگ اپنے زمانہ شباب کے کاموں کو نہایت اطمینان سے دیکھتے ہیں۔ اور حالت ضعیفی میں ان کو کام کرنے سے نہایت مسرت ہوتی ہے۔ عجیب اعتماد کرنے والوں پر خالق مطلق فضل ہوتا ہے۔ اور ان کے ملکی بھائی ان کی عزت و وقعت کرتے ہیں۔ حیات ختم ہونے کے بعد بھی ان کا نام دنیا سے نہیں مٹتا ہے۔ بلکہ ان کے بعد کئی پشت تک لوگ ان کو ثنا و صفت کے ساتھ یاد کرتے رہتے ہیں۔ پاک و نیک خاندان میں جنم لینے والے ہر کیو لیس۔ اگر تو دیانت داری کے ساتھ محنت و مشقت اور کام کرتا رہے گا تو جھگو بھی وہی راحت حاصل ہوگی جس کی ہر ایک کو ضرورت ہوتی ہے۔»

والدین کی عزت

سقراط کافر زندگان ایک روز اپنی والدہ سے بے انتہا خفا ہوا۔ سقراط نے اوس کو اپنے پاس بلا کر اُس سے پوچھا کہ کیا تو نے عسکریوں کے متعلق

اوس کا جو طرز عمل رہا ہے اوس کی چند مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔
 اری سٹاچرس سے ایک روز سقراط کی ملاقات ہوئی۔ اوس نے
 اپنے دوست کا چہرہ نہایت پشمرنہ دیکھا۔ اُس نے اوس سے کہا کہ دو
 اری سٹاچرس مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ تو کچھ متروڑا اور تنگ بین ہے۔ اگر تو اپنے
 رنج و غم کو مجھ سے بیان کرے تو شاید میں کوئی مفید مشورہ دے سکوں۔ اور
 تو اوس سے راحت پائے اور تیرا غم و تروڑ دور ہو۔

اری سٹاچرس روز فی الحقیقت آج میں نہایت مصیبت میں گرفتار
 ہوں۔ ابھی حال میں جو جنگ ہوئی ہے اوس کے باعث بہت سے لوگ
 پیارے کے جانب فرار ہو چکے ہیں، اور میری ہمشیرہ اور اوس کے بچے میرا
 چچا نا و بھائی وغیرہ بھی میرے یہاں آکر مقیم ہوئے ہیں جس کے باعث
 آجکل مجھ پر چوڑاؤ آدمیوں کی پرورش کرنا پڑتی ہے۔ چونکہ شہر کے حوالی
 میں ہر جانب غنیم کا غل و خل ہو گیا ہے۔ یابن وجہ ہجو اپنی زراعت سے
 کوئی آمدنی حاصل نہیں ہوتی ہے، اور اس سے آپ بھی اچھی طرح واقف
 ہیں، اتہنس میں بہت ہی کم لوگ رہتے ہیں۔ جس کے باعث وہاں کے
 مکان میں کوئی کرایہ دار نہیں ہے۔ مال کے لئے کوئی گاہک اور خریدار نہیں ہے۔
 باوجود اس کے کہ جس قدر چاہیں سو دینے پر ہم آمادہ بھی ہو جائیں تاہم کوئی
 قرضہ نہیں دیتا ہے۔ اور ایسی گرانی اور پر آشوب حالت میں خویش واقارب
 ہمارا سہارا حاصل کریں۔ اور ہم کو اون کی پرورشی کی استطاعت اور ہم

اورن کو اپنی آنکھوں کے سامنے موت کا شکار ہوتا ہوا دیکھیں۔ اور قرار دیتی
اولن کی اداؤں کو کر سکیں یہ کس قدر افسوس ناک بات ہے۔

سقراط نے ان تمام باتوں کو اطمینان سے سنا اور اس سے کہا کہ،
سیریا من کے کنبہ میں باوجود اس قدر لوگ موجود ہونے کے بھی وہ اونکی
پرورش کرتا ہے، اور صرف یہی نہیں بلکہ اون کی محنت و مشقت سے نفع
حاصل کر کے وہ مالدار بھی ہو گیا ہے، اور تیرے یہاں چند غریبوں کے اچانکی
وجہ سے اس قدر تنگی اور افلاس ہو گیا ہے کہ اون کے فاقہ سے مر جانے کا
خوف معلوم ہوتا ہے، اس کی وجہ کیا ہے؟

اری سنا چرس وہ اس کی یہ وجہ ہے کہ، سیریا من کو تو صرف غلاموں کی
پرورش کرنا ہے۔ اور اون سے جس قسم کا وہ چاہے کام لے سکتا ہے۔
لیکن میں اس طرح کر نہیں سکتا۔ کیونکہ مجھ کو آزاد خیال مختار لوگوں کو پرورش
کرنا ہے۔

سقراط، اچھا، تجھ کو کس کی قیمت زائد معلوم ہوتی ہے؟ سیریا من کے
غلام کی، یا تیرے گھر میں اب جو لوگ موجود ہیں اونکی؟

اری سنا چرس وہ ان دونوں میں کوئی امتیاز نہیں کیا جاسکتا!۔
سقراط نے جواب دیا کہ دو جن کی قیمت تجھ کو نہایت کم معلوم ہوتی ہے۔
اون غلاموں کی اداؤں سے سیریا من تو نوکر بن جائے، اور جن کی عزت
و وقعت تو اپنی دانست میں اون غلاموں سے زائد سمجھتا ہے۔ ایسے اچھے

لوگ باوجود گہرین موجود ہونے کے تجھ کو انظار سے گمیر لے، اور تو بڑھاپا بیت
میں گرفتار ہو جائے یہ تو نہایت شرمناک بات ہے؟

اری سٹاچرس دو نہیں، مطلق نہیں! اس لئے ووفون کے حالات
میں نہایت فرق ہے۔ سیریا من کے غلام تو پیشہ و کاروبار کرتے ہیں؟
لیکن میرے آومیون نے قریمہ قسم کی تعلیم حاصل کی ہے۔ مگر وہ کسی قسم کا
پیشہ نہیں کرتے ہیں۔

سقراط دو ہمہ قسم کے معلومات حاصل کئے ہوئے شخص کو کیا کوئی
پیشہ اور کاروبار نکرنا چاہئے؟

اری سٹاچرس۔ دوہان کرنا چاہئے۔

سقراط،، اوش غلہ کاروا۔ روٹی مڑا اور عورتوں کا لباس۔ وینی
واعظون (پادری) کے چُنے۔ کوٹ اور اس قسم کے بہت سے کارآمد
چیزوں میں سے کیا۔ ایک چیز بھی تمہارے یہاں کے آومیون کو بنانی نہیں
آتی ہے؟

اری سٹاچرس،، ہاں ایک کیا معنی؟ تجھ کو تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ
تمام چیزیں اون لوگوں کو تیار کرنی آتی ہیں۔

سقراط،، اچھا تو پھر تجھ کو اس قدر کس بات کا خوف ہے؟ تو نگریں
طریقہ تجھ کو معلوم ہے۔ اور پھر تو اس قدر مفلسی کے لئے روتا اور جھپکتا ہے۔
ناسی سیڈنس کس قدر ترقی کی ہے کیا تو اس سے واقف نہیں ہے؟

اوس کے چانوروں کی تعداد کس قدر ہے۔ اور پہلک قرضہ میں اوس نے کس قدر بڑی تعداد میں رقومات دی ہیں! اب مجھ سے بیان کر کہ وہ کس قدر مالدار اور تو فکر کس طرح بنا؟ اوس نے اوٹ غلہ کو پسیر کر واکھا لکر فروخت کرتے کے سوا اور کوئی کام تو نہیں کیا ہے۔ غلے ہذا اسیریس سے بھی تو واقف ہے؟ وہ صرف نان پزی کا پیشہ کر کے اپنے کنبہ کی پرورش کرتا ہے اور کس خرے سے رہتا ہے؟ کوئی ٹیس کا باشندہ ڈیمس اپنی بسیرا وقت کس چیز پر کرتا ہے؟ پادریوں کے چنے سینے کے سوا اور کوئی کام تو نہیں کرتا۔ میبات جو اچھی وضع میں رہا کرتا ہے اُس کا ذریعہ معاش سوائے خیاطی کے پیشہ کے اور کیا ہے؟ اور ایسے پیشہ سے میکراسین کے کس قدر جائداد میں سنبھل چکی ہیں؟

اری سٹاچرس دو جھکواس کا اقبال ہے، لیکن اُن میں اور مجھ میں بہت فرق ہے۔ اونہوں نے بہت سے غلام خرید کئے ہیں، اور اُن کو کام پر لگا کر وہ ایسا فلاح حاصل کرتے ہیں۔ لیکن جھکواتز او خیال مختار اس قسم کے ممتاز اشخاص اور اُن کے بیویوں کی پرورش کرتا ہے۔ مغلداون کے چند تو میرے عزیزوں میں سے ہیں! آپ ہی فرمائے کہ کیا میں اونہیں غلاموں کی طرح کام پر لگا دوں؟

سقراط وہیہ لوگ آزاد خیال اور خود مختار اور تیرے عزیزوں میں سے ہیں اس لئے وہ مفت کے روٹیاں توڑ کر بے فکری کی نیند سونے کے سوا

اور کوئی کام نہیں کرنا چاہتے ہیں۔ اور تو سمجھ سکتا ہے کہ ایسی کاہلی میں بسر کر کے صبح و نچوہ زندگی کے دن بسر کرنے والے کیا بہ نسبت محنت کرنے والوں کو راحت میں رہتے ہیں؟ کیا اس طرح کبھی تو نے دیکھا ہے؟ میں سابق میں جو بیان کر چکا ہوں۔ آیا ویسے صد ہا اشخاص کا رآمد اور انسانی زندگی کیلئے مفید اور لا بُدی ہوتے ہیں۔ اور راحت و آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں یا سُستی اور کاہلی کے مضغہ گوشت خوش و خرم اور زائد راحت میں رہتے ہیں؟ بیکار بیٹھے رہنے اور کام نہ کرنے سے کیا ہم کو ضروری باتوں کے معلومات حاصل ہو سکتے ہیں؟ کیا ہمارا تجربہ اور واقفیت تازہ رہے گی؟ کیا ہمارا جسم اس طرح مضبوط اور تندرست رہ سکتا ہے۔ ہم مالدار ہو سکتے ہیں؟ ہماری حاصل شدہ دولت ہمارے پاس رہ سکتی ہے؟ کیا تو ایسا خیال کرتا ہے! اور کام کرنا محنت کی عادت ڈالنا تیرے نزدیک فضول اور بیکار ہے۔ جن باتوں سے تیرے بیان کی شریف بی بیان واقف ہیں۔ انہوں نے اوس کی تعلیم کیوں پائی ہے؟ وہ ناکارہ ہیں۔ اس وجہ سے وہ کام علانیہ کر کے نہیں دیکھتے۔ اس طرح ان کا عہد تھا کہ اوس کے برخلاف، اوس کا کارخانہ قائم کر کے اوس خود کا فائدہ حاصل کر لیں۔ اُن کے عمل سے ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ کار آمد اور بیہودی کے کام میں مصروف رہنے کے بہ نسبت کوئی کام نہ کرتے ہوئے ہاتھ پر ہاتھ دھرے ہوئے بیٹھے رہتے ہیں کیا زیادہ دانشمندی ہے؟ ہاتھ جوڑے ہوئے آئندہ بسر اوقات کس طرح ہوگی ان باتوں پر سوچتے بیٹھنے

نسبت کسی کام میں مصروف ہونا کیا یہی سچی دانشمندی نہیں ہے؟
 اری سٹاچرس، کیا میں تجھ سے اپنی دلی بات بیان کروں؟ یعنی
 موجودہ حالت میں تیری میزبانی اور دوسرے جانبی اون کی تیری سچی محبت
 ان دونوں کا قائم رہنا غیر ممکن ہے۔ کیونکہ تجھ پر بار گزارے گا۔ اور
 تیرا بار ہوتا جائیگا۔ اور تجھ کو وہ ٹکین دیکھ کر کہیں گے کہ ہم اوس کو بار گزار رہے ہیں۔
 اور اس طرح اون کے رنج و ملال میں بھی ترقی ہو کر اور ہر ایک دوسرے کے
 سابق کے احسانات کو فراموش کرتے جائیں گے۔ لیکن تو انہیں کسی کام میں
 اگر لگا دیکھا تو برا نفع ہوتا جائیگا۔ اور نفع حاصل ہونے سے تو اون پر جہر بیان
 ہوتا جائیگا۔ اور حیب اون کو معلوم ہو گا کہ اون سے تو بہت خوش ہے اور
 تجھ کو اس کام سے مسرت حاصل ہوتی ہے تو وہ یہ دیکھ کر اور بھی تجھ سے محبت
 کرنا شروع کر دینگے۔ اور تیرے اطفاف و احسانات کو اچھی طرح یاد کرینگے۔
 اور تجھ پر وہ بھی تدارش و مہربانی کرنے کے لئے مستعد اور آمادہ رہیں گے۔ حاصل کلام
 یہ کہ یہ نسبت سابق کی کا بلانہ زندگی کے۔ اس محنت و مشقت کی زندگی
 سے وہ زائد محبت کرنے والے اور دوست بنیں گے۔ اور کوئی ایسا فعل جس سے
 اون پر کسی قسم کا الزام عاید ہوتا ہو۔ تو اوس کا خیال دل میں نہ لانا ورنہ وہ ایسے
 خیال سے تو مر جانا زائد پسند کریں گے۔ لیکن ایسی بات کہ جو اون کے لائق ہو۔
 اور وہ اوس سے کلیۃً مہارت اور واقفیت حاصل کر چکے ہوں۔ اور اون کو
 کافی تجربہ بھی اوس کام میں ہو تو وہ اوس کو نفع کے لحاظ سے کریں گے اور اس میں

اون کی عزت و وقت ہوگی۔ پس میں نے جو یہ اون کی فلاح و بہبود کی راہ دی ہے۔ اس کے اظہار اور عمل میں لانے کے لئے آجکل پر نہ ٹال۔ بلکہ مجھ کو اس کا یقین ہے کہ تو جلد اون کو اس سے واقف کروں گا اور وہ اس کو سن کر بہت خوش ہونگے۔

ارمی سٹاچرس دو نے نہایت ہی حیرت دلی سے کہا، مگر اے پریشورانی الحقیقت سقراط نے مجھ کو یہ کس قدر بہتر ترکیب بتائی ہے! اور یہ ہر طرح مجھ کو قبول ہے، صرف یہی نہیں، بلکہ اس کی وجہ سے میرے دل پر ایسا کچھ اثر ہوا کہ، لوگوں سے قرضہ لے کر ایک مرتبہ صرف کر چکنے کے بعد مجھ سے ادا کیا جائے گا۔ لہذا کسی سے قرضہ نہ لینا چاہا، گو میں نے اس بات کا عہد کر لیا ہے، برین ہم کاروبار کے آغاز اور آلات دیگر اشیاء وغیرہ کی خرید کے لئے جہان سے قرضہ دستیاب ہوا اور جس شرط سے ہو۔ میں لینے کے لئے تیار ہوں۔“

ارمی سٹاچرس اس ترکیب کو فوراً عملی صورت میں لایا اور ضروری چیزیں خرید لیں۔ اور وقت واحد میں بہت سا اون کن خرید کر کے گھر لے آیا۔ اور گھر کی عورتوں نے کام شروع کر دیا۔ چنانچہ اون کو اس کام کی وجہ سے دل بہلائی کا مشغہ مل گیا۔ اور ارمی سٹاچرس اور اس کے غریبوں کے آپس میں جو رنجیدگی اور برائی پیدا ہو گئی تھی۔ وہ رفع ہو گئی اور ایک دوسرے کے حمیت پر او نہیں اطمینان ہو گیا۔ مستورات کو محسوس ہونے لگا کہ وہ

اون کا پرورش کنندہ ہے اور اوس نے انہیں نہایت ضروری اور کارآمد سمجھا ہے۔
چند روز کے بعد اسی سنا پر سن سقراط سے ملاقات کی اور بچہ گدڑی کو واقعاً کو نہایت
خوشی سے بیان کیا کہ اوس کی مستورات نے انہی شکایت اس طرح شروع
کرو دی ہے۔ کہ میں خود کاہل اور مست ہوں۔ سقراط نے اوس وقت اوس
کہا کہ وہ تو نے انہیں کتنے کی نقل کیوں نہیں سنا دی؟ اور وہ یہ نقل ہے۔
کہ جب وقت حیوانات کو گویائی کی قوت حاصل تھی۔ اوس وقت ایک روز
میدھوں نے اپنے مالک سے کہا کہ، جناب! آپ کچھ عجیب و غریب شخص
پائے جاتے ہیں! ہم سے آپ کو اون حاصل ہوتا ہے۔ ہمارے بچے تمہارے
کارآمد ہوتے ہیں۔ ہمارے دودھ اور مکہ سے آپ کو کس قدر نفع حاصل
ہوتا ہے۔ اور خالق بے نیاز نے اپنی مہربانی اور پرورش سے ہمارے
لئے گھانسان پیدا کی ہے۔ اور اوس کو ہم کھاتے ہیں۔ مگر آپ نے یا وجود
ہم سے اس قدر فائدہ اٹھانے کے ہمارے لئے کوئی انتظام نہیں کیا
نہ کوئی عمدہ چیز آپ ہم کو خوراک میں دیتے ہیں۔ مگر جس کتنے سے ذرہ برابر
بھی آپ کو نفع حاصل نہیں ہے۔ اوس کو آپ نہایت پیار سے پرورش
کرتے ہیں۔ اور خود جس قسم کی روٹی کھاتے ہیں اوسی قسم کی روٹی اوس کو
کھلاتے ہیں۔ پھر اس کو کیا کہنا چاہئے! کتنا قریب ہی موجود تھا اوس نے
اس شکایت کو سن کر کہا کہ کیا میری یونہی مفت میں اس قدر مددگی سے
پرورش ہوتی ہے! بلکہ تمہاری حفاظت میں ہی کرتا ہوں، میں ہی تم کو چروا

اور شیر کی دست برد سے محفوظ رکھتا ہوں، تمہارے خون کے جو پیاسے ہوتے ہیں۔ اُن دشمنوں کو میں ہی بھگاتا ہوں۔ اگر تمہارے اطراف و اکناف میرا پہرہ چوکی نہ ہوتی تو تم اس قدر بے فکری کے ساتھ باہر نکل کر چر بھی نہ سکتے۔ اس جواب کو سن کر میڈ ہے جس حقوق کے لئے لڑتے تھے اُن کو اقبال کرنا پڑا کہ بیشک یہ حق کتے کا ہے، ہمارا نہیں ہے۔ علیٰ ہذا تو اُن مستورات سے کہہ دے کہ میں تمہارا پرورش کنندہ اور محافظ ہوں۔ اور جس طرح متدین بہادر کتا اپنی جگہ حفاظت کرنے کے لئے نہایت ہوشیار مستعد رہا کرتا ہے۔ اُسی طرح تمہاری محافظت کرنے کے لئے میں مستعد رہتا ہوں، اور اُن سے یہ بھی کہہ دے کہ، میری ہی وجہ سے تم کو کوئی تکلیف نہیں دیتا۔ اور میری ہی وجہ سے تم میرے ساتھ بے فکری اور آرام سے زندگی بسر کرتے ہو۔

لوگوں کے الزامات کو سطح رفع کر سکتے ہیں

سقراط اور اوس کے قدیم دوست بوستے اس میں باہم بہت دنوں کے بعد ملاقات ہوئی۔ اور سقراط نے اوس سے دریافت کیا کہ تو کہاں سے آ رہا ہے۔ اوس نے جواب دیا کہ میں یہیں قریب ہی سے آ رہا ہوں۔ میرے والد نے خاص اٹی کا میں میرے لئے کچھ جائداد نہیں رکھی ہے۔ اور جو کچھ اثاثہ تھا اوس کا بھی سرحدی جنگ میں خاتمہ ہو گیا۔ لہذا معیشت کیلئے

کچھ نہ کچھ کاروبار یا پیشہ کرنا ضرور ہے۔ اور جنگ کے قریب الختم ہونے کا اندازہ پایا جاتا ہے۔ اس لئے اب میں کسی جہاز پر ملازمت اختیار کروں گا۔ کیونکہ اپنی گذشتہ اوقات کے لئے غیر کو تکلیف دینے کے بہ نسبت کسی قسم کا کوئی ایک کام کرنا مجھ کو زیادہ پسند ہے۔ علی ہذا رہن رکھنے کے لئے میرے پاس کوئی جامد اور بھی باقی نہیں رہی۔ اس لئے میں کسی سے قرضہ بھی نہیں لے سکتا۔“

سقراط دو اخسوس“ لیکن شکم چڑی کے لئے اس قسم کے کام تو کتب تک کر سکیگا۔ کچھ اس کا تجھ کو علم ہے۔“

یو تھے اس دو ابھی چند روز تک میں اس طرح کام کر سکوں گا۔“

سقراط۔ دو حالت ضعیفی میں تجھ سے اس قسم کے کام نہ ہو سکیں گے۔ تو پہر اس وقت اپنی بسر اوقات کے لئے تو کیا انتظام کرے گا؟“

ہذا تو اس قسم کا کوئی ایک پیشہ اختیار کر کہ ضعیفی کے زمانہ میں کچھ پس انداز ہو کر رفع ضرورت ہو سکے، کسی تو فکر کے یہاں کی ملازمت اختیار کر۔ اس کے یہاں کی خانگی کاموں کا انتظام کر۔ اس کو کفایت شماری کی تعلیم دے۔ اس کے ملازمین پر نگرانی رکھ، اس کے آمدنی وغیرہ کے وصول کا انتظام کر۔ اس کے ہر ایک چیز کو احتیاط کے ساتھ اور حفاظت کے ساتھ رکھ۔ تاکہ وہ تیری گذشتہ دیکھ کر تجھ کو انعام و اکرام دے۔“

یو تھے اس دو کسی کا غلام بن کر رہنا مجھ کو نہایت مشکل معلوم ہوتا ہے۔“

سقراط دو بیماری سلطنت کے حاکم عدالت یا منصفین یا دیگر ملازمین کو کوئی غلام نہیں سمجھتا ہے، بلکہ اون کی شخص بڑی عزت و وقعت کرتا ہے۔ ۱۱۔
یوہ ہے اس دو خیر وہ کچھ ہوا لیکن عام نظروں میں سورا الزام بننا مجھکو پسند نہیں ہے۔ اور جس کام میں لوگوں کو الزام دینے کا موقع ملتا ہے اور انجام دینے کی میری رائے نہیں ہے۔ ۱۲۔

سقراط دو کسی کام میں فلان شخص بالکل ماہر اور ہوشیار ہے ۱۲ اور اس کو لوگ کسی قسم کا مطلق الزام نہیں دیتے ہیں۔ اس طرح کا کوئی کام یا پیشہ تجھکو کہاں دستیاب ہوگا؟ چونکہ کبھی کسی انسان سے غلطی کا نہونا ممکن نہیں ہے۔ اور اس قدر کمال حاصل ہونا مشکل امر ہے۔ اور اگر وہ حاصل بھی ہوا۔ اور تھوڑے دیر کے لئے میدان بھی لیا گیا تب بھی جو اس فن سے نا علم ہیں اون کے الزامات کو رفع کرنا نہایت مشکل ہے! تو جو پیشہ کرتا ہے اس کام میں تجھکو کوئی الزام نہیگا۔ اگر تو اس کام میں اس قدر ذہیل اور ماہر ہو گیا ہے! جن لوگوں کا یہ کام ہی ہوتا ہے کہ بلا غور و خوض دوسروں کو الزام دیا کرتے ہیں۔ تو ان لوگوں سے مراسم اور ملاقات کو ترک کر دے اور غیر طرفدار و منصف مزاج لوگوں سے اپنا تعلق رکھے۔ جو کام تجھ سے مجھ سے وجہ انجام پا سکتا ہو۔ اس کو شروع کر۔ اور جس کام کے کرنے کی تجھ میں قابلیت نہیں ہے۔ اس کو نہ قبول کر حقیقت تو کسی کام کو اختیار کرے تو اس وقت جہاں تک تجھ سے ممکن ہو، اس کام کو نہیگی

انجام دے۔ اگر اس طرح کیا جائیگا تو لوگوں کے پاس الزام کے لئے زیادہ قابل نہ بنیگا۔ افلاس سے بچکونجات حاصل ہو جائیگی، تیری زندگی نہایت راحت سے بسر ہوگی۔ تجھ پر کسی قسم کی مصیبت نازل نہ ہوگی۔ اور حالت ضعیفی میں کارآمد چیزوں کا تیرے پاس اچھا خاتمہ ذخیرہ جمع ہو جائیگا۔ ۴۲

دوستی کی عظمت

سقراط اور ڈرسے اوڈرس دونوں ایک روز باتیں کر رہے تھے۔ اثنائے بات چیت میں سقراط نے کہا کہ، اگر تو کسی غلام کو خرید کر کے پرورش کرے اور وہ فرار ہو جائے۔ تو کیا تو اس کے تلاش کرنے کی محنت گوارا کرے گا۔ ۴۳

ڈرسے اوڈرس دوہان البتہ گوارا کر تو لگا، مین اس مضمون کا ایک شہسار جاری کروں گا کہ جو اس کو گرفتار کر کے لائیگا اس کو انعام دیا جائیگا۔ ۴۴

سقراط۔ ۴۵، اون غلاموں میں سے اگر کوئی بیمار ہو جائے تو کیا تو اس کے صحت یابی کی غرض سے ڈاکٹر کو بلوا کر اس کا علاج معالجہ کرائیگا یا نہیں؟ ۴۶

ڈرسے اوڈرس دوبلا شک و شبہ اس کا علاج بھی کراؤنگا۔ ۴۷

سقراط دو اچھا غلام کے بہ نسبت ہزار درجہ بہتر تیرے کام آنے والے دوست ہیں۔ اگر کوئی دوست افلاس یا فلاکت میں مبتلا ہو جائے۔ تو بچکونجات

اوس کے نجات دلانے کی کوشش کرنی چاہئے یا نہیں؟ ہم جنس کی نسبت
 میں تجھ سے یہ دریافت کرتا ہوں کہ تجھ کو یقینی طور پر معلوم ہے کہ وہ اپنے پر
 کئے ہوئے احسانات کو یاد کرنے والا نہیں ہے۔ باوجودیکہ احسان کے بدلہ
 کی اوس کو امید نہیں ہے پھر بھی وہ تجھ سے زائد احسان کرنے والا ہے۔
 غلط انداز تجھ کو اس بات کا بھی علم ہے کہ ناراضی اور مید لجمعی سے خدمت
 انجام دینے والوں کی بہ نسبت مسرت، خوش دلی، اور محبت سے کام
 آنے والے ایک دوست کی عظمت نہایت بڑی ہوتی ہوتی ہے۔ اگر ہم
 خیال کرتے ہیں کہ ہمارے فلاح و بہبود میں اس طرح اور اس قدر کوشش
 ہونا چاہئے۔ تو یہی نہیں ہے کہ سچا دوست اوسنی قدر کوشش کر کے خاموش
 ہو جائے۔ بلکہ جو ذریعہ اور کوشش ہمارے کارآمد ہو سکتی ہیں وہ سب اپنی
 جانب سے بطور خود ہمارے لئے کیا کرتا ہے۔ وہ بڑا دانشمند، عاقبت بین
 اور دور اندیش ہے۔ اور اوس سے ہم کو اچھی طرح مشورہ ملنے کی امید
 رہتی ہے۔ کاروبار کرنے والے اور دور اندیشوں کا یہ قاعدہ ہوتا ہے کہ
 کوئی بڑی قیمت کی چیز کم قیمت میں دستیاب ہوتی ہو تو اوس کو خریدنا چاہیے
 پس اس بات کو تو اپنے ذہن میں لا۔ اور مسرور ست اچھا دوست کم قیمت
 میں حاصل ہو سکتا ہے۔

دُرے اوڈرس دو تہارا بیان نہایت درست ہے۔ آپ مہربانی
فرما کر میرے جنس کو میرے پاس روانہ کر دیجئے۔

سقراط وہ اس سے مجھ کو معاف کرے تو ہی اس کے پاس جاسکتا ہے۔
 اس گفتگو کو سن کر ڈرے اوڈرس۔ ہر مومنس کے پاس گیا۔ اور
 اور اونے احسان سے اُس نے اُس کی دوستی حاصل کی۔ اور ہر مومنس
 اس وقت سے۔ ڈرے اوڈرس کے ہر ایک موقع پر کام انکر اُس کو خوش
 کرنے لگا۔

بہتر فرمانروا کے اوصاف

اتہنس کے رعایا کے انتخاب کئے ہوئے سپاہ سالار فوج سے
 سقراط نے کہا، کہ ایک مئے منان کو شاعر ہومر نے گلہ بان سے کیوں تشبیہ
 دی ہے؟ اس لئے کہ وہ اپنے بکرے اچھے رکھتا ہے۔ بکرون مین کسی قسم کی
 کمی نہیں ہونے دیتا۔ جس طرح کہ گلہ بان اپنے بکرون کی فکر کیا کرتا ہے اسی طرح
 سپاہ سالار کو بھی اپنے سپاہیوں کا خیال کرنا رہنا چاہئے۔ اور ایسا ہی فرمانروا
 چاہئے کہ اپنے زیر سایہ رعایا کی خبر گیری کرے۔ سپاہ سالار فوج کا فرض ہے
 کہ اپنے سپاہیوں کی اچھی طرح پروا رکھے۔ اور نہیں خوراک وغیرہ کی
 کمی نہ ہونے دے اور اس بات کو خوب جانچے اور دیکھے اپنے دشمن پر فتیاب
 ہونے کی غرض سے جس مسرت ملی سے کہ انہوں نے کسی ہتھیار کو اپنے
 ہاتھ میں پکڑا ہے وہ اپنا مناسب کام نہ جانتے ہیں یا نہیں۔ پوپ بیان کرتا ہے

کہ ایک سے منان سپاہ سالار فوج اور فیاض رحیم فرمانروا بنا۔ ان صفات کا
 والیان ملک میں ہونا والیان ملک کی زیبائش میں داخل ہے۔ مگر جب تک
 کہ وہ ذاتی دلیری کے ساتھ جنگ نہ کرے اور اپنی شجاعت نہ بتلائے یہ
 زیبائش کسی وقت اور کسی طرح حاصل نہیں کر سکتا۔ جس نے بذات خود جرات
 اور دلیری سے جنگ کر کے اپنے سپاہیوں میں جنگ کی روح پھونک دی ہو۔
 اور خود کی طرح ان سے بھی تحمل مزاجی اور شجاعت کا کم کر لیا ہو وہی فیاض سپاہ
 ہے۔ رحیم فرمانروا کہلانے کے لئے خود غرضی کسی کام کی نہیں جو سلطنت کے
 ہر جانب سے مالا مال اور راحت ہی راحت سے پہری ہوئی نظر آتی ہے۔ اور کا
 فرمانروا رحیم اور فیاض فرمانروا کہلاتا ہے۔ فرمانروا اس غرض سے انتخاب نہیں
 کیا جاتا ہے کہ وہ دوسروں کے راحت رسانی کی باتیں بالائے طاق رکھ کر
 جس طرح ممکن ہو اپنی ہی تہیل پر کر لے بلکہ جو اس کا انتخاب کرتے ہیں۔
 ان کی یہ غرض ہوتی ہے کہ وہ سب کو راحت پہنچائے اور سب کے لئے
 باعث آرام ہو۔ جبکہ امن قائم رکھنے کی غرض سے لوگ جنگ کرتے ہیں۔ تو
 اس وقت اونکو ایک پیشوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور وہ پیشوا سپاہ سالار فوج
 ہوتا ہے۔ پس اس سپاہ سالار فوج کا فرض ہے کہ جن لوگوں نے کہ اوکو
 سپاہی کے بلند درجہ پر پہنچایا ہے ان کی فلاح و بہبودی کے لئے جہاں
 ممکن ہو کوشش کرے۔ اگر اس کوشش میں اسے کامیابی حاصل ہو تو گویا
 اس نے اپنا فرض ادا کیا۔ اس کی تمام شان و شوکت جو کچھ ہے وہ اسی

ادائی فرض کی وجہ سے ہے۔ اگر اوس کا طرز عمل اس کے خلاف یعنی وہ منتخب کنندہ اشخاص کی بیبودی کا خواہان نہیں۔ تو وہ بدرجہ غایت مذمت کے لائق ہے۔ ۴۰

اس مکالمہ سے ظاہر ہے کہ جو فرما کر اپنی رعایا کے لئے راحت رسانی کے کام کرتا ہے سقراط کی رائے میں وہی سچا فرمانروا ہے۔

اوصاف سپالار

”ہم کو لازم ہے کہ اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے کے لئے جن امور کی ضرورت ہونے والی ہو اوس کی معلومات حاصل کرنے کے لئے نہایت جہانفشانی سے کوشش کریں ۴۱ اعتبار اور عزت و وقت کے خواہشمندوں کو سقراط کی حسب ذیل نصیحت کس حد تک کارآمد ہو سکتی ہے، اوس کے متعلق ہم راقایم کرینگے۔ فوج میں اعلیٰ افسری کے عہدہ کا خواہشمند اور اپنا حق جتلائیوالا فن جنگ کا معلم۔ ایک دوست وڑے اونی سوڈرس نامی ایک شخص آہن میں آیا ہے۔ یہ سن کر سقراط نے کہا کہ، اگر ایسا عمدہ موقع ملے تو فوج کے پیشرو بنکے خواہشمندوں کو اپنی حکومت کس طرح قائم رکھنا چاہئے۔ اس کی تعلیم پانے میں عدم التفاتی کرنا نہایت ہی مایوس بات ہے۔ میرا خیال ہے کہ بت تراشی کی تعلیم کے بغیر بت تراشی کا کام ہاتھ میں لینے سے بڑبکر سزا اوس کو ملنی چاہیے جو

سپاہ سالاری فوج کی قابلیت کے بغیر سپہ سالاری کرتا چاہئے، کیونکہ جنگ کے موقع پر ملک کی فلاح و بہبودی صرف سپہ سالار فوج کے قابلیت اور دور اندیشی پر منحصر ہوا کرتی ہے۔ اوس کے مستعدی سے سلطنت کو کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ اور عدم التفاتی کے باعث سلطنت میں انواع و اقسام کے نقصان پیدا ہوتے ہیں اور اسی لحاظ سے بغیر قابلیت پیدا کرنے کے جس نے اوس عہدہ کو حاصل کرنے کی کوشش کی اوسکو نہایت کڑی سزا دی جائے۔ ۱۱

سقراط نے اس قسم کی نصیحت کر کے اوس جوان آدمی کا خیال تعلیم کے جانب رجوع کیا۔ اور اوس نے فوراً اُسے اپنی دُورس کے پاس حاضر ہو کر فن جنگ کے متعلق تعلیم پانا شروع کیا۔ جب اوس کو پچیس برس ہوا کہ وہ فن جنگ کے متعلق کچھ معلومات حاصل کر چکا ہے تو۔ کئی روز کے بعد وہ سقراط کے پاس آیا۔ سقراط نے اوس کو دیکھ کر بطور مذاق چلن مجلس سے کہا کہ، کیون جناب، آپ کو اس جوان آدمی کی جس نے اُن اُصول کو جس سے اپنی حکومت کس طرح قائم کرنا چاہئے اچھی طرح سیکھ کر سپہ سالار فوج کی اعزاز کے قابل ہو گیا ہو کیون اُو بھگت اور اعزاز کرنا چاہئے؟ اور جبکہ میں بجا نا سیکھے ہوئے شخص کو حالانکہ اوس کے ہاتھ میں مین ہنڈ۔ مین باز کہتے ہیں۔ طریقہ علاج اور صفات ادویات سے واقف کار شخص ہو کہ اگر یہ علامتیں تجزیہ نہ ہو۔ حکیم و صاحب کہتے ہیں، اس طرح

یہ صاحب بھی فوج پر کس طرح رعب و واسعہ قائم رکھنا چاہئے۔ سیکھنے سے سپہ سالار فوج بن چکے ہیں۔ حالانکہ ان کو سپہ سالار فوج بنانے میں ہم کسی طرح کی مدد نہیں دے سکتے۔ کیونکہ جنگ کوئی شخص قرن جنگ سے کامل طور پر واقف نہ ہو سپہ سالاری کی خدمت کے لئے اوس کا انتخاب بالکل سبب کار اور حائق ہے۔ کیونکہ اگر کسی نے صرف مدرسہ لایا۔ ہنرمین تعلیم پا کر ڈگریاں حاصل کر لیں تو جس طرح وہ عمدہ حکیم نہیں کہلا سکتا۔ اسی طرح عہدہ سپہ سالاری فوج کی کوشش کرنے والا سپہ سالار فوج نہیں بن سکتا۔

سقراط نے اوس جوان شخص کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ، اچھا، یہ فرض کرو کہ ہم میں سے کسی کو اگر تمہاری فوج میں لے کے کسی ٹکڑی پر حکومت کرنے کا موقع مل جائے تو ہم کو بھی طرز حکومت سے بالکل جاہل اور لاعلم نہ رہنا چاہئے۔ پس ہر بانی فرما کر بیان کیجئے کہ تمہارے او مشاغلے تم کو ابتدائیں کس بات کی تعلیم دی ہے۔

اوس جوان شخص نے جواب دیا کہ، اوس کی ابتدا انتہا تمام ایک ہی ہے۔ کیونکہ جنگ کرتے وقت کوچ کے وقت، یا مقام کے وقت فوج میں کس طرح انتظام رکھنا چاہئے، صرف انہیں امور کی میں نے تعلیم پائی ہے۔

سقراط وہ سپاہ سالار فوج کو جو دیگر صد ہا باتیں کرنا چاہئے، اگر

اوس سے مقابلہ کر کے دیکھا جائے تو ان امور کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔
 اوسے جنگ کی کل تیاری نہایت انتظام سے کرنا چاہئے۔ فوج کے سپاہیوں
 کی رسد اور باروت گولی وغیرہ کی اچھی طرح سربراہی کرنی چاہئے اور
 اُس کے لئے ضرور ہے کہ وہ تجسس اور کام کرنے والا۔ لایق۔ تیز فہم ہو۔
 رحم اور سخت مزاجی۔ یہ دونوں صفات اوس میں موجود ہوں۔ اور وہ
 صاف دل اور گہری سوچ والا، اپنے چیزوں کی حفاظت کر کے غنیم کے
 مال و اسباب کو لینے کے طریقہ سے واقف ہو۔ وہ ترش مزاج ہو کر لوٹ
 گہسوٹ کرنے والا بھی ہو فیاضی کی صفت بھی موجود ہو۔ جنگ کے موقع پر
 فوج کے انتظامی اصول سے بخوبی ماہر ہو۔ اس بات کا چھکواقبال ہے کہ
 انتظام اور تعلیم یہ دونوں باتیں فوج کے لئے نہایت اہم ہیں۔ مگر حسب طرح
 پتھر۔ اینٹ۔ لکڑی۔ اور سفال ان سب کو ایک ہی کھجڑی بنانے سے
 تعمیر کے کام میں آسانی ہوتی ہے۔ اسی طرح مذکورہ بالا دونوں امور کے
 لئے کارآمد ہونا غیر ممکن ہے۔ لیکن عمارت کو تعمیر کرتے وقت وہ تمام
 چیزیں اپنے اپنے مقام پر ہونا چاہئے۔ یعنی بنیاد کے لئے پتھر اور چھاون
 کے لئے سفال۔ اینٹ کو موزوں و مناسب موقع پر یعنی عمارت کے
 اندرونی حصہ میں کام لانا چاہئے۔ جب ہر شے اپنے حسب موقع استعمال
 کی جا کر مکان تعمیر ہو تو اوس سے کیسی مسرت حاصل ہوگی۔

سقراط اگرچہ شکوہ ختم نہیں ہونے لایا تھا کہ اوس جوان آدمی نے کہا کہ

تمہارے اس تمثیل کی وجہ سے سپاہ سالار فوج کو کیا کیا کرنا چاہئے۔ مجھ کو
 یاد آگیا۔ او سے فوج میں کے پہلے اور آخر صف میں اچھے سپاہیوں کا
 انتظام کرنا چاہئے۔ یعنی پہلی صف میں کے سپاہی فوج کو اپنے پیچھے کھینچ
 لیں گے۔ اور آخر صف میں کے لوگ اپنے روبرو کے صف کو آگے بڑھائیں گے۔
 سقراط ”اچھے جڑے سپاہیوں کو کس طرح شناخت کرنا چاہئے۔ اسکے
 نسبت بھی اُس نے تم کو تعلیم دی ہوگی۔ ورنہ تمہارے صرف اس بیان سے
 کیا فائدہ؟ اس لئے کہ اگر کوئی تم کو بہت سارے روپیہ دے کر یہ کہدے کہ اون
 میں سے کھرے اور کھوٹے روپیوں کو پرکھ کر علحدہ کرو۔ جب تک کہ کھرے
 اور کھوٹے روپیوں کے شناخت کرنے کا علم تم کو نہ ہو۔ تم کیسے اون روپیوں کو
 پرکھ سکتے ہو؟“

اوس جوان آدمی نے جواب دیا کہ ”آپ کا کہنا نہایت درست ہے،
 جن اُمور کے متعلق آپ مکالمہ کر رہے ہیں۔ اون کے متعلق تو کچھ بھی مجھے
 نہیں سکھایا گیا ہے۔ اور آپ کی تقریر سے میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اچھے
 جڑے سپاہیوں کے انتخاب کے کام کی ہم کو تعلیم پانا چاہئے۔“

سقراط ”سپاہیوں کے انتخاب کے متعلق سپہ سالار فوج کو
 کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔ ہم اس پر آئندہ غور کریں گے۔ مگر یاد رکھو جس وقت
 مال و دولت کی لوٹ مار کرنی منظور ہو اوس وقت لالچی سپاہیوں کو
 آگے بکھنا چاہئے۔ جس وقت نہایت دہوکہ اور آن بان کا موقع ہو اوس وقت

شان و شوکت کے ولدا وہ خواہشمند سپاہیوں کو آگے رکھنا چاہئے :-
 کیونکہ اس قسم کے سپاہی مناسب وقت پر خود بخود آگے بڑھ کر آئیگی
 اور ہمیں شناخت کرنے میں چنداں وقت نہیں گزرتا ہے۔ مگر جناب
 یہ تو کہئے کہ جداگانہ و متنوع مختلف احکام کس طرح جاری کرنے چاہئیں۔ اس
 بارے میں تمہارے معلم نے تم کو کیا سکھایا ہے ؟ ۱۱

نوجوان آدمی نے کہا کہ ۱۲ اس کے متعلق استاد نے مجھ کو کچھ بھی
 تعلیم نہیں دی ہے۔ ۱۱

سقراط ۱۳ تو پھر تم سب سے پہلے اوس کے پاس جاؤ۔ کیونکہ صرف
 روپیہ پیدا کرنا ہی اوس کا پیشہ نہ ہوگا جو تمہارا روپیہ لے کر تم کو کچھ بھی تعلیم
 نہ دے اور تم کو یونہی بغیر تعلیم کے واپس روانہ کر دے اور اوسے کچھ بھی
 شرم و لحاظ نہ آئے۔ میرے سوال کے متعلق اوس کو معلومات ہونگے تو
 وہ تم سے ضرور بیان کر دے گا۔ ورنہ آخر چلکر تمہارا روپیہ تم کو واپس
 کر دے گا! ۱۲

رسالہ کے افسر کے فرائض

سقراط اور رسالہ کے افسر کی ایک وقت ملاقات ہوئی۔ تو اوس نے
 اوس سے کہا ۱۴ معلوم نہیں کہ اس خدمت کے قبول کرنے میں تمہارا ولی مشا

کیا ہے؟ شاید یہ غرض تو نہ ہوگی کہ تمہارے نام کی ہر جانب شہرت ہو؟ چونکہ یا گلوں کے نام کی شہرت بہ نسبت اور دن کے زاید ہوتی ہے۔ تو کیا اس شہرت کو تم پسند کرتے ہو یا نہیں تو شاید اس خیال سے کہ اگر رسالہ میں جو خرابی موجود ہے اسکی اصلاح کی جائے۔ یا کچھ نیکہ ملک کی خدمت اچھی طرح ادا ہو۔ تم نے رسالہ کی آراستگی کی خدمت قبول کی ہوگی۔ ۲۲؟

افسر، ہاں، میں نے اسی غرض سے تو اس خدمت کو قبول کیا ہے۔ ۲۲

سقراط، اچھا بہتر، اگر تم سے یہ کام ادا ہو جائے تو پھر کس چیز کی کمی ہو لیکن جناب، غالباً آپ گھوڑے اور اولین پر سوار ہونے والے سپاہیوں کی اچھی طرح نگہداشت کرتے رہتے ہو گے۔ ۲۳

افسر، ہاں، بیشک اس کی تو نگہ رانی کرنا ضرور ہے۔ ۲۴
سقراط، اچھے گھوڑے دستیاب ہونے کے لئے تم نے کیا انتظام کیا ہے؟ ۲۵

افسر، یہ انتظام میرا کام نہیں ہے، ہر ایک سوار بطور خود اپنے لئے آپ انتظام کر لیتا ہے۔ ۲۶

سقراط، درحقیقت یہی بات ہے تو وہ لنگڑے، ٹوٹے۔ لاغر ناتوان یا بدخصلت اور اڑیل گھوڑے لائین اور اس کی وجہ سے وہ اگر سب کے پیچھے

رہنا شروع کر دیں تو پھر اس وقت تم کیا کرو گے؟ اس قسم کے سوارانہ
تمہاری کو ایسی خدمت ادا ہوگی؟ اور ملک کے لئے تمہارا وجود کس طرح
فائدہ مند ثابت ہوگا۔ ۴۶

افسوس، جناب ۴۷، آپ کا بیان نہایت درست ہے۔ میں آئندہ فوج
کے گھوڑوں کے نگرانی اچھی طرح کروں گا۔ ۴۸

سقراط ۴۹، اور سواروں کی کیا تم نگرانی کرے گے۔ ۴۹

افسوس، ہاں، کیونکہ میں ۵۰، اور اب بھی نگرانی رکھوں گا۔ ۵۱

سقراط ۵۲، تو پھر سب سے پہلے سواروں کو سواری میں بالکل مشاق
بنانا چاہئے۔ اور اس بات کی بھی اور ان کو تعلیم دینا ضروری ہے کہ اگر وہ اتفاقاً
سے گھوڑے پر سے نیچے گر جائیں تو دوڑتے ہوئے جا کر اپنے گھوڑوں کو
کس طرح پکڑیں۔ چند روز تک ہر سمت میں مختلف مقامات میں اور خاص کر
اس قسم کے مالک میں جہاں اپنے دشمن موجود ہیں۔ اور ان سے قواعد
کرائی جائے۔ میدان یا پہاڑی مقام میں اور نہیں کہیں بھی اگر جنگ کرنیکا
موقع آجائے تو پوری طور پر دیر کے ساتھ گھوڑوں کو لیجانے والے
سواروں کو تیار رہنا ہوگا۔ چونکہ ہم نے اپنے سواروں کو میدان ہی میں جنگ
کرنے کی تعلیم دی ہے۔ اس لئے اگر کسی کو جنگ کرنا منظور ہے تو میدان
میں آنکر لڑے۔ اس قسم کا پیام ہم اپنے دشمن کو نہیں کہلا بھیج سکتے۔ اور
اگر ہم اس قسم کا پیام کہلا بھیجیں تو بھی دشمن اس کی پروا نہ کرے گا۔ تیر

چلانے میں بھی اونہیں مشتاق بنانا چاہئے، سب سے زیادہ یہ کہ اونکو جبری۔ اور بہادر بنانا چاہئے۔ اور اس بات کی اونکو ترغیب دینا چاہئے اور اون کے ذہن نشین کرنا چاہئے کہ دنیا میں جو کچھ ہے اپنی عزت و وقعت ہے۔ اور اوس کے حاصل کرنے میں جان سے دریغ نہ کریں۔ اور اس کا اون پر اتنا اثر ڈالنا چاہئے کہ دشمن کا نام سنتے ہی ایڑی کی آگ چوٹی تک پہنچ جائے۔ ۱۱

افسر، اس کام میں دل و جان سے کوشش کروں گا۔ ۱۲
 سقراط، اچھا کیا تم اپنے سپاہیوں کو اطاعت گزار بھی بنا چکے ہو یا نہیں؟ اور اگر نہیں تو جنگ میں ذرہ برابر بھی وہ کار آمد ثابت نہونگے، ۱۳
 افسر، صحیح ہے، لیکن اونہیں اطاعت گزار بنانے کے لئے کیا کرنا چاہئے اور وہ کس طریقہ سے اطاعت گزار بنیں گے۔ ۱۴

سقراط، جب کسی میں قابلیت موجود ہے تو لوگ خود بخود اوس کے پیروں بنتے ہیں، اور اوس کے کہنے پر عمل پیرا رہتے ہیں۔ کیا تم اس سے واقف نہیں ہو کہ بیمار ہونے کی حالت میں ہم کسی مبصر حکیم کے رائے کے بموجب کرتے ہیں، جہاز پر سوار رہنے کی حالت میں اچھے ملاح کے اقتیاد میں رہتے ہیں۔ اور زراعت کے کام میں تجربہ کار کسان کے مشورہ کے بموجب عمل کرتے ہیں۔ ۱۵

افسر، آپ کا بیان مجھ کو قبول ہے۔ ۱۶

سقراط،، بہت خوب ۲۲ اگر اس طرح ہے تو گھوڑے پر سوار ہونے والے سوار کو گھوڑوں کی اچھی طرح پرکھہ آنی چاہئے۔ جو گھوڑے پر سوار ہونے میں کامل مایہ ہوگا۔ اوس کے ولی اشارہ کے بموجب دوسرے کیون نہیں عمل کریں گے؟ ۲۳

افس،، اگر میں اس بارے میں اپنی قابلیت دکھاؤں تو کافی ہے اور تم یہ کہہ سکتے ہو کہ اگر میں اپنی جہارت ظاہر کروں تو تمام سپاہی اطاعت بن جائیں گے۔ ۲۴

سقراط،، ہاں، مجھ کو تو یقین ہے۔ اس میں کیا شک و شبہ ہے! لیکن تم کو یہ اطمینان کرا دینا ہوگا کہ سپاہیوں کو تمہارے احکام کے تعمیل کرنے میں جان اور آبرو کا کسی طرح کا خدشہ نہیں ہے۔ ۲۵

افس،، اوں کا اطمینان میں کس طرح کراؤں گا۔ ۲۶

سقراط،، واہ یہ کام تو نہایت آسان ہے۔ جتنا کہ کسی آدمی کا بڑی خصلت اختیار کرنے میں یا اوس کے اختیار نہ کرنے میں قاعدہ کا ہونا۔

سچا دینا آسان ہے اسی طرح اس کا اطمینان کرا دینا بھی آسان ہے۔ ۲۷

افس،، تو غالباً آپ کی تقریر کا یہ نتیجہ ہے کہ سپہ سالار فوج کو علم

التقریر کی بھی تعلیم پانا چاہئے؟ ۲۸

سقراط،، ہاں۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ سپہ سالار فوج بغیر اپنی زبان سے ایک لفظ بھی نکالے سپاہیوں سے کام کروا سکتا ہے، ہم کو اپنی زندگی

یہ حضوریات کہ پیش آنے والے ہیں ان کا علم تقریر کے ذریعہ سے حاصل کرتے ہیں۔ نیز تقریر کے کسی قسم سے عمدہ باتوں کا علم ہونا غیر ممکن ہے۔ تعلیم دیتے کا سب سے عمدہ ذریعہ تقریر ہے۔ جبکہ باہرین علوم اپنے تقریر شروع کرتے ہیں سامعین نہایت مسرت والی سے تالیان بجا بجا کر جوش و ملی کا اظہار کرتے ہیں۔ یونان کے تمام علاقوں میں اتھنس کے لوگ ہر موقع پر سبقت حاصل کئے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور اتھنس کے نوجوانوں کی طرح دوسرے علاقہ کے نوجوان دیکھنے میں نہیں آتے۔ اس بات کو کیا کبھی تم نے بھی خیال کیا ہے؟ دور کیوں جاتے ہو؟ ایک گاتے بجانے والے لڑکوں کی جماعت کو پالنے والے۔ اپولا کے مندر کے جاترا کے موقع پر مختلف شہروں سے بہت سے میلے آتے ہیں لیکن اتھنس کے راگ دار میل کی طرح ایک میل بھی تکتا نظر نہ آئیگا؟ اس کی کیا وجہ ہے؟ اتھنس کے لڑکوں کی آواز بہ نسبت دوسرے شہروں کے لڑکوں کی آواز کے عمدہ نہیں ہوتی ہے اور ان کا جسمانی جوڑ بند بھی خوبصورت نہیں رہتا ہے۔ باوجود اس کے بھی دلچسپ۔ صرف اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اتھنس کے لوگوں کی عزت و وقعت حاصل کرنے کے ولی خواہشمند ہیں۔ اس عزت و وقعت حاصل کر نیکی خواہش کے باعث ہی لوگ اچھے کام کرنے کی جانب رجوع ہوتے ہیں۔ اپنے سواروں کے نسبت بھی اگر تم معقول فکر کرو۔ اور ہتھیار

اور گھوڑوں کو اپنے مستعد رکھنے میں انہیں تعلیم دے کر جہارت حاصل کراؤ۔ اور یہ سمجھاؤ کہ جنگ کے موقع پر ولیری کے ساتھ شجاعت بٹکانے میں ہی سچی شان اور شہرت ہے۔ وہ دیگر سلطنت کے سواروں پر آسانی سے سبقت حاصل کرینگے۔

افسر،، ہاں میں بھی یہی سمجھتا ہوں۔

سقراط،، اچھا چاہوں اور اپنی فوج پر اچھی طرح نگرانی رکھوں، اگر اس طرح تمہاری خواہش ہے کہ اپنے ملک کی کچھ تو خدمت ہم سے بھی ادا ہو۔ تو تمہارے سپاہی سے پہلے اچھی طرح کام آئیگے، اور اسی طرح انہیں تیار کرو۔

افسر،، جناب، آپ کی نصیحت نہایت عمدہ اور کارآمد ہے۔ اور اوس پر عمل کرنے کے لئے میں آمادہ ہوں۔

جو شخص کہ ذاتی معاملات میں مستعد رہتا ہے وہی اچھا سپہ سالار فوج ہو سکتا ہے۔

جس وقت کہ فی کومیا کیڈس انتخاب سے واپس ہو رہا تھا۔ سقراط نے اوس سے دریافت کیا کہ،، سپہ سالار فوج کی خدمت پر کتنا انتخاب ہوا؟

نی کو میا کیڈس۔،، جناب کیا بیان کروں، میں باوجود اس کے کہ اپنی عمر کا تمام حصہ جنگ میں صرف کر چکا ہوں اور اپنے سپاہی کے درجہ سے کپتان۔ کرنل وغیرہ بڑے بڑے عہدوں کے کاموں کا تجربہ رکھتا ہوں۔ (اپنے سینہ پر کے زخموں کے داغ سقراط کو بتا کر) جنگ ہی کے میرے جسم پر یہ تمام زخم اور داغ ہیں۔ پھر بھی دیکھئے۔ اوس خدمت کے لئے۔ میں ٹی سے لینس کا انتخاب کیا گیا، اوس کی کیا حالت ہے! پیچارہ نے رزم گاہ تک بھی تو نہیں دیکھی ہوگی۔ روپیہ کمانے میں بیشک وہ بڑا طاق ہے۔،،

سقراط،، واہ پھر اور کیا چاہئے! وہ فوج کو بہت سی تنخواہ دے گا۔،،
نی کو میا کیڈس،، اجی جناب اونے دو کا نذر بھی تو اسکے مانند پیدا کر سکتا ہے، کیا اوسی وجہ سے اوس کو سپہ سالار فوج کے عہدہ پر مقرر کیا گیا ہے؟،،

سقراط،، اوس کے ایک صفت کی نسبت جو تم نے غور کیا۔ اوسکی عزت افزائی کی اوس کو بے انتہا خواہش ہے کہ جس کام کو ہاتھ میں لے اوس میں سبقت لیجا کر شہرت حاصل کر لے! اور یہ وصف سپہ سالار فوج میں ہونا نہایت ضرور ہے۔ تماشہ میں تو اوس نے کئی مرتبہ انعام حاصل کیا ہے؟،،

نی کو میا کیڈس،، ناٹک کا مینجر شکر ناٹک کے اکثر وں پر حکومت کرنا

اور سپہ سالار فوج بنکر فوج پر حکومت کرنا ان حکومتوں میں زمین اولہ
آسمان کا فرق ہے۔ ۴۰

سقراط، "باوجود اس کے اوس میں رفاہی اور راگ کی قابلیت
موجود نہیں ہے مگر اوس نے ان دونوں کے ماہرین کو فراہم کر کے
بڑی شہرت پیدا کی ہے۔ ۴۰

نی کو میا کیڈس، "تو کیا وہ اپنے کو ایک حاکم اور اپنی جگہ جنگ میں
آزمودہ کار لوگوں کو فراہم کر کے شہرت حاصل کرنے والا ثابت
کرے گا۔ آپ کے بیان کا تو مطلب یہی ہے؟ ۴۱

سقراط، "ہاں، اس میں کوئی امر مانع نہیں! اگر اس کام میں
وہ مشیر پیدا کرے تو نائٹ کی طرح جنگ میں بھی اوس کو فتحیابی
حاصل نہ ہونا چاہئے؟ صرف اپنے ہی لوگوں کی ناموری ہونے کی غرض
سے ظاہری نمائش تیار کر لوگوں کو محو کرنے کے لئے نائٹ کے کام
میں روپیہ صرف کرنے کے مقابلہ میں وہ دشمن کو شکست دے کر اپنی
سلطنت کی عزت و وقعت میں ترقی دینے کے لئے اپنی خواہش سے
بہت سا روپیہ صرف کرے گا۔ ۴۱

نی کو میا کیڈس، "تو پھر یہ نتیجہ نکالنا چاہئے کہ جو نائٹ کے تماشے
کرتا ہے اور جو اوس سے واقف ہوتا ہے، فوج کے ساتھ کس طرح
برتاؤ کرنا چاہئے اسکا بھی اوس کو علم ہوتا ہے۔ ۴۱

اداکرنا چاہئے، کیا اس کا ان دونوں کو سمجھنا ضرور ہے یا نہیں؟ ۲۴
 نی کو میا کیڈس، تم جو بیان کرتے ہو وہ تمام باتیں ان دونوں کو
 سمجھنا چاہئے، یہ صحیح ہے، لیکن جنگ کے وقت دونوں کے کام
 مساوی نہیں ہوتے ہیں۔»

سقراط، کیون جناب، آپ ایسا کس لئے فرماتے ہیں؟ دونوں کو
 بھی اپنے دشمن کو شکست دینے میں فائدہ ہے یا نہیں؟ ۲۵
 نی کو میا کیڈس، ہاں، صحیح ہے، لیکن جنگ و جدال کا موقع
 آجائے تو کاٹ کسر کرنے والا آدمی کس مصرف کا ہوگا۔ ۲۶

سقراط، اسی میں تو تمام خوبی ہے، دشمن کو شکست دینے میں ہمارا
 ہر طرح نفع اور خود شکست پانے میں ہمیں ہر قسم سے نقصان ہے،
 کاٹ کسر کرنے والے آدمی کو جب اس طرح سے اطمینان ہو جائے تو
 دشمن کو شکست دے کر شہرت اور ناموری حاصل کرنے کے لئے
 جس بات کی ضرورت ہوگی وہ اس کی تیاری کرے گا۔ اپنے فوج میں
 تمام باتیں کامل طور پر موجود ہیں، اور کامیابی حاصل ہونے کی نسبت بہت
 کچھ امید ہے۔ اس طرح اطمینان ہو جاتے ہی وہ دشمن کے ساتھ مقابلہ
 کرے گا، اور اگر اس میں کسی بات کی کمی ہے تو اس طرح مقابلہ
 کرنے کے لئے وہ ہال دے گا، نی کو میا کیڈس! تم نے دیکھا۔
 کاٹ کسر کرنا یہ کس طرح کا رآمد ہے؟ اس لئے تم اس سے نفرت

نکرو۔ کسی خاندان اور سلطنت میں فرق ہے تو صرف چھوٹے اور بڑے
 پیانہ کا ہے باقی تمام باتوں میں ان دونوں کی حالت بہت ہی ملتی جلتی
 ہے۔ کاٹ کتر کرنا اور سلطنتی معاملات میں دورانذیتی کرنا یہ دونوں
 صفت اکسٹر ایک ہی شخص میں پائے جاتے ہیں اور بڑے آدمیوں
 نے جس کو وہ اپنا ذاتی کاروبار بیان کرتے ہیں وہ لوگ سلطنت کے
 نہایت ذمہ داری کے کام اچھی طرح انصرام کو پہنچانے میں اس قسم کے
 لائق لوگوں کو کام میں لانے والے شخص کی اور سلطنت کی کامیابی
 ہوتی ہے۔ اور اس کے برعکس عمل کرنے والے لوگ اور سلطنت
 یہ دونوں نابود ہو جاتے ہیں۔ ۱۱۔

کامیابی کے لئے فوج کو کن امور کی تعلیم دینا چاہیے

سقراط سے جب شیخ پیری کلیس کے لڑکے پیری کلیس سے
 ملاقات ہوئی سقراط نے کہا کہ ما اگر تم فوج کے پیشرو کو قبول کر لو تو
 مجھ کو یقین ہے کہ تمہیں کو بہ نسبت سابق کے زائد کامیابی اور شان
 و عظمت حاصل ہوگی۔ ۱۲۔

پیری کلیس،، مجھکو تو اس بات کی نہایت خوشی ہے، لیکن اوسکا ہونا بھی کسی قدر مشکل پایا جاتا ہے۔ ۲۲

سقراط،، ہم ابھی اس بات کا تصفیہ کرینگے۔ بی اوشی انس کے باشندگان بہ نسبت باشندگان اتھے فی نہیں کے تعداد میں زاید نہیں ہیں؟ اور نہ وہ دلیر تو انہیں، اس کا تو تم کو بھی علم ہے۔ لیکن کیا یہ نسبت ہمارے اون میں اتفاق زاید ہے؟ ۲۳

پیری کلیس، نہیں! مطلق بھی نہیں۔ کیونکہ باشندگان اتھے نہیں باشندگان بی اوشی انس پر بے انتہا ظلم و زیادتی کرتے ہیں جس سے اون کے خیالات آپس میں ایک دوسرے کے متعلق نہایت خراب ہیں۔ اور وہ خرابی ہم میں مطلق نہیں ہے۔ ۲۴

سقراط،، شاید، لیکن باشندگان بی اوشی انس نہایت اور الغرم اور احسان کرنے والے ہیں۔ اور اسی وصف کے باعث خواہ انسان ہو یا ملک شان ترقی کرتی ہے۔ ۲۵

پیری کلیس،، لیکن اس وصف میں باشندگان اتھے نہیں ہیں۔ ۲۶

سقراط،، ہمارے باشندگان اتھے نہیں کے سلف نے جس قدر بڑے بڑے شجاعت کے کام کئے ہیں اوس قدر کسی اور سلطنت کے باشندگان نے نہیں کئے ہوں گے، اوسے شجاعت کے حکایات سن کر آج ہمارے

دل جوش میں آتے ہیں، اور ہم مین دلیری اور نیک باتوں کی ترقی ہوتی ہو۔
 پیری کلیس، باوجود اس کیفیت کے بھی آج ہماری حالت کس قدر
 اتر رہا ہے۔ ایک دو مقامات میں شکست حاصل ہونے سے ہمارے عزیمتوں
 کی شان اور بھی عمیق غار میں جا پہنچی ہے، اور باشندگان بنی اوشین کی
 جرأت اس قدر جوش میں آئی ہے کہ جو اپنے ذاتی ممالک کے باشندگی میں
 بغیر کسی دوسری سلطنت کے امداد کے باشندگان اتھے نیس کی جانب
 دیکھنے کی بھی جرأت نہیں کر سکتے تھے، وہی آج اپنی ذاتی مہمت پر باشندگان
 اتھے نیس کو ڈرا رہے ہیں، اور جو باشندگان اتھے نیس بے سرپرست
 باشندگان بنی اوشین کو ملک الموت دکھائی دیتے تھے۔ اب وہی باشندگان
 اتھے نیس باشندگان بنی اوشین کے تلوار کی چمک دیکھ کر خوف زدہ ہو رہے ہیں۔
 سقراط، مین خیال کرتا ہوں کہ فرمانروا کو امور ذیل کے متعلق رعایا سے
 بے اطمینان حاصل کرنا پاتا ہے۔ کیونکہ خوف کے باعث پریشان شدہ بے وسیلہ
 رعایا نہایت خیر و اور اطاعت گزار اور عاجز ہوتی ہے۔ جب اور کسی کی مدد
 اور جرأت ہو تو بے فکر، اور مشغول ہو لعلب اور مطلق العنان ہو جاتی ہے۔
 دریائی سفر کرنے والے سیاح کے حالت کو اگر تم دیکھو گے تو تم اس بات کو
 ابھی طرح سمجھ جاؤ گے کیونکہ اون سپاحون کو اوس وقت کسی بات کا
 خوف نہیں رہتا ہے۔ جہاز پر جس وقت بر جانب پریشانی اور بے ترتیبی دکھائی
 دیتی ہے، اور جس وقت اونہیں دریائی کھیر وں کے حملے یا طوفان کا خوف ہوتا ہے

اوس وقت وہ کپتان یعنی افسر جہاز کے حکم گئے، جو جب عمل کرتے ہیں۔ صرف عمل ہی نہیں بلکہ بالکل خاموشی کے ساتھ اوس کے حکم کے منظر رہتے ہیں ۱۲ اور نہایت متانت اور خبر داری سے اُس کے حکم کو سنتے ہیں ۱۳ پیری کلیس ۱۴ ہم یہ فرض کرینگے کہ اچھے نہیں کے باشندے اطاعت گزار ہیں۔ لیکن بحالت موجودہ اون میں اپنے بزرگوں کے احکام حاصل کر کے اون کی کھوئی ہوئی شان دوبارہ حاصل کرنے کی اور اوس زمانہ کی طرح موجودہ زمانہ کے باشندوں میں راحت و مسافرت کی ضرورت خواہش ہم کس طرح پیدا کر سکیں گے؟ ۱۵

سقراط ۱۶ اگر وہ اطاعت گزار بن جائینگے تو انہیں کہا جائے کہ، بھائیو! تمہارے مصلحت نے جس کمائی کو کہ تمہارے لئے محفوظ رکھا تھا اوس سے دوسرے لوگ حظ اٹھا رہے ہیں؛ اون کی تنبیہ کر کے اپنے بزرگوں کے اوس کمائی کو اپنے قبضہ میں لے لو، جب اون کو یہ کہا جائیگا تو وہ اوس کو حاصل کرنے کے لئے کوشش کرنا شروع کرینگے، اگر وہ ہماری ترغیب و تحریص سے نیک خصلت بن جائینگے تو ہم انہیں کہیں گے کہ، نہایت قدیم زمانہ سے یہ تمام شان و شوکت تمہاری ملکیت ہے۔ اور اگر اس کے حفاظت کرو گے تو تم تمام سلطنت کیلئے زبردست بچاؤ گے۔ اس پر غور کرو۔ اور نیک نامی میں تو تمہارے بزرگ تسلیم دنیا میں مشہور و معروف ہیں۔ اوس طرح تم بھی بنو۔ میں انہیں پوری خوشی

اور اس کے زمانہ میں بازو کی سلطنت سے جو جنگ ہو چکی تھی، اس کو یاد دلانا چاہتا تھا اور ان کے سلف نے تمام جنگ میں شجاعت و ناموری کس طرح حاصل کی۔ یہ ان کے ذہن نشین کر اؤن گا۔ اگر تم مناسب سمجھو تو یہ بھی بیان کر دوں گا، کہ دوستو۔ ہمارے بہادران مقدس کی اولاد اب قریب نابود ہونے کے ہے اور انہوں نے آپس میں جنگ و جدال کر کے نیست و نابود کر دیا ہے لیکن کیا ان مقدس لوگوں نے اپنے سے نہایت زبردست لیے سی ڈے مانی تیس لوگوں سے بری اور بھری جنگ کر کے فتح پائی نہیں حاصل کی تھی۔ گویا یونان کا تمام علاقہ بالابو گیا لیکن باخترگان اٹھنے میں نے اخیر تک قائم رہ کر اپنے علاقہ کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا، اور آپس کے جھگڑے مٹانے کی غرض سے یونانی لوگوں نے انہیں ثالث مقرر کیا۔ اور مصیبت زدہ لوگوں نے ان سے پناہ لی۔“

پیری کلیس، ان تمام باتوں پر غور کیا جائے تو حیرت معلوم ہوتی ہے کیونکہ ہماری حالت اب بھی کسی طرح اس قدر خراب نہیں ہے۔“

سقراط، دشمن سے سامنا کرنے کا جس کے پاس بہت سامان موجود ہوتا ہے وہ اکثر بے فکر بن کر آخر نامرد بن جاتا ہے۔ ہمارے آپس کی حالت بھی یہی ہے۔ کیونکہ تمام یونان کے علاقہ میں ہماری حالت بڑھی ہوئی ہے۔ اس وجہ سے ہمارے لوگ بے فکر بن گئے اور ان میں کاہلی سراپت کر گئی، اور ان کا زوال ہوا۔“

پیری کلیس، اب اس کھوئی ہوئی شان کو دوبارہ حاصل کر نیکی
لئے اونہیں کیا کرنا چاہیے۔ ۱۱۹

سقراط،، اون کو اور کچھ فکرنا چاہیے۔ صرف اس قدر کرنا کافی ہوگا کہ یہ
معلوم کر کے کہ اُن کے اسلاف کا عمل کیا رہا۔ اون کا روزانہ کیا کام تھا اُسکی
پورے طور پر پیروی کریں ایسا کرنے سے اون کی کھوئی ہوئی شان و عظمت
اون کے روبرو بالکل دست بستہ کھڑی ہو جائے گی۔ اگر اونہیں وقت
معلوم ہوتی ہے تو فی الحال جو سلطنتیں کہ عروج کی حالت میں ہیں۔ اونکی
جانب دیکھیں اور اوس کے مطابق عمل کریں۔ اگر اون سے بہتر نہیں تو
اون جیسے تو ہو ہی جائینگے۔ ۱۲۰

پیری کلیس،، لیکن جس کو کہ نیک خصلتی اور ذرا انصاف کہتے ہیں وہ تو
ہم سے کوسوں دور ہے اور غالباً آپکا خیال یہی ہے کہ اگر وہ بزرگوں کی وقعت
کریں گے اور وہ نفرت جو اون کو فن کشتی سے ہے چھوڑ کر بزرگوں کی وقت
کرنا اور اپنی سلطنت کے مروانہ کھیل کھیلنا شروع کریں گے۔ حاکم عدالت کے
حقیر نہ سمجھ کر اوس کے احکام کو واجب التعمیل سمجھیں گے اور جن غلط
خیالات سے باہم مخالفت پیدا ہوتی ہے اون سے پرہیز کریں گے۔ اور
اتفاق سے رہیں گے۔ تو اپنی کھوئی ہوئی شان پھر دوبارہ حاصل کر لیں گے۔
خانگی اور عام مجلس میں جھگڑا کر لیتے ہیں۔ اور ایک دوسرے پر استفادہ
وار کرتے ہیں۔ اپنے پڑوسی کو اداوند دے کر اون کے نقصان میں

ہمارا نفع ہے سمجھتے ہیں : حاکم عدالت یہ نہیں خیال کرتے کہ اپنے ذاتی
 یہودی کے سوا سلطنت کی یہودی بھی کوئی چیز ہے ، اور اسی سبب
 وہ اپنے عہدہ کے گھمنڈ میں رہتے ہیں ، اور اس خدمت پر بھرپور اپنا ذاتی
 نفع حاصل کر لیتے ہیں ۔ اور اسی گھمنڈ کی وجہ سے ان کے کاروبار میں
 کم فہمی اور مخالفت کی " مدموم عادتیں و خیل رہتی ہیں ۔ اور لوگوں میں
 جھگڑا فساد پیدا کر دیتے ہیں ۔ میں خیال کرتا ہوں کہ یہ خلق کی بیماری
 آخر چکر بالکل لاعلاج ہو جائے گی ۔ اور اس کا خمیازہ سلطنت کو
 بھگتنا پڑے گا ۔ ۲۲

سقراط ، تم یہ خیال مت کرو کہ باشندگان اتھنس کا یہ مرض لاعلاج
 ہو چکا ہے ۔ اس سے تم واقف ہو کہ جب وہ دریا میں سفر کرتے ہیں کسی
 دانشمندی سے اپنے کام کرتے ہیں ۔ اور اپنے افسر بالا کے احکام
 کی کس طرح تعمیل کرتے ہیں ۔ اور جب کسی انعامی مقابلہ میں سبقت
 حاصل کرنے والے کو انعام مقرر کیا جاتا ہے تو بچوں کے فیصلہ کو وہ
 قبول کرتے ہیں ، اور تماشہ کے انگشٹ کے کام میں وہ اپنے ہی خدمت
 لیکر نہیں بیٹھتے ہیں ۔ ۲۳

پیری کلیس ، ان تمام باتوں سے میں پورے طور پر واقف ہوں
 اور اس لئے تو مجھ کو تعجب ہوتا ہے ، کیونکہ تمہارے بیان کے مطابق
 ہر موقع پر ہر کام میں اچھی طرح اطاعت گزار رہ کر منجملہ اور اطاعت گزار

اون کی فوج میں منتخب ہو کر پھر کیون اس قسم کی شرارت کرتے ہیں۔ ہم
 سقراط،، ایری اوپے کس سپرٹ کی نسبت تمہاری کیا رائے
 ہے۔ کیا وہ ان کے جیسے باشندے یہاں نہیں ہیں؟ ہماری مصحف
 عدالت بھی کچھ بُرے نہیں ہیں۔ اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے
 تو ان کے مقابل قابلیت، قانونی وقفیت، بے لوثی کے لوگ
 ملین گے۔ جس سے تم بھی واقف ہو۔ م۔
 پیری کلیس،، بیشک اس کے نسبت مجھ کو مطلق شک شبہ
 نہیں ہے۔ م۔

سقراط،، پھر تو تصفیہ ہوا۔ جب یہ حالت ہے تو اتھنس کے
 لوگوں کی نسبت ناامید ہونے کی تم کو مطلق ضرورت نہیں۔ آسانی
 کے ساتھ وہ درست ہو جائینگے۔ م۔

پیری کلیس،، اون میں جو کچھ خرابی ہے وہ جنگ کے متعلق
 ہی ہے۔ او نہیں اس کام میں اچھا طریقہ بتانا چاہئے۔ م۔
 سقراط،، شاید لیکن غلطی فوج کی نہیں۔ بلکہ اون کے
 افسر کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اون افسروں کو ہی اس بات کی
 خبر نہیں کہ ہم کو اپنا فرض کس طرح بجالانا چاہئے۔ اون کے افسر کو
 باجے نوازی اور عاشوں اور ورزشی تعلیم سے ماہر بنانا چاہئے۔
 اگر کوئی دریافت کرے کہ تم نے ان فنون کو کس طرح سیکھا تو تم کو

مفصل طور پر بیان کرنا ہو گا۔ جو مفصل نہ بیان کر سکتا ہو وہ فوج کا پیشرو نہیں بن سکتا۔ ہمارے فوج کی افسر کی حالت اس قسم کی ہے۔ انہیں اس کام کی وقفیت نہیں ہے۔ اور ہم کو جنگ میں جو کچھ بدنامی حاصل ہوتی ہے، یہ ان کی عدم وقفیت کے باعث ہوتی ہے۔ یہ مجھ کو کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس قسم کے افسروں میں تم نہیں ہو۔ اور میں وقف ہوں کہ تم نے فن جنگ کی تعلیم پا کر اپنی بہت کچھ اصلاح کرنی ہے۔ اور اپنے واجب التعظیم بزرگوں کے حالات زندگی کے بہت سے امور کا انتخاب کر لے کر اس کی عمدہ طور پر مشق کی ہے۔ اور وہ امور جن کی کسی اعلیٰ افسر فوج کو ضرورت ہے اس کے متعلق تم مسلسل غور کرتے رہے ہو۔ اور حیب تم کو کسی بارے میں کوئی شک و شبہ پایا جاتا ہے تو اس کے واقف کار سے ملاقات کر کے اوصاف دلی سے منت و سماجت کر کے اس کو کچھ انعام و اکرام دے کر تم نے اس سے وہ معلومات حاصل کی ہے۔

پیری کلیس، واہ وا، تم تو میری بلا وجہ تعریف کرتے ہو۔ مجھ میں بہت سے عیوب ہیں۔ اس گفتگو سے تم نے میرے فرائض بچے اچھی طرح معلوم کر اؤ گے ہیں۔

اس پر پیری کلیس، کی گفتگو ختم ہونے کے قبل ہی سقراط نے اس سے کہا کہ، تمہاری یہودی کے متعلق میں ایک بات بیان کرتا ہوں

اتھنس اور بی اوشی یا انین بلند پہاڑی ہیں، ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ میں داخل ہونے کے لئے اوس میں سے جو راستے ہیں وہ نہایت تنگ اور ناہموار ہیں، اتھنس لوگ اکثر اوس پہاڑ کو اپنے قبضہ میں لے لیں گے، تو بی اوشی تیس لوگوں کو تکلیف گذریگی اور اتھنس اوس سے نجات پائینگے۔

پیری کلیس، تمہارے سو مند نصیحت نہایت مفید ہے۔ سقراط، اگر اسکے بموجب عمل کرنے میں تم کو کامیابی حاصل ہوئی تو تمہاری عزت و وقعت ہوگی اور ملک کی بہبودی ہوگی۔ اگر احیاناً کامیابی نہ ہوئی تو ملک کا زاید نقصان ہونے یا تمہاری بی وقعتی ہونے کا خوف تو نہیں ہے!

فرمانروائی کی اہمیت

اریسٹن کے فرزند گلوکن کے ولین یہ اولوالعزمی پیدا ہوئی کہ میں فرمانروا بنوں، اور اس کا سن ابھی بیس سال کا بھی نہیں ہوا تھا کہ اوس نے لوگوں کے پاس جا کر سلطنت کے کاروبار کے متعلق گپیں لگانی شروع کر دی تھیں ایک دو مرتبہ تو بڑے وقت کے ساتھ اوس کو دربار سے باہر کرنا پڑا۔ ہر جانب سے لوگوں نے اوس کا مذاق

اُڑنا شروع کیا۔ عزیز و اقارب اور دوست احباب نے اوس کو ۴۴ کہنا شروع کیا کہ یہ کیا مال بھولیا تیرے دماغ میں سما یا ہے اُس کو ترک کر دے ۴۵ ان کی تمام نصیحتیں بے کار ثابت ہوئیں ۴۶ اور وہ اپنے خیال سے ہرگز باز نہ آیا۔ آخر میں سقراط سے ملاقات ہوئی ۴۷ اوس نے کچھ ایسی زخمی اور مہربانی سے اُس کو سمجھایا کہ اوس کو سلطنت سے بیزاری پیدا ہو گئی۔ سقراط اور گلوکن کے دلچسپ مکالمہ کا اصل ذیل میں ہر یہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

سقراط ۴۸ دوست ۴۹ اتھنس کی سلطنت پر حکمرانی کرنے کی

کیا تیری خواہش ہے ۵۰

گلوکن ۵۱ ہاں ۵۲

سقراط ۵۳ واہ یہ تو نہایت اعلیٰ درجہ کی خواہش ہے! اور

خواہش کی منزل اوس سے بڑھ کر اور کس قدر آگے پرواز کرے گی؟

اگر تیری یہ خواہش پوری ہو جائے تو تیرے ماتنڈ اور کون خوش نصیب ہو سکیگا ۵۴ تو اپنے دوست کو امداد دیکتا ہے، تیرے خاندان کی

عزت اور شان میں ترقی ہوگی! تو اپنی سلطنت کے حدود کو وسعت

دیکھا، اتھنس میں ہی کیا بلکہ تمام علاقہ یونان میں یا اوس سے پرے

رہنے والے وحشی لوگوں کے ملک میں بھی تیرے نام کی شہرت

ہوگی، حاصل کلام، تو جس طرف جائیگا اور ہر تیرا نام وقت و عزت سے

لیا جائے گا اور سب کی زبان پر تیری ثنا و صفت کے ترانے ہونگے۔
 اس تعریف سے گلوکن پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے سقراط کی گفتگو کو
 نہایت توجہ سے سنا شروع کیا، سقراط نے کہا کہ، دوست، اس قسم
 سے اپنی شان و منزلت ہونے کی نسبت اگر تیری خواہش ہے تو تجھ کو
 سلطنت کے کام کرنا چاہئے، تم ہی کہو کہ میں سچ کہتا ہوں یا نہیں؟
 گلوکن، بے شک ایسا تو کرنا ہی چاہئے۔

سقراط، پھر تو ابتدا میں ملک کی تو کونسی خدمت بجالائے گا؟
 گلوکن، اس فکر میں رہا کہ اس سوال کا کیا جواب دیا جائے۔
 سقراط نے اس کے جواب کا انتظار کرنے کے بغیر کہا کہ جب ہم اپنے
 کسی دوست کے خوش حالی میں ترقی چاہتے ہیں تو سب سے پہلے ہم
 اس کی مالی حالت کو ترقی دینے کی فکر کرتے ہیں۔ اسی طرح جب تم
 اپنے ملک کو عروج کی حالت میں پہنچانا چاہتے ہو تو تم کو چاہئے کہ اول
 دولت و ثروت میں ترقی دینے کی کوشش کرو۔

گلوکن، ہاں بالکل صحیح ہے۔

سقراط، ملک کی مالی حالت میں ترقی دینا کیلئے یہی نہیں ہے کہ اس کے
 آمدنی میں افزائش کی جائے؟

گلوکن، ہاں، یہی تو ہے۔

سقراط، اچھا! اب سلطنت کی آمدنی کے کون سے کون سے ابواب ہیں؟

۱ اور سلطنت کی جلد آمدنی کس قدر ہے اوس کو تو بیان کیجئے۔ غالباً تم نے تو ان باتوں کی نسبت اچھی طرح معلومات حاصل کر لئے ہونگے۔ کیونکہ جب کسی باب کی آمدنی میں نقصان ہوتا ہے تو اوس نقصان کا ٹکڑا کسی دوسرے باب سے کر لیا جاتا ہے اور اس کا قرداد ادا کرنے سے ہی تمہارا کام چلیگا۔ ۴۴

گلوکن: ”میں نے اس بات میں غور نہیں کیا، سقراط، اچھا سلطنت کے اخراجات کی نسبت تو تم نے غور کیا ہوگا کیونکہ جب ملک کو خوش حال بنانا منظور ہے تو اوس کے فضول اخراجات میں تخفیف کو ناخوری ہے۔“ ۴۵

گلوکن: ”اخراجات کے بارے میں بھی میں نے مطلق غور نہیں کیا، سقراط، جب ایسا ہے تو سلطنت کو خوشحال بنانے کے خیال کو بالائے طاق رکھ دو، کیونکہ اوس کام میں جمع خرچ سے لاعلم رہنا یہ بالکل کام کی بات نہیں۔“ ۴۶

گلوکن: ”سلطنت کو مرفہ الحال بنانا اوس کے دشمن کی بیخ کنی کر دینا، اور اس بات کو تو تم بالکل ہی فرہن میں نہیں لائے۔“

سقراط: ”بے شک ایسا کرنے کے لئے بہ نسبت دشمن کے ہم کو زبردست مینا چاہئے۔ ورنہ جو کچھ موجود ہے وہ بھی جاتا رہے گا، یعنی جنگ کو آغاز کرنے والے کو ہر دو جانب کی مستعدی پر غور کرنا چاہئے، اگر اپنی بار و مضبوط

ہیں تو اوس وقت بے شک جنگ آغاز کرنا چاہئے۔ اور جب ایسا نہیں ہے تو جنگ نہ کرنے کی نسبت لوگوں کو سمجھانا چاہئے۔ اچھا یہ بتاؤ کہ تمہارے بڑی و بھری فوج کی تعداد کیا ہے۔ اور تمہارے دشمن کی فوج کی کس قدر ہے۔

گلوکن، "یہ باتیں تو وقت و امداد میں نہیں بیان کیا جاسکتیں۔" سقراط، "اس کے متعلق بطور یادداشت لگے تمہارے پاس کچھ موجود ہے تو اوس کو لا کر بتائے۔ تاکہ اوس کے پڑھنے سے مجھ کو اطمینان حاصل ہو۔" گلوکن، "میں نے اس قسم کی کوئی فہرست تیار نہیں کی ہے۔"

سقراط، "پھر تو پایا جاتا ہے کہ سروسٹ جنگ کے آغاز ہونے کا اندازہ نہیں ہے۔ چونکہ جنگ کچھ معمولی اور اونٹے کام تو ہے نہیں۔ اوس کے آغاز کرنے سے قبل۔ یہ سوچنا اور سمجھنا چاہئے کہ آئندہ اوس کے کیا کیا نتائج ہون گے، گلوکن تم غالباً اوس کے بارے میں غور کر چکے ہو گے کہ اپنی سلطنت کی کس طرح حفاظت کرنا چاہئے۔ فوج کے کتنے ٹکڑیاں ہونا چاہئے۔ غلہ ہذا ہر ایک ٹکڑی میں لوگوں کی کتنی تعداد ہونا چاہئے۔ کس مقام پر کس قدر زاید سپاہی رکھنا چاہئے، کون سے سپاہی اچھے ہونے سے ملازم اور کون سے ناکارہ ہونے سے خارج کرنا چاہئے، اور تم تو ان باتوں سے واقف ہی ہون گے!"

گلوکن، "میرے رائے ہے کہ تمام موجودہ فوج کو ہر طرف کو دے کر جدید لوگوں کو ملازم رکھنا چاہئے، اس وقت جو لوگ موجود ہیں وہ سلطنت کے

محافظی کے پر وہ بین سلطنت کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ ۴۴
 سقراط، "موجودہ تمام فوج کو علیحدہ کر دیں گے تو جدید آئے والے
 سپاہی اپنے حسب وخواہ عمل کر کے سلطنت کو زیادہ نقصان پہنچائیں گے؟
 کیا تمہاری موجودہ فوج بالکل خراب اور فارغ کر دینے کے قابل ہے کیا
 تم کو یقین ہے؟ کیا تم نے ان کے چھاؤنی میں جا کر غلامیہ طور پر کچھ تجربہ
 کیا ہے؟ ۴۵

گلوکن، "نہیں؟ اس کا تو تجربہ نہیں کیا گیا ہے؟ مگر اس کے خراب
 ہونے کا اجمال گذر رہا ہے۔ ۴۶

سقراط، "ایسے باقون میں تو صرف گمان پر ہی کام نہیں چل سکتا ہے۔
 اپنا ذاتی اطمینان کر لینا چاہئے۔ اور جب ایک مرتبہ اطمینان ہو جائے پھر اس
 مسئلہ کو فوراً مجلس دوزار میں پیش کر دینا چاہئے۔ ۴۷

گلوکن، "ہاں، یہی درست ہے اور میں بھی ایسا ہی سمجھتا ہوں۔ ۴۸
 سقراط، "معلوم ہوتا ہے کہ چاندی کے معدن کی آمدنی اب سابق کی
 طرح وصول نہیں ہوتی ہے۔ اس لئے اس کی وجہ دریافت کرنے کی نسبت
 کیا تم اس معدن پر گئے ہو یا نہیں؟ مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ تم اس طرف
 گئے ہی نہیں۔ ۴۹

گلوکن، "ہاں فی الحقیقت میں نہیں گیا ہوں۔ ۵۰

سقراط، "بیان کیا جاتا ہے کہ وہاں کی آب و ہوا نہایت خوب ہے اور

ادھر تمہارے نہ جانے کی یہی خاص وجہ ہوگی ؟؟

گلگو کن، جناب آپ تو باتوں باتوں میں میرا مذاق خوب اڑا

رہے ہیں۔ ؟؟

سقراط، سال آخر غلہ کی کمی انہوں اور حسب ضرورت باہر سے غلہ

لا کر رکھا ہے اس لئے کم از کم ہمارے زمینات میں کس قدر غلہ پیدا ہوتا ہوگا

وہ اپنے شہر کے لئے کتنے روز کافی ہوتا ہے، ایک سال کو کافی ہونے کے

لئے کس قدر کمی ہوتی ہے، وغیرہ ان باتوں کو تو تم دیکھ ہی چکے ہو گے !

گلگو کن، ان تمام باتوں کو غور کے ساتھ کرنا ہے یہ تو ایک بڑا ہی کام

بن جائیگا !

سقراط، ہاں یہ تو ہو گا ہی۔ لیکن اگر اس طرح نکلیا جائے تو ایک

کتاب کی پرورش کا انتظام بھی ہم نہ کر سکیں گے، پھر شہر کے دس ہزار کتاب

انتظام کیونکر کیا جاسکیگا، تمہارے چچا کی خانگی حالت روز بروز نہایت تر

ہوتی جا رہی ہے۔ اس کے اصلاح کرنے کی تم کیون نہیں تجویز کرتے !

اون کی حالت درست کرنے کی فکر کرو، اپنی دیانت اور قابلیت بتلاؤ،

اور اس کے بعد اس سے زائد اولوالعزمی کے کام اختیار کرو۔ ایک معمولی

انسان کو مدد دینے کا کام اگر تم سے نہیں ہو سکتا ہے تو تمام گروہ کی اصلاح

کرنے کا کام تم سے کیونکر ممکن ہو گا، جو ایک من کے بار کو اٹھا نہیں

سکتا، نیا ایک گھنڈی کے بار کو اٹھانے کے لئے اسے اپنی گردن آگے

بڑھانی چاہیے؟

گلوکن، ”اگر میرے چچا صاحب حسب رائے عمل کرتے تو میں اونہیں

اچھی طرح ادا دویسکتا تھا۔“

سقراط، ”اجی جناب، تم ایک شخص اور وہ بھی تمہارے چچا کے

خیال کو اپنی جانب نہین پھیر سکتے، تو اتھنس کے مائند تلون طبع سلطنت

کے خیال کو اپنی جانب کیونکر پھیرینگے؟ گلوکن، ”بھائی، اچھی طرح غور کرو،

پھر غور کرو! بے تکی خواہش نکر، ورنہ لوگ تجھ سے نفرت کرنا شروع کریں گے

جن باتوں سے ہم واقف نہین ہیں اون باتوں کو کرنا، کیا معنی بلکہ اوس کے

مستعلق صرف گفتگو کرنا ہی کس قدر نقصان دہ بات ہے، اس طرح کام

کرنے والے ضرورت سے زائد چالاک لوگوں کی آخر چلکر کس قدر فضیحت

ہوتی ہے؟ اس کو تو ذہن میں لا۔ کیا تو بھی اس قسم کے آدمی کی تعریف

کرے گا کیا اونہیں الزام نہین دیگا! دنیا کے اور لوگ بھی اوس کو کیا

کہیں گے؟ اب اس کے برعکس ہم اپنی زبان سے کیا کہتے ہیں اور کیا عمل

کرتے ہیں جس کو اس کی نسبت پوری طرح علم ہوتا ہے، لوگ اوس کی

ثناء و صفت کرتے ہیں۔ اور جو اس بات کو نہین جانتا اوس کی تو پھر یہ حالت

میں بدنامی ہوتی ہے، اگر تیری خواہش ہے تو تو اوس قابلیت کو خور میں

پیدا کر اور اوس کے پیدا ہو چکنے کے بعد امور مملکت میں ذخیل ہو چکی اگر تمہاری

خواہش ہوئی تو یقیناً تم کو کامیابی حاصل ہوگی۔“

سلطنت کی خواہش

اپنے ملک کی یہودی کس بات میں ہے اس پر سقراط شبہ و شک
غور کرتا تھا۔ اوس کو ہمیشہ بے انتہا خواہش رہتی تھی کہ جو کوئی مجھ سے
گانشکو کرے اوس کی کچھ نہ کچھ یہودی ہو۔ جب یہ خیال کرتا کہ کسی رفہ
عام کے کاموں کے ذمہ داری کی قابلیت اوس میں نہیں ہے تو وہ
اوس کو اوس سے باز رکھتا تھا۔ ضرورت سے زاید موت رکھنے والا
تھا۔ اور اپنی ذاتی رائے پر کبھی اعتماد نہیں کرتا تھا۔ لیکن لایق اور
قابل لوگوں کی ضرورت رائے لیتا تھا۔ اس قسم کے بہت سے باتیں
سقراط میں موجود تھیں۔ منجملہ اوس کے تشبیہاً سقراط اور کارمیدس کا
مباحثہ ذیل نثر کیا جاتا ہے۔

کارمیدس نہایت قابل اور دانشمند اوس زمانہ کے امور سلطنت
انجام دینے والوں میں سربراہ اور وہ شمار کئے جاتے اور ہر طرح لایق
مانے جاتے، لیکن اون کو بھی اپنی ذاتی رائے کے نسبت زاید اطمینان
نہیں تھا، اور وہ لوگوں سے نہایت خوف کرتے تھے، اور پبلک کاموں
میں شرکت حاصل کرنے کے لئے اون کو ول سے نفرت تھی، سقراط نے
اس بات سے واقف ہو کر ایک مرتبہ اون سے کہا کہ تجو شخص عام کھیل

تاشون میں العام حاصل کر کے فہرت پاچکا ہو اور اپنی اس کامیابی سے ملک کی نیگ نامی میں اضافہ کر چکا ہو ایسا کوئی ملاقاتی شخص کھیل میں مقابلہ کے لئے آنے سے انکار کرے تو تم اس کے بارے میں کیا کہو گے؟

کارمیڈس،، میں تجھ کو بالکل ہی کابل اور ناکارہ کہوں گا۔
سقراط،، اچھا، امپورسلطنت کے جوہے کو اٹھانے کے قابل اور اپنے نصایح سے سلطنت کو قوت دار بنانے کے قابل اس قدر کا واجب الغبت شخص، اگر سلطنت کے کاروبار کو انجام دیتے سے انکار کرے تو کیا تم اس کے نسبت بھی ایسا ہی کہو گے یا نہیں۔؟

کارمیڈس،، ہاں شاید کہوں گا، لیکن تم نے یہ سوال مجھ سے کیوں کیا۔؟

سقراط،، اپنی سلطنت کے کاروبار کو انجام دینے کی تم میں باوجود قابلیت موجود رہنے کے، اور چونکہ تم باشندہ شہر ہو اس لئے تمہارا فرض ہے مگر تم اس کو بجالانے کے لئے مال منول کر رہے ہو۔ اس لئے میں نے تم سے سوال کیا۔

کارمیڈس،، مجھ میں اس قدر قابلیت موجود ہے اس کو تم نے کب دیکھا ہے؟

سقراط،، اپنے یہاں کے دزرا سے تم گفتگو کرتے وقت بہت سے کاموں میں اونہیں مشورہ دیتے ہو، اور اعلیٰ ہاکمی کاموں کے غلطیاں بھی

تم انہیں بتلا چکے ہو۔

کارمیڈس، خائفی طور پر گفتگو کرتا اور بات ہے اور مجمع میں کھڑے ہو کر عام طور پر گفتگو کرتا اور ہے، ان دونوں میں بے انتہا فرق ہے۔ سقراط، عمدہ ریاضی دان تنہائی میں جس طرح حساب کیا کرتا ہے۔ غلے ہذا عام لوگوں کے موبرو بھی اسی طرح کیا کرتا ہے۔ ایسے ہی عمدہ بین نواز اپنے کمرہ میں جس طرح عددگی کے ساتھ بین بجاتا ہے۔ ویسا ہی کسی مجلس میں بجاتا ہے۔

کارمیڈس، انسان میں فطرتی طور پر ظاہر ہونے والا خوف اور لحاظ و دست احباب میں اس قدر نہیں پایا جاتا ہے لیکن نا آشنا لوگ جب سامنے آجاتے ہیں تو وہ گھبرا جاتا ہے۔

سقراط، لائق لوگوں اور عمدہ واروں کے ساتھ بلا خوف و خطر گفتگو کرنے والے شخص کو بے وقوفوں سے گفتگو کرتے وقت خوف پایا جائیگا، کیا یہ خیال کرنا درست ہے؟ مجمع عام یعنی ان میں اکثر رنگریز، موچی، مہار، آہن گر، زرگر، کھار، مزدور و لال وغیرہ کا مجمع ہے تو کیا ایسے مجمع میں گفتگو کرنے کے لئے تمہیں خوف پایا جاتا ہے؟ اچھی جناب تمہارا کہنا ایسا ہے جیسے کہ کسی بچہ کے کام میں کمال تعلیم پائے ہوئے کا کسی نادان قاف کار کے ٹوٹے پھوٹے تلوار سے خوف کرنا، سلطنت میں سربراہ اور وہ لوگوں میں سے بعض تم سے رشک

کر رہے ہونگے: ایسوں کے روبرو تو فراغت سے بیان کرتے جاؤں جاہلوں کے روبرو جنہیں امور سلطنت کیا چیز ہے۔ اس سے بھی ناواقف ہوں، اور جنہیں تمہارے رشک کرنے کی قوت موجود نہیں ہے۔ ایسوں کے روبرو گفتگو کرنے سے تم اس لئے خوف کرتے ہو کہ شاید وہ نہیں گے پھر اب تمہیں کیا کہنا چاہئے۔ ۴۴

کارمیڈس اچھی طرح بیان کرنے والے کے اوپر کیا لوگ نہیں ہنستے ہیں؟ ۴۵

سقراط، فی الوقت تم جن سے گفتگو کرتے ہو وہ لوگ بھی تو تمہارے اوپر اسی طرح ہنستے ہیں، باوجود اس کے کہ تم مین اوں لوگوں کو غور و خوض کے جانب رجوع کروانے کی قوت موجود ہے مگر پھر بھی تم اوں کے پاس صرف جانے کے لئے جرات نہیں کرتے ہو! اس بارے میں مجھ کو تعجب گذرتا ہے۔ اب اپنے عیوب کے نسبت بیکار نچایت کرتے رہنے کا عیب جو عوام الناس میں ہے وہ الزام تم اپنے اوپر قائم نہ کرو۔ تم خود اپنی قابلیت کی نسبت کسی قدر زاید غور کرو، اور اپنے سلطنت کی عنان کو ہاتھ میں لے کر ممکن ہو تو اوس کو زاید عروج کی حالت میں لاؤ، اگر اس طرح تم کرو گے تو تمہارے ملک کو تمہارے دوستوں اور تمہاری ذات کو بھی بے انتہا نفع ہوگا۔ ۴۵

ورزش

سقراط کے پاس جو لوگ ہمیشہ آکر رشت رکھتے تھے منجملہ اون کے لیٹی جی نہیں نامی ایک جوان شخص جو ظاہر اطرز میں سے بالکل وحشی معلوم ہوتا تھا، ورزش کس بڑے یا کا نام ہے اس سے اس کے وطن کے لوگ ایسے خیر تھے اس لئے اُس میں کچھ عجیب و غریب عادتیں پیدا ہو چکی تھیں، جن کے نسبت سقراط نے اس کو الزام دے کر کہا کہ دوارے اس طرح اپنا تباہی کر لینا یہ تجھ کو ہرگز زیا نہیں ہے۔

اپنی جنس، دوست میں نے اپنی ذات کے نسبت جس قدر فکر کیا ہے اگر اتنے سے ہی میری بہبودی ہوتی ہے، تو پھر میں زیادہ فکر بے ضرورت کیوں کروں؟

سقراط، کیا میں کچھ زاید بیان کروں؟ لیچین کہیں نامی مقام میں پہلوانی کثرت کا تماشہ کر کے انعام حاصل کرنے کی غرض سے لوگ اپنا جسم تباہتے ہیں، اون لوگوں کی طرح اپنا جسم قوت دار بنانا یہ ہر ایک کا کام ہے تماشہ میں انعام حاصل کرنے کی غرض سے اپنے مد مقابل والے سے لڑنے کے یہ نسبت اپنی جان و مال کو بچانے کی غرض سے موقعہ پر اپنے دشمن سے لڑنا یہ ملک میں سکونت کرنے والے کا کیا بلکہ ہر ایک شخص کا فرض ہے؟

جو ناطاقی سے کمزور ہوتے ہیں اکثر میدان کارزار میں لیتے لوگوں کی جانب سے جاتے ہیں، اور بہتوں کو بے وقتی سے زندگی بسر کر کے اپنی جان کو بچانا پڑتا ہے، کمزور لوگوں کو دشمن اکثر قید کر دیتے ہیں، اور عمر بھر کے لئے غلام بنا لیتے ہیں، یا بہت سادہ وان لیکر رہا کر دیتے ہیں، یہ نادان کی قسم اس قدر ہوتی ہے کہ آئینہ آون و بیچاروں کو تمام عمر فلاکت میں بسر کرنی پڑتی ہے اگر فی الحقیقت دیکھا جائے تو یہ تمام باتیں اسی جہانی کمزوری کا نتیجہ ہیں۔ لوگ اونھیں بزدل کہتے ہیں۔ یہ تمام خوفناک نتائج صرف اسی ایک کمزوری کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ کیا اس کا جھکو خیال نہیں گذرتا، کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ یہ مصیبتیں بالکل اوسے نہیں، ورزش کی محنت تو نہایت کم اور زیادہ راحت وہ ہوتی ہے۔ جسم کے قوی ہونے سے بے انتہا فوائد ہیں۔ مگر تو اوس کو نہایت حقیر جانتا ہے۔ قوی جسم والے کو اکثر کسی مرض کے ہونے کا احتمال نہیں رہتا ہے، اُس کے جسم میں اچھی طرح زعم اور حیثی موجود رہتی ہے۔ مقابل کے پہنوانی اور کثرت کے تماشے میں عزت حاصل ہوتی ہے، دوستوں کو ادا دوسکتا ہے۔ اور ملک کی خدمت ادا کر سکتا ہے۔ ان وجوہ سے نہ زور لوگ جہاں کہیں جائیں وہاں اون کی عزت و وقعت ہوتی ہے۔ کبھی اون کا کہنا رائیگان نہیں جانے پاتا۔ اونھیں بڑے عہدہ کی جگہ ملتی ہے۔ وہ شان و راحت اور اطمینان سے بسر کر سکتے ہیں، اور وہ اپنی اولاد کے لئے اپنا ایک عمدہ نمونہ پیش کرتے ہیں جہانی

ورزش کا کھیل کھلے میدان میں کھیلنے کے لئے اگر تجھ کو شرم آتی ہو تو کسی محفوظ مقام میں کوئی اور جسمانی قوت میں ترقی دیتے والی ورزش کیا کر۔ لیکن اس طرح لا پرواہی مت کیا کر۔ اور جتنی سے کسی وقت نقصان نہیں پہونتا اور توانا قوت دار بننے کے بغیر کوئی کام اچھی طرح انجام نہیں پاسکتا۔ کتابوں کے درس تدریس سے تو بظاہر جسم کے قوت دار ہونے کا کوئی تعلق نہیں نظر آتا ہے؛ لیکن جسمانی صحت جب تک ٹھیک نہ ہو درس تدریس سے دست برداری کرنی پڑتی ہے، کسی کام کی خواہش نہ رہنا، اشتہا نہ ہونا، بے چینی وغیرہ کے امراض اسی ناتوانی اور بیماری سے پیدا ہوتے ہیں۔ قوت اور توانائی سے ایک بھی بُرا نتیجہ نہیں پیدا ہوتا ہے جو محنت کہ جسم میں قوت آنے کے لئے ضروری ہے۔ ایسی مشقت کو کونسا عقلمند پسند نہیں کرے گا؟ ہم اپنی قوت کو کس قدر ترقی دے سکتے ہیں، ہم کس قدر جُست چالاک بن سکتے ہیں، ہم میں کس قدر کمال پیدا ہو سکتا ہے ان امور کی نسبت غور کر کے جس نے کوشش نہیں کی، اور جس سے خود کو ناکارہ سمجھ لیا اس کی زندگی محض بے کار ہے۔ اس لئے کہ جتنی چالاکي، قوت وغیرہ یہ باتیں خود بخود نہیں پیدا ہوتے ہیں، بلکہ ان کے لئے محنت و مشقت کی سخت ضرورت ہے۔

سقراط کے چند سوال و جواب

جرات - اس صفت کا وجود نظر میں انسان میں معمولی طور پر ہے۔
 یا جس طرح کہ انسان دوسرے فزین کو حاصل کرتا ہے اسی طرح جرات
 سیکھتا ہے۔ اس کے متعلق سقراط کہتا ہے کہ جو اشتیاع اس یا دھوڑ یا د
 مشقت و محنت کرنے کے بھی شکیں نہیں پاتے۔ اور جن پر کہ مصائب
 زیادہ ہوتے ہیں انہیں مصیبت مصیبت نہیں معلوم ہوتی اور جو لوگ کہ
 بوجہ استقلال مصیبت کو بالکل تنبیہ چیز تصور کرتے ہیں۔ ان میں ماوہ
 جرات ایک معمولی طور پر ہوتا ہے۔ چونکہ ایک ہی فرمانروا کے تابع ایسے ایک
 قانون کے دیر اثر ہونے اور ایک ہی رسم و رواج کے بموجب عمل کرتے
 سوسائٹی میں رہنے سے تمام لوگ مساوی طور پر جری نہیں ہوتے ہیں۔
 اس کی بھی یہی وجہ ہے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جرات کو ایک معمولی چیز
 مگر اس معمولی صفت میں تعلیم اور عادت سے اضافہ ہوتا ہے، سی تھیسیس
 اور گریسیس لوگ تیرا و سپرلے گریسی و ٹیچونیس والون سے
 کیون نہیں مقابل کرتے؟ اس طرح ان کے برعکس بے سی وٹے
 موٹی میس لوگ بھی تیر و کمان لے کر ان سے کیون نہیں مقابل کرتے؟
 یہی اصول کل امور میں عام طور پر پایا جاتا ہے۔ چندا شخص خاص کا رجحان

کسی بات کی جانب رہتا ہے تو چند کا دوسرے باتوں کی جانب پایا جاتا ہے۔ جس کی طبیعت کا رجحان جس طرف ہوتا ہے۔ اوس بات میں شوق بہہ نہ جانے اور کوشش کرنے سے اوس میں اوس کو ماہر بننے کی عزت حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے اوس خدا کے برتر نہ مہربان ہو کر ہم میں جو صفت کہ وہ طبیعت فرمائی ہے اگر محنت و مشقت کر کے ہم اوس کو ترقی دین تو ضرور ہم کو اس سے ناموری حاصل ہوگی۔ اگر علم اور عمل میں فرق ہے، مگر میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کیونکہ جب کسی اچھی بات کو کوئی سنتا ہے تو فوراً اوس کو قبل کہتا ہے، اور جب کسی بات کو وہ خراب سمجھتا ہے اوسی وقت اوسکو ترک کر دیتا ہے۔ اور یہی علم اور عمل ہے۔ میرا تو یہ خیال ہے۔ ۲۰

کسی نے دریافت کیا کہ اچھا، ایک شخص ایسا ہے جس کو اس کا علم ہے کہ فلان بات اچھی ہے، مگر یا وجود علم کے وہ اس کے خلاف عمل کرتا ہے۔ تو تم اوس کو دانشمند اور عمل کرنے والا کہو گے یا نہیں؟

سقراط، ہرگز وہ دانشمند اور عمل کرنے والا نہیں ہو سکتا اور میں تو اوس کو جاہل اور بیوقوف کہوں گا۔ کیونکہ جو بات ممکنات سے ہے اور اوس میں اپنا نفع ہے اور اس کا اوس کو علم ہے تو وہ تدبیر اور فکر کر کے اپنے نفع کی بات کرنے میں ہرگز غلطی نہ کرے گا۔ جس میں تدبیر اور فکر کا مادہ نہیں ہے وہ انسان تعلیم یافتہ اور منصف مزاج نہیں ہے ۲۱

ایک قاعدہ ہے۔ انصاف یا صفت حمیدہ کے تمام باتیں نیک کاموں

شہر ہو کر اوس کے کمرے والے کو معزز و ممتاز بناتے ہیں ۲ اور ان نیک کاموں کا جس کو ایک مرتبہ چسکا لگ جاتا ہے اوسے (امرت) آب حیات بھی لطیف نہیں معلوم ہوتا۔ لیکن جو اشخاص کہ اس کی قدر جانتے ہیں وہی اشخاص نیک کام نہیں کرتے اور اگر کوئی کوشش بھی کرتا ہے تو اصلی راہ بھول جاتا ہے۔ جو اس علم کی قیمت جانتے ہیں وہی نیک کام کرتے ہیں ۳ اور جب تک نیک کام میں نیک صفت موجود نہ ہو وہ نیک کام نہیں ہو سکتا ہے۔ دانائی اور جہالت میں اگرچہ باہم مخالفت ہے لیکن جہالت کو بیوقوفی نہیں کہہ سکتے ۴ اپنی ذاتی ناواقفیت سے جس بات سے کہ لاعلم ہیں اوس کے متعلق یہ سمجھ لینا کہ ہم اوس سے آگاہ ہیں بہت بڑا عیب ہے۔ اور یہ کیفیت بیوقوفی کے عارض میں دوم درجہ پر ہے۔ اگر اس قسم کی کوئی بات کسی سے سرنہ ہو جائے جس سے کہ اکثر اشخاص لاعلم ہیں تو وحشی اشخاص اوس کو بیوقوف نہیں سمجھتے۔ لیکن جن باتوں کا علم عام طور پر ہر کس و ناکس کو ضروری رہتا ہے ۵ اگر اوس سے کوئی ناواقف رہے تو اوس کو ضرور بیوقوف سمجھتے ہیں ۶

رشک کے متعلق سقراط کہتا ہے ۷، رشک ایک نہایت تعجب انگیز شے ہے کیونکہ یہ ایک روحانی رنج ہے۔ اور یہ دوست کی مصیبت یا دشمن کے عروج سے نہیں پیدا ہوتا ہے بلکہ دوست کے عروج سے پیدا ہوتا ہے ۸ جو شخص کہ اپنے دوست کو خوش حالی میں نہیں دیکھ سکتا

وہ کامل طور پر رشک کرنے والا ہے۔ ۴۰

اسپر لوگوں نے اعتراض کیا کہ، دوست کے عروج سے رنج

کس طرح ہو گا؟ ۴۱

سقراط نے کہا، اس قسم کے صدا ہا اشخاص میں تمہیں دکھا سکتا ہوں کہ جو اپنے دوست پر نہایت مہربان ہیں اور حبیب و دوست پر کوئی مصیبت آتے ہی اون کے رحم کا دریا اُمتڈ جاتا ہے اور اس کو بے حد ادا دے دیتے ہیں، لیکن اون کے محبت کی منزل یہیں تک ختم ہو کر رہ جاتی ہے دوست کو عروج پر دیکھتے ہی ایڑی کی آگ اون کے چوٹی تک پھونچ جاتی ہے اور یہی رشک ہے۔ برخصائل اور بد باطن اشخاص کے خیال ہی میں رشک کی قیام گاہ ہے، اور یہیں رشک کو پناہ کی جگہ ملتی ہے، لیکن ہر نشندہ اور نیک اشخاص رشک کو اپنے گرد آنے ہی نہیں دیتے۔ ۴۲

کابلی کے متعلق سقراط کا بیان ہے کہ، اکثر لوگ کسی نہ کسی کام میں مصروف رہا کرتے ہیں۔ بعض کھیل کو زمین بعض دوست احباب سے ہنسی مذاق کرنے میں اپنا وقت صرف کرتے ہیں۔ لیکن اس قسم کے آدمی کو میں کام کرنے والا نہیں بلکہ کابل سمجھتا ہوں۔ کیونکہ کار آمد کام چھوڑ کر جو لوگ ناکارہ کام میں اپنا قیمتی وقت صرف کرتے ہیں، انہیں میں مجرم سمجھتا ہوں، پس جن کو کام کرنے کی خواہش ہو، انکو چاہئے کہ وہ مفید کام اپنے لئے اختیار کریں۔ ۴۳

- فرمانروا کے متعلق سقراط کہتا ہے کہ، اے شاہی اگرچہ ایک علامتِ شاہی ہے، لیکن اوس کو ہاتھ میں لینے سے، یا بلند طالع ہونے سے، یا نام کی رائے اپنی جانب رجوع کر لینے سے یا ایک جماعت میں منتخب ہو جانے سے مکرو فریب اور ظلم و زیادتی کے قوت پر برسر حکومت ہونے سے کوئی شخص اصلی اور سچا فرمانروا نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ فرمان برداری کرنا رعایا کا فرض ہے، لیکن حکومت کس طرح کرنا چاہیے جو اس فرض سے واقف ہے۔ وہی سچا فرمانروا ہے۔ دریا ئی سفر میں جہاز پر صدا لوگ موجود رہتے ہیں، لیکن حکومت کا اختیار صرف جہاز کے ناخدا رکبتان کو رہتا ہے، اور مالک جہاز بھی اوس کے حکم کے بموجب عمل کرتا ہے۔ ذراعت کے کاموں کا بھی یہی حال ہے۔ مالک زراعت کے بہ نسبت اوس کے ملازم کو اگر فن زراعت میں زاید و قنیت ہے تو بیچارہ مالک بھی اپنے ملازم کی رائے کے بموجب عمل کرتا ہے۔ علہذا مریض حکیم کے رائے سے، اور پہلوانی تعلیم پانے والے لڑکے استاد کی رائے سے، سینے پڑونے کے کاموں کے متعلق دیکھا جائے تو اوس کے بارے میں بہ نسبت مرد کے مستورات کو زاید و قنیت رہتی ہے، مردوں کو اس کام میں عورتوں کی رائے کے بموجب عمل کرنا ہوتا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ جس کام سے ہم واقف ہیں اوس کے ہم بادشاہ ہیں، اور جس کام سے ہم کو قنیت نہیں ہے، اوس میں جس کو قنیت ہوگی

اوس کی ہمارا فرمانروا یا پیشوا کھنا چاہئے۔ اور ہم اوس کے پاس رہ کر اوس کی رائے کے بموجب چلنا چاہئے، اگر کوئی حاکم ظالم ہے۔ اور نیک نصیحت کی پروا نہیں کرتا۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ اوس کے بدروش کا تلخ ثمرہ اوس کو ضرور ملتا ہے۔ اچھے اور نیک نصیحت سے نفرت کرنا یہ بڑا گناہ ہے، اور یہ گناہ اوس کو ضرور نقصان پہونچاتا ہے۔ اگر یہ خیال ہے کہ اپنی سلطنت میں کے لائق لوگوں کو قتل یا اخراج کرانے والے جابر حکمران کا کچھ بھی نقصان نہیں ہوتا۔ کیونکہ لائق اشخاص حکمران کے مدد و معاون اور پشت پناہ اور محافظ ہوتے ہیں۔ جب ان کا وجود مٹ جاتا ہے تو کچھ معمولی نقصان نہیں ہوتا اور وہ تھوڑے سے تھوڑے سزا پانے سے پورے تدارک کو نہیں پہونچتا۔ بلکہ اس طرح کے مظالم سے جو موت کہ اوس کو کل آنے والی ہے وہ آج ہی آجائیگی۔ کسی نے سقراط سے یہ سوال کیا کہ انسان کو کس قسم کا بے جا دمی ہونا چاہئے۔ سقراط نے جواب دیا کہ، اوس کو کسی نیک کام کرنے کی بناؤ ڈالنی چاہئے۔

اوس سے ایک دو مرے شخص نے دریافت کیا کہ، کیا نیک کام کی عادت کرنے سے انسان خوش نصیب ہوتا ہے؟

سقراط، جس شخص کو ہر ایک چیز بغیر مشقت کے حسب دلخواہ حاصل ہوتی ہے وہی خوش نصیب ہے، اور جس کو نہایت مشقت سے

حاصل ہوتی ہے وہ اس کے مشقت کا نتیجہ ہے! عادت اور مقدر ہر دو جداگانہ امور ہیں۔ اور ان کا ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں۔ جو انسان کسی کام کو اچھی طرح کرنے کا عادی ہوتا ہے وہ اکثر نا کامیاب نہیں ہوتا۔ اور اسوجہ سے وہ انسان اور خدا سے بڑے کا عزیز ہے۔ علم یا علم حکمت، علم سیاست وغیرہ میں کمال حاصل کرنے والے لوگ اس قسم کے ہیں۔ انسان کو ہر ایک بات میں اس طرح عادت کرنا چاہئے، جو شخص کسی ایک بات میں بھی کامل طور پر جہارت نہیں رکھتا وہ انسان، اور پشاور دونوں کے پاس عزیز نہیں بن سکتا! ۴۴

سقراط کا انصاف کے متعلق خیال

- سقراط عدل کے متعلق صرف رائے ہی نہیں دیتا تھا بلکہ عام اور خالص معاملات میں خود بھی عادل اور انصاف پسند تھا۔ ہر انسان کے کارآمد ہونا حاکم عدالت کے حکم کو ماننا اور قانون کے بموجب عمل رکھنا۔ اس کو وہ اپنا فرض جانتا تھا، اور اس کو وہ جایز طور پر سمجھاتا تھا۔ اسی وجہ سے عام لوگوں میں اس کی شہرت تھی۔ صد ہا لوگوں کی کوشش سے عدالت کے میر مجلس کے عہدہ پر سقراط کا تقرر ہونے کے بعد اس عہدہ پر ہونے والی تکالیف کی کوئی پروا نہ کر کے مروجہ مقدمات کے حسب رابطہ

فیصلہ جات میں انصافانہ طرز سے اوس کی عجیب و غریب دانشمندی ظاہر ہوتی تھی۔ عدل کے معاملہ میں لوگوں کی ناجائز کوششوں کی کچھ بھی پروا نہیں کرتا تھا۔ صرف یہی نہیں، بلکہ دیگر اراکین مجلس اگر اس کو انصاف کے خلاف عمل کرنے کے لئے کہتے تو وہ اون کے کہنے کی کچھ بھی پروا نہیں کرتا تھا اُس زمانہ کے حاکم عدالت کا قاعدہ تھا کہ مجرم کو گرفتار کر کے حاضر کرنے کے لئے باشندگان شہر کو حکم دیا کرتے تھے ایک مرتبہ سقراط کے متعلق بھی اسی قسم کا حکم ہوا۔ لیکن اُس نے خیال کیا کہ یہ حکم انصاف کے خلاف ہے لیکن جو انون سے گفتگو کرنے کے بارے میں اون کا جو امتناعی حکم تھا۔ اوس نے اوس کو مطلق نہیں مانا۔ اور مجرم کی حیثیت سے جو وقت اوس کو عدالت کے روبرو پیش کیا گیا۔ اوس وقت دوسرے مجرموں کی طرح اگر وہ بھی حاکم عدالت کی منت و سماجت کرنا بجی سرکار۔ تقصیر اور خداوند کہہ کر جرم کا اقبال کر کے عفو کا خواستگار ہوتا تو خلاف نشاء قانون اوس وقت وہ الزام سے بری ہو جاتا۔ لیکن منصف مزاج سقراط نے مذکورہ بالا جملوں میں سے ایک بھی نہیں کہا، خلاف قانون عمل کر کے زندہ رہنے کے بہ نسبت قانون کی رو سے بذریعہ انصاف مرنا اوس کو بھلا معلوم ہوتا تھا۔ قدرے خوشامد کرنے کے بارے میں اوس کے لئے دوست احباب اوس سے رو و قدح کرنے کی غرض سے اوس کے پاس آئے تھے۔ لیکن اس بارہ میں اوس نے اون کو صاف طور پر

جواب دیا کہ یہ ذلیل طریقہ مجھ کو مطلقاً پسند نہیں ہے۔
 سقراط سے انصاف کے مشاق ہی پی پی سیس نے جو گفتگو کی تھی
 اوس کو یہاں لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

ہی پی سیس اتھنس سے واپسی کے ایک عرصہ دراز کے بعد سقراط کو
 اوس سے چند اشخاص گفتگو کرتے ہوئے پایا اوس وقت سقراط ان سے
 کہہ رہا تھا، بھائیو تم کو کسی تجارت کے متعلق تسلیم دینے والے
 معلم یا تمہارے گھوڑے کو مختلف چالیں سکھانے والے چابک سوار
 جس قدر چاہیں میسر آسکیں گے، لیکن تمہاری ذات یا تمہاری اولاد
 یا منجملہ خاندان کے کسی کو نیک چلن بننا مقصود ہو تو اوس کے معلم
 بہت کمیاب ہیں! ۴۴

ہی پی سیس نے اس کو سن کر مذاقاً کہا کہ، میں ایک عرصہ دراز کے
 قبل تمہاری زبان سے جو باتیں سن چکا تھا ابھی تک ان ہی باتوں کو تم
 لوگوں سے بیان کرتے ہو! ۴۵

سقراط،، ہاں، ہاں وہی باتیں اور وہی مضمون لیکن ہی پی سیس
 تم تو عالم ہو پھر کیا تم ایک ہی مضمون پر متعدد تقریریں نہیں
 کیا کرتے؟ ۴۶

ہی پی سیس،، ہاں ایک ہی مضمون پر نئے نئے تقریریں کرنیکی
 میں کو خشش کیا کرتا ہوں۔ ۴۷

سقراط، کیا یہ ممکن ہے؟ فرض کرو کہ میرے نام میں کتنے اور
کوئی حرف ہیں، اگر یہ بیان کرنا ہے تو کیا تم اس کو ہر مرتبہ بدل بدل کر لکھنا
کرو گے۔ اور اگر کوئی تم سے دو تین مرتبہ سوال کرے کہ پانچ دو نے کتنے۔
تو تم ہر وقت سوائے دس کے اور کچھ جواب دے سکتے ہو؟ ۱۱

ہی پی لیس، مجھ کو قبال ہے کہ ایسے مضامین کے متعلق مجھ کو بھی
تمہاری طرح بیان کرنا ہو گا، لیکن مضمون عدل پر میں کچھ اس قسم کے نئے
نئے باتیں بیان کروں گا کہ، اس پر تم کو یا کسی اور کو کچھ بھی الزام دینے کا
موقع نہ ملے گا؟ ۱۲

سقراط، اے خدا! یہ کس قدر زبردست پاسداری ہے! کہ کچھ
بھی الزام کا موقع نہ آئے گا۔ ہی پی لیس فی الحقیقت تم نے تو بہت ہی
بڑا عجیب و غریب پتہ چلایا ہے۔ اس کے متعلق تم کو چاہئے کہ اپنے
آپ کو قابل آفرین سمجھو۔ اسی جناب! اگر عدل کے بارے میں مورد الزام
نہ بننے کے قابل تمہارا ایک ہی اصول ہے، تو آئندہ چکر عدالت کے
منصفین میں اختلاف رائے ہونے کی کوئی وجہ باقی نہ رہے گی۔ لوگوں میں
جھگڑے فساد نہ ہوں گے، عدالت میں استغاثے داخل نہ ہوں گے،
سرکار کے خلاف جرمیات پیدا ہو کر طوائف اللہ کی نہ پھیلے گی، ایک
دوسری سلطنت میں باہم جنگ و جدال کی وجہ نہ پڑے گی۔ ہی پی لیس!
مہربانی فرما کر تم اپنے اس بے نظیر اصول کو میان ہی کر دو۔ اس کو سب سے بغیر

مین تم کو جانے نڈو لگا۔ ۱۱

ہی پی لیس، اس کے متعلق تمہارے کیا خیالات ہیں بغیر اس سے آگاہ نہونے۔ کے مین اپنے اصول کو تم سے برگز میان نکر و ن گنا۔ لوگوں سے بذریعہ سوالات نفس معاملہ کو دریافت کر کے اون کی رائے کو سنا دینا بعد ازان حسب و نحوہ اوسکے سنسی مذاق اوڑا تے رہنا، اور جس وقت کہ اپنی رائے کے وجوہات بیان کرنے کا موقع ہو۔ اوس کو کسی سے بیان نہ کر کے مثال بیانہ۔ تمہارے اس طریقہ سے مین مدت سے واقف ہوں۔ ۱۲

سقراط، انصاف کے جو باتیں مین اوس کو تو مین ہمیشہ آپ کے رو برو ظاہر کرتا ہوں مگر پھر بھی تم یہ عجیب الزام مجھ پر عاید کرتے ہو۔ ۱۳

ہی پی لیس، تم اور دنیا کے رو برو ظاہر کرنا؟ اچھا وہ کس طرح؟ ۱۴
سقراط، اگر الفاظ سے نہوسکے تو افعال سے ہی ظاہر کرتا ہوں۔ اور

کیا الفاظ کے بہ نسبت افعال زاید اعتبار کے قابل نہیں ہیں؟ ۱۵

ہی پی لیس، افعال کی وقعت زاید بڑی ہوئی ہوتی ہے۔ مکارانہ

گشتگو کر کے قصایوں کا فعل کرنے والے لوگ دنیا میں کثرت سے موجود

ہیں، صرف اسی قدر نہیں بلکہ جو نصاب کے انصاف کے متعلق ہوں اوس کو

بڑی ہمدوی سے سن کر اوس کے خلاف عمل کرنے والے لوگوں کی تعداد

دنیا میں کچھ کم نہیں ہے۔ جن کا ہر ایک فعل بہتر اور جہوں نے عمر بھر میں

کوئی کام انصاف کے خلاف نہیں کیا ہے! وہی اعلیٰ پایہ کے منصف شمار

کئے جاتے ہیں، اور ان کی نسبت تو ہرگز اس طرح نہیں کہا جاسکتا۔
 سقراط، "میں نے کب کسی کو مخالفت سے سزا دی؟ کس میں مخا
 چید اگر اوی؟ کب سلطنت میں شور و فساد برپا کروایا؟ کب میں نے کوئی کام
 انصاف کے خلاف کیا۔؟"

ہی پی سیس، "نہیں! نہیں! ایسا تو میں نے آپ کو ہرگز نہیں پایا،
 سقراط، "پھر؟ ہی پی سیس جو انصاف کے خلاف عمل نہیں کرتا
 اس کو منصف مزاج کہنے میں کونسا امر مانع ہے؟"

ہی پی سیس، "صاف الفاظ میں عدل کی تشریح بیان کرنے کا اچکا
 ارادہ نہیں پایا جاتا ہے، منصف مزاج لوگ کونسی بات نہیں کرتے، سکو
 تو آپ نے بیان کیا، لیکن وہ کیا کرتے ہیں اس کی نسبت تو آپ نے کچھ بھی
 نہیں بیان کیا۔"

سقراط، "منصف مزاج شخص کو ظلم سے نفرت رہتی ہے، اور میں نے
 اپنی گفتگو میں اس کی صراحت کر دی ہے۔ اگر اس صراحت سے تمہاری تشفی
 نہیں ہوئی تو سمجھو کہ قانون کی پابندی کرنا عدل ہے۔"

ہی پی سیس، "قانون کی پابندی کرنا انصاف ہے۔ یہ بات پوری طو
 میرے فہم میں نہیں آئی۔"

سقراط، "کیا تم قانون سے واقف نہیں ہو؟"
 ہی پی سیس، "ہاں، قانون یعنی غلبہ آرا کے رائے سے قرار پائے ہوئے"

قواعد - ۴۴

سقراط، اس قواعد کو جو مانتا ہے، قانون کی پابندی کرنے والا اور جو اس کو نہیں مانتا ہے وہ قانون کے خلاف کر سکتا ہے، حاصل کلام اس قانون کی پابندی کرنے والے کا عمل انصاف کا ہے اور اس کے خلاف ورزی کرنے والا غیر منصف ہے۔ ۴۴

ہی پی سیس، لیکن خود قانون کو وضع کرنے والے ہی اگر اپنے ترتیب دئے ہوئے قانون کو بدلتے اور ترمیم کر سکتے اور منسوخ کرتے، اور جدید ترتیب دیتے رہتے ہیں، تو پھر ایسے قانون کی پابندی کرنا کیسے بہتر ہے؟ سقراط، قانون میں رو بدل ہونے سے اس کی پابندی کر نیوالے کو لازم و نیا ایسا ہے جیسے جنگ کے آخر میں صلح ہونے کے احتمال سے ملک کے لئے جنگ و جدال کر کے اپنی جان گنوانے والے بہادروں کو لازم و نیا۔ لاگیرس اگر باشندگان ملک اسپارٹا کو قانون کی پابندی کرنے کے اصول اچھی طرح تعلیم نہ دیتا تو سلطنت اسپارٹا دوسری سلطنتوں کے بر نسبت یقیناً اس قدر بہتر نہ بنتی، قانون کی پابندی کرنے والی سلطنت امن کے زمانہ میں آرام سے رہتی ہے، اور جنگ کے موقع پر فتح یاب ہوتی ہے۔ اور فریس اور روراندیش اراکین سلطنت اپنی سلطنت کے باشندوں کو قانون کی پابندی کرانے کی نسبت کو شش کیا کرتے ہیں۔ اس کے سوا، تم واقف ہی ہو کہ اتفاق راحت حاصل کرنے کا بہت بڑا ذریعہ

اتفاق قائم کرنے کی دنیا میں تمام لوگوں کو ہمیشہ کو بخش رہتی ہے، مگر ایسے کے علاقہ میں رہنے والے لوگوں کو حلف کرنا ہوتا ہے کہ ہم آپس میں ایک دوسرے سے جھگڑا نہ کریں گے۔ اور اتفاق سے رہیں گے، اتفاق سے رہنے کے بارے میں اون پر جو سختی ہے، وہ ایسی نہیں ہے کہ وہ صرف ایک ہی کمپنی کا تماشہ دیکھیں، ایک ہی قسم کے باجے سنیں، قلعان شاعر کا ہی دیوان پڑھیں، یا تھریک کے قلعان ہی ذبیحہ کو پسند کریں، ایسا نہیں بلکہ اپنے ملک کو راحت پہنچانے اور اوس کو دشمن سے محفوظ کرنے کے بارے میں وہ اتفاق سے اپنے ملک کے قانون کی پابندی کریں ایسا اتفاق ہی سلطنت اور خاندان کی راحت کا خاص ذریعہ ہے، قانون کے حکم کی پابندی کرنا جاگلی کاروبار میں مفید ہے، سزا سے بچنے یا انعام حاصل کرنے کے لئے اس کے مانند یقیناً کوئی اور ذریعہ نہیں ہو سکتا، جو قانون کی پابندی کرنا والا ہے اُس کو اپنا مال و متاع یا اولاد وغیرہ حوالہ کرنا کیا زیادہ محافطت نہیں ہے؟ ملک قانون کی پابندی کرنے والے کا ہی زاید مرہون منت رہتا ہے، قانون کی پابندی کرنے والے کو ہی رفاہ عام کے کام تفویض کئے جاتے ہیں، اور واجب العزت خطابات بھی قانون کے پابندی کرنے والے کو ہی دئے جاتے ہیں۔ والدین۔ عزت۔ اقارب۔ ملازم و دوست احباب و گاہن والوں اور اپنے مہانوں کے فرائض قانون کے پابندی کرنے والے کو ہی سوا عہدگی سے اور کون بجالانے کے قابل ہوتا ہے؟ جسوقت کہ جنگ جاری

توضیح کے متعلق گفتگو کرنے کے لئے اس جنگ کو توڑے وقت کے لئے موقوف رکھنا ضرور ہوتا ہے۔ اس وقت کس کے اعتماد پر توقف کیا جاتا ہے؟ صلح بھی کس کے اعتماد پر کی جاتی ہے! قانون کی پابندی کرنے والے اور انصاف سے عمل کرنے والے کے ہی اعتماد پر نہ؟ احسان کا بدلہ تو قانون کی پابندی کرنے والا ہی احسان سے ادا کر سکتا ہے۔ جس وقت کہ لوگوں کو احسان کے بدلے کی نسبت اطمینان ہو جائے تو وہ نہایت مستعدی سے احسان کرینگے یا نہیں؟ لوگ جس کی ہیبوٹی کے خواستگار ہوں اور جس کی خرابی نہ چاہتے ہوں۔ اور عام لوگ جس سے مخالفت نہ کر کے دوستی پیدا کرنے کے خواہشمند ہوں وہ شخص قانون کی پابندی کرنے والا ہے یا نہیں؟ ہی پی لیس! قانون کی پابندی کرنے کے بہت فوائد ہیں، قانون کی پابندی کرنا انصاف کو ساتھ برتاؤ کرتا ہے، اس کے خلاف اب اگر تمہاری کوئی رائے ہو تو اس کو بیان کرو دیجئے؟

ہی پی لیس، عدل کے متعلق تو تمہارا خیال میری رائے سے بالکل ملتا جلتا ہے۔

سقراط، بعض ایسے بھی فوائد ہیں۔ جواب تک تحریر نہیں کئے گئے۔ کیا تم ان سے واقف ہو؟

ہی پی لیس، جن قاعدوں کی کہ، دنیا کے تمام لوگ پابندی

کرتے ہیں کیا وہ بھی اس قسم کے ہیں؟ ۲۲
 سقراط، "اون قواعد کو دنیا کے تمام لوگ ایک جگہ جمع ہو کر اتفاق
 رائے سے منظور کر چکے ہوتے ہیں کیا تمہارا یہ خیال ہے؟ ۲۳
 ہی پی لیس، "نہیں، یہ تو مطلق ممکنات سے نہیں بلکہ تمام دنیا
 کے لوگ ایک جگہ کس طرح جمع ہو سکیں گے، اور اون کی زبان ایک
 دوسرے کے سمجھ میں آنکر وہ اوس قواعد کو کس طرح منظور کرینگے؟ ۲۴
 سقراط، "پھر اون قواعد کو کس نے بنایا ہے؟ اس کے متعلق
 تمہارا خیال کیا ہے۔"

ہی پی لیس، "اوس کو تو وضع دینے والا خدا ہی ہونا چاہیے۔ کیونکہ
 خدا کی عبادت اور شناخت خوانی کرنا اور اپنے بزرگوں اور والدین کی عزت
 و وقعت کرنا یہ اوس کے ہی احکام ہیں۔"

سقراط، "خدا اور انسان کے ترتیب دئے ہوئے قانون میں
 صرف اس قدر فرق ہے کہ خدا کے قانون کے خلاف عمل کرنا عموماً کو
 یقیناً سزا ملتی ہے، اور انسان کے ترتیب دئے ہوئے قانون کے
 خلاف عمل کرنے والا روپوش رہ کر۔ رشوت۔ سفارش۔ و باؤ۔ اعلیٰ
 درجہ کے وکلاء کے نکات یا چال بازی سے اپنی بار و صحیح ثابت کر کے
 جرم کی سزا پانے سے بچ سکتا ہے۔"

ہی پی لیس، "اب تم یہ بیان کرو کہ احسان کا بدلہ احسان سے

کرنا چاہئے، کیا یہ قانون خدا کا ہی ترتیب دیا ہوا ہے یا نہیں۔ ۲۲۹
 ہی پی لیس، ”یہ قانون خدا ہی کا ترتیب دیا ہوا ہے، لیکن اکثر
 لوگ اس قانون کے خلاف عمل کرتے ہیں، سقراط تمہارے خیال
 کے بموجب اونٹنین سڑا ل چکی ہوا ایسا تو کہیں ظاہر نہیں ہوا۔ ۲۳۰
 سقراط، ”کیون نہیں؟ اس طرح کیون کہتے ہو؟ اونٹنین بالکل
 مناسب سڑا لتی ہے۔ اون کے دوست احباب اون کی ترک کر دیتے
 ہیں، اون سے نفرت کرتے ہیں اور اون کو اون کے پیچھے پیچھے دوڑتے
 پھرنے کی نوبت آتی ہے۔ ضرورت کے وقت جو احسان کرتا ہے
 وہی نیک دوست ہے۔ ضرورت کے وقت احسان کرنا تو درکنار،
 لیکن کئے ہوئے احسان کا بدلہ احسان سے منکر کے اولٹے نقصان دہانی
 کرنے والے کو تم کیا کہو گے؟ ایسے آدمی سے کوئی دوستی بھی کرے گا؟
 دوست ہونے سے اپنے مخالف کے پیچھے کتے کی طرح دوڑتے پھرنا
 کیا یہ کچھ کم سڑا ہے؟“

ہی پی لیس، ”بے توضیح بات! جو خلاف قانون عمل کرے
 اوس کو سڑا کا ملنا بالکل لازمی ہے، ایسا قانون ترتیب دینے کے
 لئے کیا سوائے خدا کے اور کسی میں بھی قدرت موجود ہے؟“

سقراط، ”خدا کے قواعد کو کیا تم انصاف کے خلاف سمجھتے ہو؟“
 ہی پی لیس، ”نہیں! نہیں! ہرگز نہیں۔ میرا خیال اوس کے

بالکل برعکس ہے۔ میں خیال کرتا ہوں یہ ممکن نہیں کہ خدا کی قوانین انصاف انسان بنا سکے ۲۲

سقراط، اگر یہ بات ہے تو قانون کی پابندی کرنا یعنی انصاف کے ساتھ عمل رکھنا یہ خدا کو بھی مقبول ہوتا ہے ۲۱ اور یہ بات ملنے کے لئے کونسا امر مانع ہے ۲۰

حسن اور خوبی میں فرق

اری سٹی پس نے جب خیال کیا کہ سقراط مجھ کو لاجواب کر دیتا ہے تو اُس نے بدلہ لینے کے ارادے سے اوس کو معالطہ دیکر ایک سوال کر دیا، سقراط نے کہا کہ گفتگو سے میری غایت صرف یہی ہوتی ہے کہ اپنے سامعین کی بہبودی ہو بعد ازاں اوس نے اری سٹی پس کے سوال کا جواب نہایت خوبی سے دیا

اری سٹی پس نے جو سوال کہ سقراط سے کیا وہ یہ تھا کہ ۲۱ کیا تم اس سے واقف ہو کہ دنیائین کو نسلی چیز بہتر ہے ۲۲ اگر سقراط اس کے جواب میں کہتا، گوشت، شراب، دولت، ثروت، قوت، دلیری، صحت یہ تمام چیزیں بہتر ہیں۔ تو اوس کے بارے میں اری سٹی پس نے سوچ رکھا تھا کہ یہ چیزیں چونکہ خراب ہیں میں اس کو ثابت کر کے سقراط کی فضیلت کروں گا۔

لیکن سقراط نے جواب نہ دیتے ہوئے اوس سے دریافت کیا کہ کیا تمہارے سوال کا یہ منشاء ہے کہ درخت آجائے تو کونسی چیز بہتر ہے ؟ یا انکھین آجائے تو کونسی چیز بہتر ہے ؟

اری سٹی پس مجھ کو ان دونوں کے جواب کی ضرورت نہیں ہے۔
 سقراط درپھر کیا کہ اس تھا میں کونسی چیز بہتر ہے ؟ اس کا جواب ہونا چاہئے ؟

اری سٹی پس "نہیں، نہیں ! اس کی مطلق ضرورت نہیں ہے۔"
 سقراط "پھر کیا، جو بات کسی کے لئے اچھی نہیں ہے اوس کے لئے کونسی بات بہتر ہوگی ؟ اس سوال کا جواب ہونا چاہئے ؟ اگر یہی بات ہے تو مجھ کو اس قسم کی کوئی بات بالکل معلوم نہیں ! اور اگر دنیا میں ایسی کوئی بات ہوگی تو اوس کی مجھ کو ضرورت نہیں ہے۔"

اری سٹی پس "اے اس گفتگو کو یہاں ختم کر کے اوس سے یہ سوال کیا کہ حسین کونسی چیز ہے ؟"

سقراط "اصد با حسین چیزوں سے میں واقف ہوں۔"
 اری سٹی پس "کیا وہ تمام مساوی ہیں یا ان میں کچھ فرق ہے ؟"
 سقراط "بالکل مساوی نہیں ہیں، بلکہ وہ بالکل ایک دوسرے سے جدا گانہ ہیں۔"

اری سٹی پس "اگر وہ چیزیں حسین ہیں تو وہ ایک دوسرے سے

تخلف کس طرح ہو سکتے ہیں۔ ۱۱

سقراط، اس میں تعجب خیز کوئی بات نہیں۔ یہ تو دنیا میں ہمیشہ مشاہدہ میں آنے والی ایک معمولی بات ہے۔ دوڑنے والے کے جسم کی جو خوبصورتی ہوتی ہے۔ وہ کشتی لڑنے والے کے جسم کے بہ نسبت جداگانہ ہوتی ہے۔ ایک شخص پر جو چیز خوبصورت معلوم ہو یہ ضرور نہیں کہ وہی چیز دوسرے شخص پر ہی خوبصورت معلوم ہوئی ہو۔ بھالا ہلکا اور قابو کا ہو گا تو وہ خوبصورت ہے لیکن اوس کی خوبصورتی اوس کے ہلانے والے پر منحصر ہے، اور اسی طرح تمامی باتوں میں فرق ہے۔ ۱۲

اریسٹیپس، عمدہ بات کونسی ہے جب میں نے تم سے یہ سوال کیا تو تم نے جواب دیا علیٰ ہذا اس سوال کا بھی جواب دو! ۱۳

سقراط، خوبی اور حسن یہ دونوں جداگانہ صفات ہیں، کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ حسن اور خوبی ان دونوں کے معنی ایک ہی ہیں۔ احسن اور خوبی یہ دونوں صفتیں جس انسان میں پائی جاتے ہیں اوس کی ہم عزت و وقعت کرتے ہیں۔ اپنی جسمانی حالت کی نسبت غور کیا جائے تو وہاں حسن اور خوبی کی ایک ہی غرض پائی جائے گی! دنیا کے کارآمد چیزیں جس کام کے لئے کارآمد ہیں، اوس کام کے لئے ہیں اور وہ اچھے یا خوبصورت کہلاتے ہیں۔ ۱۴

اریسٹیپس، تمہارے اس قسم کے خیال کے بموجب گو براور

غلاظت اوٹھانے کے ٹوکرون کو بھی خوبصورت کہنا چاہئے۔ ۲۰
 سقراط، یعنی، اوس کام کے لئے وہ مناسب اور موزون ہون گے
 تو بیشیک وہ بھی خوبصورت ہین! اور اس کے برعکس طلبائی پدک موزون
 نہیں ہے تو پہنے والے کے لئے خراب۔ ۲۱

اری سٹی پس، ایک ہی چیز کیا اچھی اور بری ہو سکتی ہے؟ ۲۲
 سقراط، ہاں! ہو سکتی ہے! جس کو اشتہا ہو چکی ہوگی اوس کے لئے
 جو چیز بہتر ہے وہ بخارین مبتلا شدہ کو خراب، اور گشتی لڑتے وقت جو چیز
 بہتر ہے وہ دوڑتے وقت خراب ہے! غرض کہ جس کام کے لئے جو چیز
 کارآمد یا موزون معلوم دیتی ہے اوس کام کے لئے وہ بہتر اور خوبصورت
 ہے! اور جس کام کے لئے جو چیز ناکارہ اور غیر موزون ہے اوس کام کے
 لئے وہ خراب اور بد وضع ہے۔ موسم گرما میں خشک اور موسم سرما میں حرارت
 راحت بخش اور کارآمد جو مکانات ہون گے وہی سچے خوبصورت اور اچھے
 مکانات کہلاتے ہین۔ تنہائی میں خدا کی عبادت کرنے میں وکونہایت
 اطمینان ہوتا ہے اس لئے آبادی کے بنسبت اوس سے فاصلہ والی
 عبادت گاہ خوبصورت ہے۔ ۲۳

سقراط، کے اس خوبی کے ساتھ جواب دینے سے اری سٹی پس کے
 یہ لے لیتے کی خواہش پوری نہیں ہو سکی۔ ۲۴

خدا کے ہستی کی بحث

علاقہ گریس کے لوگ اوس زمانہ میں دیوتا کے نام قربانی پڑھانا، اونکی عبادت کرنا، اور معتقدین کے زبان سے اوس دیوتا کی خواہش سے واقف ہو کر اوس کے بموجب عمل کرنا ہی خاص دینی فرض سمجھا کرتے تھے۔ ار می سٹوڈیمیس نامی ایک بڑا متول شخص مذکور الصدر فرانس نہیں بجالاتا اور وہ صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتا تھا بلکہ اوس کے بجالانے والے مذاق بھی اوڑھتا تھا، سقراط کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو اس نے ایک روز اوس سے ملکر یہ سوال کیا کہ، "فطرتی صفت جس کی تم تعریف کیا کرتے ہو کیا فطرتی صفت والے کچھ اشخاص موجود ہیں۔" ۲۰

ار می سٹوڈیمیس، "ہاں، ایسے لوگ موجود ہیں۔" ۲۰

سقراط، "مہربانی فرما کر تم احسن کے نام تو بیان کرو۔" ۲۱

ار می سٹوڈیمیس، "ہو مر شاعر یہ قدیم زمانہ کے ہیں اس لئے میں اوس کی تعریف کرتا ہوں۔ سوفو کلیس یہ ریج آمیز نقلین لکھنے میں اپنا آپ نظیر ہے۔ اس لئے میں پسند کرتا ہوں۔ پوبلی کلٹس یہ عمدہ جہت تراش ہے اس لئے میں اوس کی تعریف کرتا ہوں، اور جیسے اوس کے عمدہ مصور ہے اس لئے میں اوس کو چاہتا ہوں۔" ۲۲

سقراط، جس بُت تراش کا بُت روح موجود نہ ہونے سے حس و حرکت کرنے کے ناقابل ہو، اس قسم کے بت تراش کے یہ نسبت اوس بُت تراش کی جس کے بُت میں حس و حرکت اور نیک و بد کی تمیز موجود ہو۔ ثناء و صفت اور عزت اور وقعت بجالانے کے لئے آمادہ ہوا نہیں ۴۶

اریسٹوٹیمس، بیشک لیکن ایسے بُت معمولی طریقہ سے نہیں بن سکتے ہیں، اگر کوئی اس قسم کے جاندار اور سمجھ دار بُت کو سوچ سمجھ کر اور اپنی قابلیت صرف کر کے بتائے گا تو فی الحقیقت وہ زاید واجب الوقت بنے گا۔ ۴۷

سقراط، دنیا میں دو قسم کے چیزیں مشاہدہ میں آتے ہیں۔ اون میں بعض اس قسم کے ہوتے ہیں کہ، اوس کو دیکھنے کے ساتھ ہی یہ سمجھ میں آ جاتا ہے کہ وہ فلان فلان کام کے غرض سے پیدا کئے گئے ہیں، پھر تم مجھ سے بیان کرو کہ، منجملہ اون کے خاص طور پر کون سے چیزیں پیدا کئے گئے ہیں۔ ۴۸

اریسٹوٹیمس، مشاہدہ میں آنے کے ساتھ جو چیزیں کہ اچھے اور کار آمد ہم کو پائے جاتے ہیں وہی چیزیں غور کے ساتھ بتائے گئے ہیں یہ سمجھ لینا زائد مدلل ہے۔ ۴۹

سقراط، انسان کو پیدا کرنے والے نے جو چیزیں کہ اوس کے پاس آنے والی ہیں اون کو مختلف طریقہ سے قبول کرنے کے قابل اوس کو بعض

عطا کئے ہیں نظر آنے والے چیزوں کو انسان آنکھ سے دیکھتا ہے، اور آواز کو کان سے سنتا ہے، اگر قوت شامہ ہوتی تو خوشبو سے حاصل ہونے والی مسرت ہم کو کس طرح حاصل ہوتی؟ اگر زبان نہ ہو تو مختلف چیزوں کے ذائقے سے جو لطف حاصل ہوتا ہے اس کا ہم کو کیسے حظ مل سکتا ہے؟ جب یہ بات ہے تو اس قسم کے کارآمد اعضاء پیدا کرنے والے کی دانشمندی اور اس کے دوراندیشی کے ثبوت تم کو کیوں نہیں معلوم ہوتے؟ آنکھ منجملہ ہمارے دیگر اعضاء کے ایک نہایت نازک عضو ہے، جس وقت کہ یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ عیدگی کے ساتھ اس کی حفاظت ہونا چاہئے تو جو قوت دیکھنے کی ضرورت ہو اس وقت کھٹکنے والے اور جب آرام کی ضرورت ہو خو و بخو و بند ہونے والے پلکوں کے جیسے سرپوش پیدا کرنے والے کی کس قدر دانشمندی کی تعریف کرنا چاہئے؟ ہوا کے طوفان کے موقع پر گرد و غبار کے بالکل باریک سے باریک ذرّہ آنکھ میں داخل ہونے کے لئے جس نے پلکوں کے باریک بالوں کی چلمن بنائی ہو، اور پانی کے قطرے آنکھ میں داخل ہو کر تکلیف نہ ہونے کے لئے اور کو بنایا ہو اس کے بنانے والے کی کس قدر فراست ماننا چاہئے، حالانکہ اقسام کے آواز ہوتے رہتے ہیں، مگر منجملہ انکو جس کی کہ ہر خاص ضرورت ہے اس کے سننے کے قابل کرنا کی ترتیب دینے والے کی دانشمندی کیا زیادہ بیان کرنے کی قابل نہیں ہے؟ تمام جانداروں کے سامنے کو غذا کو ٹکڑے کر کے قابل اور باقی کے دانت غذا کو چبا کر کھانے کے

قبل بناتے ہیں، اور اوس کے کھانے کے قبل وہ اچھی ہے یا نہیں،
 علیٰ ہذا اوس کو کسی قسم کی بوتو نہیں آتی ہے اس سے واقف ہونے کی
 غرض سے ہی آنکھ اور ناک کو منہ کے نہایت قریب ہی ترتیب دینے والے
 کی صفت کیا کچھ معمولی ہے؟ حاصل کلام، یہ تمام چیزیں جو اس قدر ترتیب
 کے ساتھ اور نہایت فکر سے بنائے گئے ہوں۔ اوس کے متعلق کیا تمہارا
 خیال ہے کہ وہ خود بخود بن گئے ہوں گے؟

اری سٹوڈیمیس، نہیں، میں تو ہرگز ایسا نہیں خیال کرتا بلکہ اسکے
 متعلق جس قدر زاید غور کیا جائے اوسی قدر نسبت کے جاندار بنانے پر محنت
 کرنے والے عجیب و غریب صنّاع کے نسبت زاید عمدہ اور نیک خیال
 پیدا ہوتے ہیں۔

سقراط، آئندہ چلکر اوس صنّاع حقیقی نے تمام جانداروں کی نسل کا
 سلسلہ نہ مٹے۔ اس لئے اون کے نسل کی ترقی کرنے کا خیال
 رکھا ہے، اور بچوں کی پرورش ہو اس لئے والدین کے ولین اون کی
 نسبت اوس بے جو عجیب و غریب محبت پیدا کر دی ہے، اور زندہ رہنے
 کی محبت اور مرنے کے خوف کو جو اوس نے ہر ذی روح کے ولین
 پیدا کروایا ہے، اوس کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے؟

اری سٹوڈیمیس، تمام ذی روح کے بقائے نسل کا سلسلہ قائم
 رکھنے کی غرض سے اوس نے ان باتوں کو خاص طور پر پیدا کروایا ہو گا۔

میرا تو یہی خیال ہے۔ ۱۱

سقراط، ”واجبی ہے، صرف اتنا ہی خیال کافی نہیں ہے بلکہ تمام محیط و نیامین موجود رہنے والی لائقہ و مٹی، اور وریائے زخار میں رہتے والے بے انتہا پانی، آفتاب جہتاب وغیرہ سیاروں میں نظر آنے والی تیز روشنی، ان تمام غنام کے نہایت ہی خفیف حصہ سے جاندار کا جسم بنایا گیا ہے۔ اوس جسم کو جس طرح ان غنام کے ذخیرہ کا حصہ مل چکا ہے، اس طرح اون کے معلومات کو ایسے مقام پر رہنے والے معلومات کے ذخیرہ میں سے حصہ ملا ہوگا جس سے ہم بے خبر ہیں، یہ تمام اجزاء و وسیع مقدار میں ہو کر کل دنیا کا سلسلہ جاری ہے، مگر کیا وہ اجزاء خود بخود اپنی خواہش سے ظہور میں ہوتے ہونگے! ۱۲

آری سٹوڈیمس، اگر یہ کہا جائے تو جیسے کسی چیز کو بنانے والا صانع ہم کو نظر آتا ہے، اسی طرح تمہاری رائے کے مطابق تمام جاندار کو پیدا کنندہ اور اون کے جسم اور معلومات کو لایق طور پر ترتیب دینے والا اگر خدا ہے تو وہ ہمیں کیوں نہیں نظر آتا ہے؟ ۱۳

سقراط، ”خود تمہارے جسم کے جو حرکات ہوتے ہیں کیا وہ تمام اپنے ارادے سے ہی ہوتے ہیں؟ اور غالباً تم قبول کرو گے کہ تمہارے اعضا اور دل میں تحریک پیدا کرنے والی روح ہو۔ پھر وہ روح کہیں نظر آتی ہے؟ آری سٹوڈیمس، ہاں یہ صحیح ہے، مین یہ نہیں کہتا کہ خدا کا

وجود نہیں ہے، بلکہ میرے کہنے کا یہ مطلب ہے کہ خدا ہونا ضرور ہے، قدرت
زبردست اور اس طرح کامل ہے، کہ، اوس کو میری عبادت کی ہرگز
ضرورت نہیں ہے۔ ۴۱

سقراط، تمہارا خیال بالکل غلط ہے۔ کیونکہ خدا باوجود اس قدر
کامل اور بڑا ہونے کے بھی تمہارے مانند اولیٰ آدمی کی خبر گیری کرتا ہے،
تو تم کو اوس کی پرستش اور عبادت ضرور کرنا چاہیے۔ ۴۲

ارمی سموڈیمیس، اگر تجھ کو یہ معلوم ہوتا کہ انسان کے پنجو رح
کی فکر خدا کو بہتی ہے۔ تو میں خدا کی پرستش اور عبادت کرنے میں ہرگز
عدمِ توجہی نہ کرتا۔ ۴۳

سقراط، جس خدا نے انسان کو دوسرے جانداروں کی طرح
ویکھنے اور سننے اور ذائقہ چکھنے کے اعضا عطا کیا ہے اور جس نے
سامنے سیدھی نظر کہہ نقصانات کو وضع کرنے کی قوت عطا کی ہے اور
جس نے سیدھے فکر چلنے کی قوت عطا کی ہے، اور جس نے انسان کو
شل دوسرے جانداروں کے چلنے کے لئے پیروں پر پڑے پڑے اور مفید
کامین کرنے کی غرض سے ہاتھ دیے، اور جس نے زبان عطا کیا
اور انسان کے زبان میں الفاظ بنانے کی اور اوس کو ادا کرنے کی
اور اس طرح سے آپس میں خیالات سے آگاہ کرنے کی قوت رکھی ہے،
اور حالانکہ دوسرے جانداروں کو بعض خاص موسم ہی میں راحت ملتی ہے،

لیکن انسان کو تو تمام موسم میں مسلوئی طور پر راحت پائی جاتی ہے جس نے موسم کو اس طرح ترتیب دیا ہو پھر کیسے کہا جاسکتا ہے کہ اوس خدا کو انسان کے رنج و راحت کی فکر نہیں ہے۔ خدا نے صرف انسان کے جسم کی ہی فکر نہیں کیا۔ بلکہ اوس نے اوس کے روح کی نسبت بھی زاید فکر کی ہے۔ انسان کی روح کو یہ نسبت دوسرے جانداروں کے نہایت اعلیٰ درجہ کی بنایا ہے۔ اس حیرت انگیز دنیا کو پیدا کرنے والے خدا کی ہستی کا خیال انسان کے روح کے سوا کیا کسی دیگر جاندار کو ہے؟ انسان کے سوا خدا کی پرستش اور عبادت کرنے والا کیا کوئی اور جاندار ہے؟ اشتہا تشنگی اور سرد گرم ان سے اپنی حفاظت کرنیکی قوت بھی کیا کسی دوسرے جاندار کو ہے؟ ہم میں پیدا ہونے والے مختلف امراض پر انواع و اقسام کے ادویات کا انسان کے سوا کیا کوئی دوسرا جاندار تلاش کر کے پتہ چلا سکے گا؟ کیا انسان کے مانند دوسرے جاندار اپنی قوت کا استعمال کرتا ہے؟ اوں باتوں کو جو مشاہدہ اور سماعت میں آئے ہوں اور جس سے واقف ہوئے ہیں اوں کو ذہن میں رکھ کر معلومات میں ترقی کرنے کی قوت انسان کے سوا کیا کسی کو ہے؟ ادنیٰ سنٹوڈیسس اس سے زاید اور کیا بیان کیا جائے؟ انسان کے جسمانی ترتیب اور اوس کے روح کا دوسرے روح سے مقابلہ کیا جائے تو پایا جائیگا کہ انسان دیتا ہے؟ آپ یہ فرض کرنا

خدا اگر تمہاری روح کی بھی عظمت قائم رکھ کر بیل کی طرح تم کو جسم دیا ہوتا تو کیا حالت گذرتی؟ تم اپنے ذہن اور فراست سے اقسام کے ترکیبیں سوچتے مگر یا تھک نہ ہونے سے وہ چیز تم کو بناتے نہیں آتا، یا زبان میں گو باری کی قوت نہ ہونے سے مطلب منہ سے بیان نہیں کیا جاتا۔ اس کے عکس بیل کی روح کو اگر اسی حالت میں رکھ کر انسان کی شکل دی گئی ہوتی تو کیا ہوتا؟ وہ چلتا پھرتا گفتگو کرتا ہوا جانور ہی رہتا، جس خدا نے کہ روحانی ترقی اور اوس کے لئے موزون جسم ترتیب دیکر انسان کو پیدا کیا ہو کیا اوس کو ہمارے رنج و راحت کی نسبت فکر نہیں ہے؟ اور کیا تم یہ معلوم کرنا چاہتے ہو کہ خدا ہمارے رنج و راحت کا کس طرح خبر گیران ہے۔ ۱۱

اری سٹوڈیمیس، جیسے کہ کوئی دیوتا ہم سے فلان بات کرنے اور فلان بات نہ کرنے کہتا ہے۔ اسی طرح اگر خدا بھی مجھ سے کہے تو کافی ہیں سقراط، جب کہ کوئی ایک دیوتا کا مقتصد تمام باشندگان علاقہ کو گیس دیوتا کا حکم سناتا ہے، تو وہ حکم خاص تمہارے متعلق ہی نہیں ہوتا؛ بلکہ عام ہوتا ہے۔ اری سٹوڈیمیس! تم اس خیال کو ترک کرو، جس طرح کہ تمہارے جسم کی حس و حرکت کرنے کے لئے تمہارا نقصنا سا ول مقتدر ہے۔ اسی طرح عالم میں حرکت پیدا کر دینے کے لئے ایک بڑے ول کی ضرورت ہے۔ تمہارے نظر سے تم کو کچھ مقررہ فاصلہ پر کے چیزیں نظر آئیں گے، لیکن خدا کی نظر اس قدر وسیع ہے کہ، دنیا میں کے ہر گوشہ میں ہر وقت میں گزرتا

تمام واقعات اوس کو دکھائی دیتے ہیں۔ کسی انسان پر احسان کر کے اوس کے احسانمندی کا ہم امتحان کرتے ہیں، اور کئی باتوں میں اوس کی رائے دریافت کر کے اوس کی دوراندیشی اور فراست کو جانچتے ہیں۔ خدا کے احسانات کو ذہن میں لا کر اگر ہم اوس کی عقیدت مندی کرنا شروع کر نیچے، تو بہت ہی جلد ہم کو اوس کی عالم الغیبی، ہمہ دانی اور کل محیط ہونیکا ثبوت ملیگا۔ ۱۱

سقراط ۱۱ اس قسم کی گفتگو کر کے اپنے سامعین کے دل میں خدا کے ہستی اور اوس کے ہمہ دانی کے صفات و بہن نشین کر کے تنہائی کی حالت میں بھی انصاف کے خلاف عمل نہ کرنے کی نسبت اور بخین نفسانچ سنایا کرتا تھا۔ ۱۱

بندون پر اللہ کے حقوق

سقراط کی رائے ہے کہ نیک خصلتی اور پاکیزگی یہ ملک کے ہونے کے ستون ہیں۔ ان کے سوا خواہ کتنے ہی دوسرے عمدہ صفات موجود ہوں لیکن اوس ملک کے لوگوں سے نیک کام اور انہو سکین گئے۔ صرف یہی نہیں بلکہ وہ ذلیل۔ بد خصلت بن کر اقوام کے برائیاں کرنا شروع کر نیچے، سقراط اپنے دوست کو خدا کے اور انسانی جماعت کے حقوق

پہلے خوب سمجھا دیتا۔ بعد ازاں اوس کو رفاہ عام کے کام کرنے کی اجازت دیتا۔ اور سب سے پہلے خدا کی قدرت اور اوس کی دانائی اور رحم و ملی کی بار بار تعریف کر کے اوس کی عظمت کا سکھ اپنے دوست کے دل پر بٹھانے کی کوشش کرتا، ایک مرتبہ یو تھی ڈیمیس اور سقراط حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

سقراط، کیا تم نے خدا کی رحم و ملی پر جس سے وہ انسان کے کل اغراض پورے کر دیتا ہے کبھی غور کیا ہے؟
یو تھی ڈیمیس، نہیں، اس کے بارے میں میں نے کبھی غور

نہیں کیا۔

سقراط، ہم کو روشنی کی نہایت ضرورت رہتی ہے، مگر خدا ہم کو کس طرح کافی مقدار میں پہونچا دیتا ہے؟

یو تھی ڈیمیس، فی الحقیقت، مگر روشنی نہوتی تو ہم میں اور نیا نیا کچھ فرق نہوتا۔

سقراط، خدا نے ہمارے لئے راحت ضروری سمجھ کر شب کا وقت کس طرح مناسب پیدا کیا ہے؟

یو تھی ڈیمیس، تمہارا بیان درست ہے، اور اس رحم و ملی کے باریں ہم کو خدا کی بار بار ثناء و صفت کرنا چاہئے۔
سقراط، خدا ہمارے لئے صرف اتنا ہی نہیں کیا، بلکہ اوس کے

پیدا کردہ شعاعوں سے تمام خیرین دکھائی دیتے ہیں، روشن آفتاب کی گردش سے ہم کو وقت کا علم ہوتا ہے، تاریک شب میں بھی نمایاں ہوتا سیاروں سے ہم وقت شناخت کر سکتے ہیں شب میں روشن ہونیوالی ایک مدور چیز مہتاب کے نام سے اوس نے پیدا کی ہے، اور مہتاب کے ذریعہ رات گھنٹوں کی تعداد شناخت کر سکتے ہیں اور گھنٹوں سے تاریخ کا ہنگو علم ہوتا ہے۔

یوتھی ڈیمس، آپکا بیان بہ طرح صحیح ہے۔

سقراط، اور یہ کس قدر مہربانی ہے کہ ذی روح کو چونکہ غذا اور پانی کی بے حد ضرورت ہے، اس لئے اقسام کے لذیذ میوہ جات اور غلہ وغیرہ دنیا میں پیدا ہونے والے چیزیں کثرت کے ساتھ پیدا ہونے کے لئے خدا نے موسم کی کس طرح ترتیب مقرر کر رکھی ہے؟

یوتھی ڈیمس، فی الحقیقت، ان باتوں کے نسبت غور کیا جائے خدا کا انسان پر سجدہ مہربان ہونا یہ ظاہر ہوتا ہے۔

سقراط، اور خدا کے پیدا کردہ پانی کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ ایسا پانی جو تمام چیزوں کے لئے ضروری و لا بدی ہے۔ پانی کے وجہ سے ہی زمین میں پیداوار ہو کر پختہ ہوتی ہے۔ ہمارے بقائے صحت کے لئے پانی کا ہونا نہایت ضروری ہے، خدا تیار کرنے، اوس کو استعمال میں لانے، اور ذائقہ دار بنانے کے لئے پانی کی نہایت مہربان ہے۔ ہر کام میں کارآمد ہونے والے پانی کو جس خدا نے کہ ہر طرف حواس

پیدا کرو یا ہو کیا وہ تفریفا کا مستحق نہیں ہے؟ اور کیا اوسی خدا نے ہکو
ایسی آگ جو سوری سے ہماری حفاظت کرنے والی، تاریکی میں روشنی
دینے والی، ہمارے غذا کو پکانے والی، اقسام کے کاروبار کے لئے
ضروری اور کار آمد ہمارے بڑے بڑے اہم کامین انجام دینے والی ہو پیدا
نہیں کی؟

یو تھی ڈیمیس، "خدا کے ہم پر بے انتہا احسانات ہیں۔ کیونکہ ہر بات
میں وہ ہمارا محسن ہے۔ فی الحقیقت اوس کے ہم پر جو احسانات ہیں
اون کی کوئی حد نہیں ہے! اگر اوس کے پیدا کردہ اشیاء مثلاً دنیا،
آفتاب، مہتاب، سیارگان، پانی، آگ، موسم وغیرہ کی نسبت غور کیا
تو، یہ پایا جاتا ہے کہ خدا ہر وقت انسان کی مہربانی کے کاموں میں مصروف
ہے، لیکن ان چیزوں کا فائدہ انسان کی طرح اون جانداروں کو بھی ہوتا
جنہیں امتیاز کی قوت نہیں ہے، اور یہ کس قدر تعجب انگیز بات ہے۔"
سقراط "یہ جاندار چیزیں بھی تو انسان کے لئے ہی کار آمد ہیں؟
گھوڑے، بیل، کتے، بکرے وغیرہ جس طرح انسان کے کار آمد ہوتے ہیں۔
کیا کسی دوسری جاندار کو بھی کار آمد ہوتے ہیں۔ میرا تو خیال ہے کہ تمام دنیا کی نسبت یہ
جاندار چیزیں انسان کی ہی زیادہ کار آمد ہیں، زمین سے پیدا ہونے والے غلہ، ترکاری اور
میوہ حیات پر بسر کرنے والے انسانوں کے نسبت اچھے، دودھ، مکہ
اور گوشت پر بسر کرنے والے لوگ کثرت سے ہیں، جانور جب بااعت

پرورش انسان سے مانوس ہو جاتے ہیں تو جنگ جیسے کام میں بھی انکو انسان ہمیشہ کام میں لایا کرتے ہیں۔

یوہتی ڈیس "صحیح ہے، بہ نسبت انسان کے جن جانوروں میں کہ لئے صد ہا گونہ کیا بلکہ ہزار ہا گونہ قوت اور طاقت ہوتی ہے۔ اون کو بھی انسان اطاعت گزار بنا کر اون سے وہ جو چاہتے کام کرا لیتے ہیں۔"

سقراط "رحم دلی کے متعلق اوس خدا کی جس قدر تعریف کیجائی اوسی قدر کم ہے۔ غور کرو کہ اس دنیا میں جس طرح اقسام کے خوبصورت اور کار آمد چیزیں اوس نے پیدا کی ہیں۔ اوسی طرح اون چیزوں کا فائدہ اٹھانے کے قابل بیرونی اعضاء اور اندرونی قوانین مثل عقل کے جو نیک و بد میں تمیز کرتی ہے۔ اور نیک خیالات وغیرہ دیے ہیں جس کی وجہ سے جن چیزوں کا علم کہ ہم کو بیرونی اعضاء کے ذریعہ ہوتا ہے اونکے خواص کیا ہیں۔ بخندہ اون کے کون سے کامد اور کون سے ناکارہ ہیں؟ قابل قبول کون سے ہیں اور ترک کرنے کے قابل کون سے ہیں اس کا ہلکو علم ہوتا ہے، خدا کے بے نظیر عطیہ یعنی زبان ہی کی مدد سے ہم دوسرے کو آگاہ کرتے ہیں۔ کار آمد باتوں کی ہم ایک دوسرے کو خبر دیتے ہیں، قانون کا نفاذ کر کے سلطنت کا انتظام کرتے ہیں۔ اور اوس خدا کے برتر نے اپنے بعض مقبول بندوں کو غیب دانی اور چشم بصیرت بھی عطا کی ہے جس کے ذریعہ ہم قبل از قبل آئندہ زمانہ کے باتوں سے

آگاہ ہو کر اچھی روش اختیار کرتے ہیں۔ ۱۱
یونانی ڈیمیس، اگر خدا رسیدہ اشخاص کے نسبت دیکھا جائے تو
بہ نسبت دوسروں کے باشندگان گریس پر خدا کے بہت احسانات
ہیں۔ قبل اس کے کہ ہم خدا رسیدہ لوگوں کے پاس حاضر ہو کر ان کے
رائے دریافت کریں۔ ہم کو خود خدا کے تعالیٰ آگاہ کر دیا ہے کہ فلاں طریقہ
اچھا ہے اور فلاں خراب ہے۔ ۱۲

سقراط، خدا موجود ہے اور وہ انسان کے راحت رسانی کی نہایت
فکر کرتا ہے، اگرچہ کہ یہ باتیں بالکل صحیح ہیں، لیکن وہ کبھی تمہارے
روبرو آکر کھڑا نہیں رہے گا۔ بلکہ اوس کی ہستی کو اوس کے کاموں پر
شناخت کر لینا چاہئے، خدا ہمیشہ اسی طرح سے جلوہ دکھائیگا! اوس کا
علانیہ جلوہ دکھانا غیر ممکن ہے، اوس نے ہی اس خوبصورت دنیا کو
پیدا کیا ہے اور وہ ہی اوس کی پرورش اور پرداخت کرتا ہے، تمام
کام بلا کھڑکھڑچلانے والا وہی ہے اور اوس کے حکم سے دنیا میں تمام
عزل و نصب ہوتا ہے۔ اوس کے یہ حیرت انگیز کاموں سے ہی اوس کا
وجود مان لینا چاہئے، کیونکہ ہمیشہ وہ بالکل پوشیدہ حالت میں رہتا ہے۔
اوس کے ان کاموں پر سے ہی اوس کے وجود کا قیاس کر لینا چاہئے،
اگرچہ معمولی اوقات میں اوس کا وجود سمجھ میں نہیں آتا لیکن غیر ممکن
کاموں کے تکمیل پانے سے اوس کے وجود کا تصور کرنا چاہئے، اگرچہ

معمولی اوقات میں وہ بالکل بیدار خیال ہے۔ مگر جب کہ اوس کے بے نظیر کام و یکیتے میں تو اوس پر سے خدا کے جمال و یکیتے کے شائق ہوتے ہیں۔ مگر چونکہ ہم میں اوس کے جمال و یکیتے کی قوت نہیں ہے اس واسطے ہم اوس کی ہستی سے ہی منکر ہوتے ہیں، لیکن یہ بالکل غلطی ہے آفتاب منجد اوس کے کاموں کے ایک ادنیٰ سا کام ہے، اور وہ ہم سب دکھائی دیتا ہے، لیکن پورے طور سے ٹکٹکی جائے ہوئے اوس کی جانب دیکھنے کی کیا کسی میں قوت موجود ہے؟ اگر کوئی ہمت بھی کرے تو فوراً اوس کی بصارت جاتی رہے گی۔ اوس کے ادنیٰ مخلوق یعنی آفتاب کے جانب دیکھنے کی اگر ہماری بصارت میں قوت موجود نہیں ہے تو خدا کے جانب دیکھنے کی قوت کہاں سے موجود ہوگی؟ پروردگار اپنی ہر قوت کو پروردہ سے ظاہر کرتا ہے۔ دیکھو جب بجلی گرتی ہے اوس وقت کوئی چیز چاہل ہو جائے خواہ وہ کیسے سے کیسی زبردست ہی کیون نہ ہو اوس کے ایک ٹکٹکے صدمہ سے وہ جل بھن کر رہ جاتی ہے، لیکن بجلی اوس چیز کو کس وقت اور کس طرح صدمہ پہونچاتی ہے اوس کا صرف اندازہ بھی تو ہم نہیں کر سکتے ہوا۔ اگرچہ ہمارے جسم کو مس کرتی ہوئی معلوم ہوتی ہے، اور اوس سے جو بگولے وغیرہ پیدا ہوتے ہیں وہ علانیہ آنکھ سے نظر آتی ہیں، مگر ہوا ہم کو نہیں دکھائی دیتی۔ انسان میں اگر خدا کا کچھ جز ہے تو وہ نہ نظر آنے والی روح ہے! ایسی روح جسکی کہ ہمارے جسم پر کامل طور پر حکومت چلتی ہے،

لیکن وہ روح ہم کو کہیں نظر نہیں آتی ہے، حاصل کلام بجلی، ہوا، رُوح باوجود خدا کے اون قوتوں کے پوشیدہ رہنے کے بھی جس طرح اون قوتوں کے ہستی کو ہم مان لیتے ہیں، اسی طرح اگرچہ کہ خدا نہیں دکھائی دے مگر ہم کو اوس کی ہستی قبول کرنا لازمی ہے۔ اوس کے کاموں کے نتیجہ پر سے اوس کی ہستی کو مان لو۔ اوس سے تم پر جو بے انتہا احسانات کئے ہیں ان پر غور کرو، اور جائز طریقہ سے اوس کی عبادت کرو۔ ۱۱

یونانی ڈیمس "خدا پر عقیدہ رکھنے سے مجھ کو ہرگز انحراف نہ ہوگا۔ وہ ہر انسان پر جو بے انتہا احسانات کرتا ہے، اون سے ہر ایک کو آگاہ ہونا مناسب ہے، لیکن ہر انسان اون سے آگاہ نہیں ہوتا ہے۔ اسکا مجھے نہایت افسوس ہے۔ ۱۲

سقراط "تم اس کے نسبت ہرگز افسوس نہ کرو، پہلے اس سوال کا جواب سوچو کہ کون سے کام کرنے سے وہ تم کو پسند کرے گا۔ اسی غرض سے دیوئل فن کے بت کو آگے لگاؤ۔ میں تو کیا جواب ملیگا، کیا تم اوس سے واقف ہو؟ دیتا کہتا ہے کہ، تم اپنے ملک کے رسم و رواج کے بموجب عمل کرو، ملک کا رسم یہی ہے کہ ہر ایک شخص اپنے حسبِ قدرت دیوتا پر قربانی چڑھائی میں خیال کرتا ہوں کہ خدا جتنا قربانی سے خوش ہوگا، اتنا کسی دوسرے بات سے نہ ہوگا۔ کیونکہ قربانی دیوتا ہی کا بتلایا ہوا طریقہ ہے۔ حسبِ قدرت جو کہا گیا ہے اوس سے یہ مراد ہے کہ کبھی اپنے قدرت کا بڑا استعمال

نکرنا چاہئے یعنی قدرت کی چوری نہ کرنا چاہئے، کیونکہ قدرت میں چوری کرنا خدا کے نسبت علانیہ نفرت کرنا ہے۔ انسان اپنے حسب قدرت قربانی چڑھا کر اپنا فرض بجالائے تو پھر اوس کو خوف کرنے کی کوئی وجہ باقی نہ رہے گی، صرف یہی نہیں بلکہ معتقدین کے ولی آرزو میں بر لانے والا خدا اوس کی آرزو میں کچھ کمی نہوئے دیگا ہمارے تمام ولی آرزو میں پورے کرنے کا ذریعہ سوائے خدا کے عقیدہ تہندی کے ہرگز کوئی دوسرا نہیں ہے۔ اگر تمہاری خواہش ہے کہ خدا تم کو خوش رکھے تو تم خدا کو خوش کرو، اور خدا نے اپنی خوشی کا طریقہ تو بیان ہی کر دیا ہے۔

سقراط نے اپنے دوست کو باوجود اس قسم سے نصیحت سنانے کے یہ ظاہر کر کے کہ جس اصول کی نسبت میں لوگوں کو تعلیم دیتا ہوں اوس کے بموجب میرا بھی طرز عمل ہے، ولی پاکیزگی کو ترقی دیا ہے۔

کمال نظارہ

سقراط خواہ کسی قسم کے لوگوں میں جائے، وہاں کبھی ایسا نہوتا کہ اون کے حالات کے اصلاح کے متعلق کچھ نیکہ بیان نکلیا ہو۔ وہ پرسی نامی مصور کی دوکان پر ایک وقت گیا تو اوس کو کہا کہ، ہم دنیا میں جو کچھ دیکھتے ہیں اوس کی نقل اوتارنے کو ہی فن مصوری کہتے ہیں، اور تم مصور

قدرے رنگ کی مدد سے دریا کا کنارہ، پہاڑ، درے، صحرا، روشنی، تاریکی وغیرہ ان چیزوں کو بالکل بجنسہ بتلا دیتے ہو۔ نرم۔ سخت۔ صاف۔ شفاف اور کھڑور۔ ان چیزوں میں امتیاز صرف اس رنگ کے ذریعہ سے ہی تم دکھاؤ گے تمہارے کہنے ہوئے تصویروں میں فلان تصویر بھر کی اور فلان جوان کی ہے اور اون تصویر میں عمری اور جوانی مشاہدہ کرنے والے کو فوراً سمجھ میں آتی ہے، بے عیب حسن اگرچہ کہ دنیا میں علانیہ بہت کم نظر آتا ہے لیکن جو وقت تم کو کسی ہمہ تن حسین ماہِ جبین کی تصویر کو پہنچا تصور ہو تو اوس وقت مختلف مستورات کے خوبصورت اعضاء و ان کو پیش نظر رکھ کر اون تمام کو تم ایک جا کر کے اوس تصویر کو کہہ سکتے ہو؟

پیرسی اس، ہاں! ہم اسی طرح کیا کرتے ہیں۔
سقراط، اگر یہی ہے، تو نہایت نیک سیرت آدمی کی تصویر پہنچا سکتے ہو یا نہیں؟

پیرسی اس، جتنے اشیاء کہ نظر آنے والے ہیں اون کی تصویر ہم پہنچا سکتے ہیں لیکن تمہاری فرمائشی تصویر نہ کسی تصویر سے میل ملاپ اور نہ کوئی رنگ اوس کی شناخت کر سکتا ہے کیونکہ عادت ہمیشہ پوشیدہ رہتی ہے اور پوشیدہ چیز کی تصویر کس طرح پہنچی جائیگی؟
سقراط، ویسا آدمی اگر ایک ہی جگہ موجود ہوں تو اون کے نظر پر کیا تم واقف نہیں ہو سکتے کہ اون میں اتحاد ہے یا وہ ایک دوسرے سے

مخالفت کرنے والے ہیں ؟ ۴۴

پرسی اس " یہ آسانی سے ظاہر ہو جائیگا۔ ۴۵

سقراط " تو پھر اتحاد اور مخالفت ان دلی حالتوں کو تم تصویر کے
آنکھ پر کینچ سکتے ہو ؟ ۴۶

پرسی اس " بیشک کینچ تو جائیگی ! ۴۷

سقراط " اپنے دوست کے عروج یا اوس کے تباہی کی کیفیت
سن کر ہمارے چہرے کی جو حالت ہوتی ہے ، اوس حالت سے کیا تم
نہیں معلوم کر سکتے کہ ہم نے کس قسم کی کیفیت سنا ہے ؟ ۴۸

پرسی اس " بے شک یہ معلوم ہو سکتا ہے ۔ کیونکہ دوست کے عروج
کی کیفیت سننے والا چہرہ مسرت بخش ہوتا ہے ، اور اوس کی تباہی کی کیفیت
سننے والا چہرہ غمگین ۔ ۴۹

سقراط " پس محبت اور مخالفت کو مسرت اور غمگینی کی حالت کو
جیسا کیا تم تصویر کے چہرہ میں نہیں بتلا سکتے ؟ ۵۰

پرسی اس " ہاں بتلا سکتا ہوں ! ۵۱

سقراط " اسی طرح بزرگی ، فیاضی ، کم ظرفی ، خوف ، دور اندیشی ،
بد تہذیبی ، وحشیانہ حالت وغیرہ یہ دلی خیالات بھی انسان کے چہرہ پر
صاف طور پر نمایاں ہوتے ہیں جس کی نقل کرنا تمہارے جیسے مصور کے
قلم سے کوئی غیر ممکن بات نہیں ہے ۔ ۵۲

پرسی اس "تمہارا کہنا درست ہے۔" سقراط "آپ مجھ سے یہ بیان کرو کہ نیک خصلتی اور ویاست داری جس تصویر کے بشرہ سے ظاہر ہوا اس کے دیکھنے سے تم کو مسرت ہوگی یا بد خصلت انسان کی تصویر دیکھنے سے؟" پرسسی اس "یہ عام قاعدہ ہے کہ نیک خصلت آدمی کی تصویر دیکھ کر مسرت ہوتی ہے۔"

"جب بد خصلت انسان کے تصویر دیکھنے سے مسرت نہیں ہوتی تو انسان کو نیک خصلت بننے کی کتنی ضرورت ہے؟"

کلی ٹوٹامی بت تراش اور سقراط کی ایک وقت ملاقات ہوئی سقراط کہتا ہے کہ کسی کام میں مصروف اور کسی کام کے کرنے کا ارادہ رکھنے والے اس قسم کے دو آدمی کے بتوں میں تم جو اختلاف ظاہر کرتے ہو، وہ مجھ کو زاید حیرت انگیز نہیں معلوم ہوتا مگر تمہارے تیار کئے ہوئے بت جو بالکل مثل جاندار انسان کے نظر آتے ہیں، مجھ کو زاید تعجب میں ڈالتے ہیں۔ تم بت میں زندہ انسان کی کس طرح حالت بتاتے ہو؟"

کلی ٹوٹامی سوچ میں تھا کہ اس کا کیا جواب دے سقراط کہنے لگا میرا خیال ہے کہ "اپنے بنائے ہوئے بت مثل جاندار انسان کے نظر آنے کے لئے اس کو تراش دینے وقت تم زاید توجہ اور مشقت کرتے ہو گے اسی واسطے وہ بالکل جاندار نظر آتے ہیں۔"

جب کلی ٹوٹنے اپنی مشقت کو قبول کیا تو سقراط کہنے لگا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ انسان جس وقت کھڑا، بیٹھا یا لیٹا رہے تو اوس کے گوشے اعضا و خمیدہ، اور کون سے سیدھے، کون سے اینٹے ہوئے۔ اور کون سے کشاوہ، اور کس پر زاید باؤ پڑنے سے کھلے ہوئے ہوتے ہیں اُن کو غور سے دیکھنے کے بعد تم اپنے بت میں اوس کا چر بہنچتے ہو گے، اسی واسطے وہ اس قدر مشابہ نظر آتے ہیں۔ ۴۱

جب کلی ٹوٹنے اپنے غور کو قبول کیا تو سقراط کہنے لگا کہ غالباً جس تصویر سے کہ اوس کے تمام ولی جذبات بشرہ سے صاف طور پر نمایان ہوں اُس کے دیکھنے سے زاید مسرت ہوگی؟ ہاں ہمیں شمشیر لیکر جنگ کرتے ہوئے انسان کے بت کا چہرہ، دشمن کو خوف دلانے والے کی طرح بنانا چاہیے اور فاتح کے بت کے چہرہ پر خوشی اور مسرت ظاہر کرنا چاہیے۔ ۴۲

جب کلی ٹوٹنے اس کو بھی قبول کیا، تو سقراط کہنے لگا کہ اب مجھ کو بھی بیان کرتا ہے کہ انسان کے ولی خیالات ہمیشہ اوس کے بشرہ پر نمایان ہوا کرتے ہیں اور تم جس کا بت بنانا چاہو اوسی اصول کو پیش نظر رکھ کر بشرہ پر مختلف طور پر تغیر و تبدل نمایان کر کر اوس کے جذبات کو اوس کے چہرہ پر ظاہر کرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ ۴۳

سقراط ایک وقت پی سٹی اس نامی ایک زرہ بکتر بنانے والے کاریگر

کے دوکان پر بیٹھا ہوا تھا۔ اُس نے اوس کے بنائے ہوئے زرہ بکتر کو دیکھ کر کہا کہ ۱۲ زرہ بکتر کے موجبہ کے عقل و فراست کی تعریف کرنا چاہئے کیونکہ جسم کے جس حصہ پر دشمن کا وار ہونے کا احتمال رہتا ہے اوس حصہ کی زرہ بکتر کے ذریعہ حفاظت ہوتی ہے ۱ اور جنگ کے موقع پر جس طرح جان بابت کو حرکت دینے میں حارج نہیں ہوتا، لیکن یہاں کے دیگر کاریگروں کی بہ نسبت تم اپنے بنائے ہوئے زرہ بکتر کی کیون زیادہ قیمت لیتے ہو؟ کیا وہ دوسرے کاریگروں کے بنائے ہوئے زرہ بکترون کے بہ نسبت زیادہ مضبوط یا زیادہ قیمتی ہوتے ہیں؟ ۱۱

پنی سٹی اس ۱۱، ایسا نہیں ہے بلکہ میرے زرہ بکتر بہ نسبت دوسرے کاریگروں کے زیادہ بہتر بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے میں اون کو زیادہ قیمت پر فروخت کرتا ہوں۔ ۱۲

سقراط ۱۱، اگر تمہاری کاریگری اوس کے وزن پر منحصر ہے۔ تو تمام زرہ بکترون کا وزن کچھ مساوی نہیں رہتا ہے۔ اور اگر اون کی وضع ترکیب پر منحصر ہے۔ تو زرہ بکترون کی وضع ترکیب اون کے پہنے والے کے جسمانی وضع ترکیب کے مطابق کم و بیش رہنا ہی چاہئے۔ ۱۱

پنی سٹی اس ۱۱، زرہ بکتر اگر پہنے والے کے جسم کے برابر موزون نہ ہوگا تو وہ بالکل بیکار سمجھا جائیگا۔ ۱۲

سقراط ۱۱، اور تم تو واقف ہی ہو گے کہ بعض انسان کے اعضاء ایک

اندازہ کے ہوتے ہیں۔ اور بعض بالکل بے چوڑے ہیں؟

پنی سٹی اس، "ہاں، اس قسم کے بے چوڑا عضد کے بہت سے بدفع
لوگ دنیا میں ہیں؟"

سقراط، "پھر یہ مان لینا چاہیے کہ تمہاری زرہ بکتر دوسروں کے
زرہ بکتروں سے اندازہ میں بالکل برابر ہوتے ہیں۔ مگر مقدار معدنیہ کے
زرہ بکتر اندازہ سے خارج بے چوڑا انسان کے جسم کے لئے کیونکر کارآمد
ہوں گے؟ غالباً تمہارے زرہ بکتر اس قسم کے وزنی ہوتے ہوں گے
جس کا وزن تمام اعضاء پر اون کے قوت اندازہ سے تقسیم ہو کر اوس کے
پہنے والے کو کوئی بار نہیں گذرتا۔ اور اسی وجہ سے تمہارا تیار کیا ہوا زرہ بکتر
اچھا ہوتا ہوگا؟"

پنی سٹی اس، "میری زرہ بکتروں کی وضع ترتیب اور وزن کے لحاظ
سے ہی میں اون کی ناید قیمت لیتا ہوں، بعض لوگوں کو طمع دار اور
نقش و نگار کا زاید پسند آتا ہے۔ اور کام کئے ہوئے زرہ بکتر کو وہ زیادہ قیمت
دیکر خرید لیتے ہیں، لیکن جسم کے برابر نہ ہونے والا زرہ بکتر، صرف نقش و نگار
کے لئے ہی خرید لینا یعنی روپیہ صرف کر کے ایک وقت کو خرید لینا ہے۔"
سقراط، "جسم کے برابر یعنی بالکل چست زرہ بکتروں کو بھی ناکارہ کہنا چاہیے؟
کیونکہ انسان کو جنگ کے موقع پر بعض وقت چھکنا بعض وقت بیٹھ جانا،
بعض وقت تلوار کھڑے رہنا ہوتا ہے۔ ایسے مختلف حالتوں میں چست رہنا چاہیے؟"

زہر بکترین کیا کارآمد ہوئی؟ ۴۹

پنی سٹی اس،، نہیں بالکل نہیں، آپ کو تو زہر بکترین کا کامل طور پر اندازہ معلوم ہوتا ہے اس سے مجھ کو نہایت مسرت معلوم ہوتی ہے،، اس مسئلہ سے واضح ہے کہ سقراط کمال نظارہ کے خوبیوں سے کتنا واقف تھا، اور وہ اپنے ملک کے کاریگروں کو اپنے اس قابلیت آسانی کے ساتھ فائدہ پہنچا کر اون کی کس طرح اصلاح کرتا تھا۔

عادات کے متعلق سقراط کی رائے

سقراط اپنے دوستوں کو نیک چلن بنانے کے لئے اقسام کے مثالین و گیراؤن سے گفتگو کرتا تھا، اوس کی رائے تھی کہ انسان سے اس وقت تک نیک کام نہیں ہو سکتا جب تک اوس سے عادات دور نہ ہو جائیں اوس کی یہ رائے کسی اور کی سمجھ میں اچھی طرح سے نہیں آتی تھی، یہ بات صاف طور پر ظاہر ہے۔ اپنے اس رائے کو سامعین کے دل میں ذہن نشین کرانیک کی وہ بے انتہا کوشش کرتا تھا، اور انھیں نیک خصلت بنانے کے لئے طرح طرح کے تجاویز پراون سے گفتگو کیا کرتا تھا۔ ۵۰

عادات برے کے متعلق یہ تھی ڈیمیس سے ایک مرتبہ گفتگو کرتے وقت

اُس نے کہا کہ، غالباً تم واقف ہوں گے کہ آزادوی ایک بے انتہا لایمت
شے ہے ؟

یوتھی ڈیمیس، ہان، تمام دوسرے اشیاء سے آزادوی کو زیادہ قیمتی
سمجھتا ہوں۔

سقراط، کیا تم خیال کرتے ہو کہ ایسا شخص آزادوی کا خطا و غلطی سے
جوشہوا فی خواہشات کا غلام بن گیا ہو۔ اور کیا وہ نیک کام کر سکتا ہے ؟
یوتھی ڈیمیس، ہرگز نہیں۔

سقراط، جوشخص کہ نیک کام کرتا ہے اوس کی آزادوی قائم رہتی ہے
اور جو کسی وجہ سے نیک کام نہیں کر سکتا گویا اوس کی آزادوی باقی نہیں رہتی
یوتھی ڈیمیس، ہان، یہی بات ہے۔

سقراط، کیا تمہاری رائے ہے کہ اپنی منکوحہ عورت کے عہد کی پابندی
نکرنے والے تمام انھخاص اوس قانونِ معینہ کی حفاظت نہیں کر سکتے ؟ اس لئے
ہی وہ اختیار ہی میں نہیں رہتے ہیں۔

یوتھی ڈیمیس، ہان

سقراط، اپنے منکوحہ عورت کے عہد شکنی کرنے والے سے نیک کام
اور انہیں ہوتے، صرف یہی نہیں بلکہ اس عہد کو شکست کرنے سے بہت سی
باتیں واقع ہوتے ہیں، اس سے تم کو اقبال ہوگا، پھر یہ بیان کرو کہ جو آقا اپنے
ملازم کو نیک کاری سے روک کر بدکاری کے جانب رجوع کرتا ہے اوس

آقا کو تم کیا کہو گے ؟

یوتھی ڈیمیس، "میں تو اوس کو بد آقا کہوں گا، اور بد آقا کی ملازمت کرنا نہایت ذلیل قسم کی غلامی ہے۔"

سقراط، "بس یہ ثابت ہوا کہ بدکار مستورات سے تعلق رکھنے والے لوگ بے انتہا اونٹے اور جد کی غلامی کے حالت میں ہیں۔"

یوتھی ڈیمیس، "بس یہی قرار پائیگا۔"

سقراط، "اس عیاشی کے بدولت اپنے لائق تعریف خدا کے اعلیٰ درجہ عطیہ سے ہم محروم رہتے ہیں۔ اور اس کے باعث انسان بے قاعدہ، بیوقوف اور باؤلا بن جاتا ہے۔ مفید کام بجالانے کے لئے اوس کو وقت نہیں ملتا ہے، اور وہ شب و روز شہوانی حظ اٹھانے میں محو رہتا ہے۔ اگرچہ کہ نیک کام کون سے ہیں، اوس سے واقف رہتا ہے مگر بغیر جیسے کام کرنے کے اوس کو چین نہیں آتا۔"

یوتھی ڈیمیس، "صحیح ہے، اوس کی فی الاصل یہی حالت ہوتی ہے۔"

سقراط، "اس قسم کے انسان میں کسی قسم کی پابندی نہیں رہتی ہو۔ اور زائد کیا بیان کیا جائے ہر موقع پر وہ بے عزت بنتا ہے، انسان کو سچے فرائض سے بارہو کہنے والی عیاشی کے مانند کوئی اور بد خصلت چیز نہیں ہے،"

یوتھی ڈیمیس، "آپ کا بیان نہایت درست ہے۔"

سقراط، "عیاشی کے مانند کیا کوئی اور جبری بات ہو سکتی ہے جس کو با

انسان کی قوت امتیازی جا کر وہ بُرے باتون کو اختیار اور مفید باتون کو ترک کر دیتا ہے ۱۲ اور نیکون کے لئے جو طریقہ کہ نامناسب ہے اور نیکو وہ اختیار کرتا ہے ؟ ۱۳

یوتھنی ڈیمیس، "اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ ۱۴
سقراط، "اچھا یہ بیان کرو کہ اس قسم کے بُرے نتائج پیدا کرنے والی بد خصلتی کا نہونا بہتر ہے یا ہونا ؟ ۱۵
یوتھنی ڈیمیس، "واقعی، نہونا بہتر ہے ۱۶

سقراط، "بدکار سمجھتا ہے کہ عیاشی سے راحت حاصل ہوتی ہے لیکن یہ اوس کا وہ ہم لگی وہم اور وہو کہ ہی وہو کہ ہے اوس کی طبیعت میں مایوسی اور حرص پیدا ہوتی ہے، اور تمام سے نفرت کرنے لگتا ہے، اور بدکاری سے باز رہنے والا سچی راحت کا حظ اٹھاتا ہے۔ کیا تم نے ان باتون کی نسبت غور کیا ہے ؟ اشتہا، تشنگی یا شب بیداری کو عیاش برداشت نہیں کر سکتا ہے، لیکن بغیر اشتہا کے ذائقہ دار۔ اور بغیر تشنگی کے پانی مزیدار اور بغیر کسی قدر شب بیداری کے گہری نیند کی راحت نہیں معلوم ہوتی ہے۔ بدکار لوگ بغیر اشتہا کے کھانے اور بغیر تشنگی کے پینے اور بغیر شب بیداری کے سوتے ہیں اور حظ سے محروم رہتے ہیں، اور جو بد خصلتی سے پاک ہیں وہ بغیر اشتہا کے کسی چیز کو نہیں کھاتے، اور بغیر تشنگی کے نہیں پیتے، اور بغیر نیند آنیکے آرام نہیں کرتے ہیں۔

اسی وجہ سے اونیٹین سچے راحت کا خط حاصل ہوتا ہے، نیک خصلت لوگوں کی ولی اور جسمانی حالت و ولون کامل رہتی ہیں، وہ باوجود اپنے کنبہ کی اچھی طرح پرورش اور انتظام کر کے، اپنے دوست اور ملکی بھائیوں کی پیروی کرنے کی اونیٹین قوت رہتی ہے۔ اور وہ اپنے دشمن اور مخالفین پر فتیاب ہوتے ہیں، لیکن جن کے خیالات بالکل تھوڑے وقت کی راحت میں مستغرق ہو چکے ہیں، ان سے نیک کام کیا خاک ادا ہون گے۔؟»

یونانی ٹیمس، اپنے حسب وخواہ عمل کرنے والا شخص نیک کام بجالانے کے لئے بالکل ناقابل رہتا ہے۔ ۲۰

سقراط، نیک و بد کے نسبت غور کرتے ہوئے صرف اوس تھوڑے وقت کے راحت پر نظر کرنے والے حسب وخواہ عمل کرنے والوں میں اور عقل و تمیز نہ کہنے والے حیوانات اور پرند وغیرہ میں کو نسا امتیاز باقی رہے گا؟ نیک خصلت لوگ اچھے بُرے حالات کے نسبت غور کرتے ہیں۔ اچھے کو اختیار اور بُرے کو ترک کر دیتے ہیں، اور سچے راحت کا خطا و غلطی علاوہ تقریر بالا کے سقراط کا قول تھا کہ ۲۱ انسان کو چاہئے ہمیشہ کسی نکسی مضمون پر اوس مضمون کے جاننے والے سے گفتگو کیا کرے کیونکہ ایسی گفتگو سے انسان لایق بنتا ہے۔ اور اوس کی عقل نیک و بد کے تمیز پر پختہ ہو کر اوس کی قابلیت ترقی کرتی ہے۔ ۲۲

تعلیم کے متعلق سقراط کا خیال

سقراط "اپنے دوستوں سے نہایت کشادہ دلی اور ہمدردی سے گفتگو کیا کرتا تھا، اور وہ اپنی رائے اور اس طرح ظاہر کرتا تھا جسے وہ اچھی طرح سمجھ کر ضرور اس کی رائے قبول کریں۔ اور مذکورہ بالا تقریر (نیک و بد کے) سے ناظرین خوب واقف ہو گئے ہوں گے۔ کہ ہمیشہ سقراط اسی فکر میں رہتا تھا کہ اپنے دوستوں کا عروج ہو اور وہ کسی بات میں لاعلم نہ رہیں اور اپنے کاموں میں غیر کی آواز کی خواہش نہ کریں۔ اور ان کے معلومات میں دیکھ کر اگر کسی قسم کی خامی باقی پائی جاتی تو نہایت ہمدردی اور مستعدی سے اس کو ذات سے یا اس معلومات کے ماہرین سے پختہ کر دیتا تھا۔ اس کی رائے تھی کہ انسان کو تمام امور واقف رہنا چاہئے، ہم زمین کو فروخت یا اس کے خریدتے وقت اور زمین اور اس کے کام کی تقسیم کرتے وقت وہو کہ نہ کھائیں اس لئے ہم کو علم الارض کی وقفیت بھی رہنا چاہئے، اور وہ اس قدر آسان ہے کہ اگر انسان اس میں دل سے توجہ کرے گا تو نہایت تھوڑے عرصہ میں تمام روئے زمین کی پیمائش کر لے گا۔ لیکن اس علم کے بالکل نہ تک جاننا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس قدر باریک بینی کی تعلیم حاصل کر کے انسان کو

بے ضرورت اپنے دماغ پر بار نہیں ڈالنا چاہئے۔ ایسے باتون میں طبیعت کو رجوع کرنے کے یہ نسبت اس سے زائد جواہم باقین ہیں۔ اوس کی تعلیم پانا نہایت ضروری ہے۔

مقررہ وقت پر واجبی کام کرنے کی غرض سے موسم۔ تاریخ اور گھنٹوں کا بھی انسان کو علم رہنا چاہئے، اس لئے ہر ایک انسان کو چاہئے کہ علم ہیئت کے تعلیم پانے میں بھی اپنا کچھ وقت صرف کرے۔ بحری سیاح۔ جنگل میں ٹھکا کرنے والے شکاری اور علم ہیئت سے واقف کار لوگوں سے گفتگو کریں تو حسب ضرورت ہم کو اس علم سے واقفیت حاصل ہوگی، اس سے زائد یعنی کونسا برج زمین سے کون سے درجہ پر ہے۔ اوس کی گردش کس قسم کی ہے۔ اوس کی رفتار کیا ہے۔ اور ایک دوسرے پر اوس کی کس قدر کشش ہوتی ہے؟ ان باتون سے واقفیت کی چندان ضرورت نہیں ہے، سقراط کی رائے تھی کہ یہ علوم بیکار ہیں مگر وہ ان علوم میں اچھی طرح ماہر تھا، لیکن اوس کا خیال تھا کہ، اس علم کے تعلیم پانے میں اپنا تمام وقت صرف کرنے کے یہ نسبت اس سے جواہم اور ضروری کام ہیں اوس کی جانب توجہ کرنا ضروری ہے۔

سقراط کا یہ بھی خیال تھا کہ اس دنیا کے قدرتی لائقہ و باتون میں نہایت باریک بینی کے ساتھ غور کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ اس سے واقفیت حاصل کرنا، انسان کے امکان سے بالکل خارج ہے۔ اور

جس کو نیک و بد کی تمیز ہوتی ہے، جس کی قوت حافظہ ٹھیک رہا کرتی ہے، اور معلومات حاصل کرنے کی جس کو بے حد خواہش پڑی ہوئی ہوگی، اوس کے نسبت سقراط کی رائے تھی کہ شخص غیر معمولی قابلیت کا ہے۔ اوس کا بیان کہ جانی بوجھی باتوں کو جو سیکھتا ہے، اور سیکھے ہوئے بات کو جو بھول گیا تھا وہ بہن نشین کرتا ہے، اور جس کو کہنے یا سلطنت کو عمدگی کیساتھ انجام دینے کی ضرورت قابلیت حاصل کرنے کی بے حد خواہش ہوا کرتی ہے، اوس کو غیر معمولی قابلیت کا آدمی کہنا چاہئے، اس قسم کے آدمی کے فہم جس طرح چاہئے عمدہ طریقہ کی لمچاسے تو یہ لوگ خود راحت میں رہ کر اور دوسروں کو بھی راحت رسانی کریں گے، اور اپنے کنبہ کی اصلاح کر کے تمام ملک کو عروج کی حالت میں لائینگے۔

ہم بے انتہا لائق اور قابل ہیں اس قسم کے گھنٹے سے تعلیم کی نسبت عدم اتفاقی کرنے والوں کے منجملہ کسی سے سقراط کی ملاقات ہوئی تو اس نے اوس سے کہا کہ،، بھائیو تم کو تو تعلیم پانے کی بے حد ضرورت ہے۔ اچھی نسل کے گھوڑے کو خود رسالی میں ہی اگر کسی باہر فن چاگک سوار سے عمدہ طور پر تعلیم دلایا جائے، تو وہ گھوڑا نہایت کار آمد ثابت ہوتا ہے، لیکن اگر اوس کے تعلیم دلانے کے نسبت عدم اتفاقی کی جائے تو وہ مسقدر بہ خصلت شریر اور بے قابو بن جاتا ہے، کہ اوس کی نسبت کیا کیا جائے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ کتون کی بھی یہی حالت ہے، اچھی نسل کے

مضبوط اور دلیر کتے کو اگر عمدہ تعلیم و سچائے تو شکار کے کام میں وہ بہت عمدگی سے کار آمد ہوتا ہے، لیکن اس کے برعکس اگر کسی نے او کو تعلیم نہ دیا تو وہ تمام گاؤں میں بہانگہ اپہرے لگا اور سب کو ایذا تو تکلیف پہنچاتا رہے گا۔ اعلیٰ ہذا انسان کی بھی تو یہی حالت ہے۔ جو لوگ فطرۃً ناشتمند، قوت دار اور شجیع اور ہاتھ میں لئے ہوئے کام میں کامیابی حاصل کرنے کی مقتدر ہوتے ہیں۔ اگر انہیں اچھی طرح تعلیم نہ ملے تو وہ نیک خصلت بن کر عام کے نہایت کار آمد ہوتے ہیں۔ مگر ان کی تعلیم نہ ہو تو وہ نہایت خطرناک نکلیں گے۔ اپنے تمام خیالی سے بے خود بن کر خارج از امکان کام اپنے ذمہ لیتے رہیں گے۔ لوگوں کے مفید نصائح اور نصیحتیں تلخ گزریں گے۔ اور اچھے نیک لوگوں کے طریقہ کے بموجب عمل کرنے میں اپنی بسکی سمجھیں گے۔ اور ان کو ایک ضرر ہو جائے گا کہ ہم کسی کی بات نہیں سنیں گے۔ اور اسی وجہ سے ان کے بُرے اداؤں میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوگی۔ اور انہیں خطرناک غلطیاں ان سے سرزد ہونگے۔

دولت ثروت کے غرور سے جو لوگ بھولے نہیں سماتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے متمول ہیں، ہکو تعلیم پا کر کیا کرتا ہے؟ تعلیم پا کر تو شہرت ہی حاصل کرنا ہے؟ دولت ثروت سے کیا شہرت اور ناموری حاصل نہیں ہے پھر تعلیم پا کر کرنا ہی کیا ہے؟ اس قسم کے

آومی سے سقراط کی جب ملاقات ہوئی تو سقراط نے اون کی غلطی
اون کے ذہن نشین کر کے تعلیم کی عظمت اور نفعین سمجھا دینے کی
غرض سے کہا کہ "جو بیوقوف کارآمد اور مفید چیزوں کے فرق کو اتیان
نکر کے مفید چیز کو کارآمد جان کر خریدتا ہے۔ اور خود کو راحت میں تصور
کرتا ہے، اسی طرح دولت سے شہرت اور ناموری حاصل ہوتی
ہے سمجھ کر تعلیم پانے میں عدم التفاتی کرنے ہی میں راحت تصور
کرنے والے کا بھی بیوقوفی میں شمار ہے!"

زعم باطل

سقراط جب ایسے شخص سے جو اپنے لیاقت کی وجہ سے غرور
میں مستغرق رہتا ہو ملتا تھا تو اس کے زعم کی اصلاح کرنے میں کبھی
دریغ نہ کرتا تھا۔ چنانچہ جب یو تھی ڈیمیس کے متعلق سقراط کو معلوم ہوا
کہ یو تھی ڈیمیس نے مشاہیر شاعروں اور فلاسفروں کی تصنیفات خرید
کی ہیں اور صرف اسی وجہ سے وہ اپنے آپ کو بڑا عالم و فاضل سمجھتا ہے
اور خیال کرتا ہے کہ ملک یونان میں اس کے مقابلہ کا کوئی عالم اور مقرر
نہیں ہے! اور چونکہ نقل سماعت کی وجہ سے اس کا انتخاب انجمن
نمایدگان میں نہیں ہوا اس لئے اس نے انجمن کے قریب ایک مکان

کرایہ پر لے رکھی ہے اور اوس میں وہ اون عام مسکون پر بحث کیا کرتا ہے جو اہم خیال کئے جاتے ہیں۔ سقراط نے ایک روز اپنے دو تین دوستوں کے ساتھ یوتھی ڈیمیس سے اوسی دوکان میں ملا اور اون دونوں کی باہم گفتگو ہوئی۔ اتنا گفتگو میں یہ بحث پیدا ہوئی کہ آیا تھے می ٹاکلس اپنی ذاتی قابلیت سے ملکی بھائیوں میں سب سے زیادہ لائق اور دلیر مانا گیا ہے یا فلاسفروں کی نصیحت پذیر تقریروں کا اوس پر اثر ہوا ہے؟

سقراط کو یہ خیال ہوا کہ یوتھی ڈیمیس کو چند سو مسند باتیں کہی تھیں اس لئے اوس نے اوس کے طرف مخاطب ہو کر کہا کہ جب معمولی بہتر بھی بچہ اوتلو معلم کے حاصل نہیں کئے جاسکتے ہیں تو یہ خیال کرنا کہ حکمرانی کے اہم کام تھے می ٹاکلس بلا تجربہ انجام دے غلط فہمی ہے۔ سقراط اور یوتھی ڈیمیس کی پہلی ملاقات میں صرف مذکورہ بالا مباحثہ ہوا اور سقراط کی یہ بحث سن کر یوتھی ڈیمیس چپ چاپ چلا گیا اور سقراط بھی اپنے دوستوں کے ساتھ واپس ہوا۔ یوتھی ڈیمیس سقراط کے پیرو کہے جانے کے خیال سے سقراط سے میل جول نہیں رکھتا تھا۔

ایک ایسے موقع پر کہ یوتھی ڈیمیس اوسی دوکان میں چند شخص کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا سقراط وہاں گیا اور اون اشخاص کے ساتھ

اوس نے گفتگو شروع کی۔

سقراط نے یوتھنی ڈیمیس کے نسبت بیان کرنا شروع کیا کہ،
فرض کرو کہ یوتھنی ڈیمیس سن و شعور پہونچکر تعلیم سے آراستہ ہو کر مجلس
کے رکن ہوں اور جب کبھی کوئی اہم مسئلہ مجلس میں پیش ہو تو یوتھنی ڈیمیس
کی لیاقت کے اعتبار سے خیال کیا جائے کہ وہ مسئلہ پیش شدہ کی
نسبت آزاوانہ اپنی رائے ظاہر کریں گے۔ مگر اون کا پہلا بیان یہ ہو گا کہ انھوں
نے کسی قسم کی تعلیم حاصل نہیں کی بلکہ اون کی موجودہ لیاقت اون کو
فطرتاً حاصل ہوئی ہے اور وہ بڑے فخر کے ساتھ کہیں گے کہ انھوں
نے کسی سے کچھ سیکھا نہیں اور نہ کسی عالم کی تقریر تک سنی اور نہ کسی
چیز کے حاصل کرنے کے لئے کسی معلم کی تلاش کی یا اوس کے لئے
کوئی زحمت اٹھائی اور نہ اون کو صرف دوسروں سے کوئی بات
حاصل کرنے کی ہی نفرت ہے بلکہ لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ یوتھنی ڈیمیس نے
فلان شخص سے فلان امر حاصل کیا ہے۔ یوتھنی ڈیمیس کے ناگواری
خاطر کا باعث ہو گا۔ یوتھنی ڈیمیس کا یہ طرز عمل ہے کہ جو بات خود بخود اوس کے
ذہن میں آتی ہے اوس کو وہ ظاہر کرتا ہے۔ ۲۰

اگر یوتھنی ڈیمیس کے مذکورہ بالا خیالات صحیح مان لئے جائیں تو
کسی طبیب کا یہ کہنا بھی تسلیم کے قابل ہے کہ اوس نے علم طب کی
تعلیم کسی سے حاصل نہیں کی اور نہ آئندہ اوس کو حاصل کرنیکی ضرورت ہے

اور اگر اوس کو یہ کہا جائے کہ فلان شخص سے علم طب تم نے حاصل کیا ہے تو یہ امر بھی اوس کے ناگوار خاطر ہوگا اور اوس کا یہی خیال ہوگا کہ اگر اوس کا طبیب ہونا تسلیم کیا جاوے تو وہ مریض کا علاج کر کے صرف اپنی ذاتی لیاقت سے علم طب میں کمال حاصل کرے گا۔ ۴۱۵

سقراط کی یہ تقریر سن کر سب لوگ ہنس پڑے اور اس تقریر کا بہت کچھ اثر یو تھی ڈیمیس کے دل پر ہوا۔ اور اوس کے بعد اوس نے سقراط سے ملاقات کرنے میں پس و پیش کرنا چھوڑ دیا۔ لیکن یو تھی ڈیمیس کا خیال تھا کہ خاموشی و انشمندون کا طریقہ ہے اس لئے وہ سقراط سے گفتگو نہیں کرتا تھا۔ اور اوس کے اس خیال کی اصلاح کی غرض سے سقراط نے اوس کو نصیحت کی کہ، ایک اور نئے فن مثلاً باجائیانی یا گھوڑے کی سواری سیکھنے کے لئے فن مذکور کے ماہر کی تلاش میں اور اوس کی شاگردی و اطاعت کرنی پڑتی ہے اور بجز شاگردی و اطاعت کے معمولی فنون کا حاصل کیا جانا بھی محال ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ بمقابلہ حصول فنون کے ملکی انتظام کی لیاقت حاصل کرنا یا عامہ خلافت میں اپنی قابلیت کو ثابت کرنا بدرجہا مشکل ہے اور جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مہم سلطنت کے لئے تعلیم کی ضرورت نہیں ہے اگر وہ مشیر دولت ہوں تو کیونکر اُن سے امور مملکت قابل اطمینان انجام پاسکیں گی چونکہ انتظام سلطنت کا کام بہت بڑا ہے۔ اس لئے ہوا خواہان دولت کو لازم ہے

کہ اولاً حصول کامیابی کے لئے دلچسپی سے سہ قدر توجہ اور توجہ میں رہنا۔

سقراط کے ان نصائح کا اثر یونہی ڈیمیس کے دل پر ہوا اور وہ سقراط کے تقریروں کو توجہ کے ساتھ سننے لگا۔

ایک وقت یونہی ڈیمیس دوکان میں تنہا بیٹھا ہوا تھا سقراط اوس کے پاس گیا اور دریافت کیا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے بہت سے کتابیں خریدی ہیں کیا یہ صحیح ہے؟

یونہی ڈیمیس، ہاں خریدی ہیں اور خریدنے کی خواہش ہو نیسے ہمیشہ خرید لیتا ہوں۔ ۲۲

سقراط،، بہت اچھی بات ہے کہ اجتماع دولت سے علم کا حاصل کرنا اور لیاقت کا ہبیا کرنا مفید ہے فراہمی کتب سے آپ کا یہ خیال پایا جاتا ہے کہ عالموں کی تصانیف جمع رکھنے سے جمع کنندگان کتب فضیلت علم سے مستفید ہو کر دولت مندوں سے زیادہ سمجھدار اور لائق ہوتے ہیں لہذا آپ کا یہ طرز مجھ کو بہت پسند ہے۔ ۲۳

سقراط کے اس گفتگو سے یونہی ڈیمیس خوش ہوا اور جب یونہی ڈیمیس کے بشرے سے مسرت کے آثار نمایاں ہوئے تو سقراط یونہی ڈیمیس سے سوال کیا کہ، اجتماع کتب سے آپ کا منشاء کیا ہے؟ کیا آپ جراح ہونا چاہتے ہیں کیونکہ فن جراحی میں بہت سی کتابیں ہوتی ہیں۔ ۲۴

یو تھی ڈیمیس، "میری ہرگز یہ خواہش نہیں ہے۔" ۴۰
 سقراط، "کیا آپ کی طبیعت کا رجحان فنِ معماری کے جانب ہے یا
 آپ پر فیسرِ معنیات ہونا چاہتے ہیں یا علمِ نجوم میں کمال حاصل کر نیکا
 قصد ہے۔ لیکن ان سب علوم کے حاصل کرنے کے لئے اوتنا
 کی ضرورت۔" ۴۱

یو تھی ڈیمیس، "ان میں سے کسی علم کی مجھ کو خواہش نہیں ہے۔"
 سقراط، "میں نے سنا ہے کہ ہومر کے کل تصنیفات اپنے
 جمع کی ہیں۔ اس سے خیال کیا جاتا ہے کہ اشعارِ رزم کے حفظ کر نیکا
 آپکا ارادہ ہے۔" ۴۲

یو تھی ڈیمیس، "ہرگز نہیں، اگرچہ شاعروں کا حافظہ اچھا ہوتا ہے
 مگر ان کی مزاج میں شوخی پیدا ہوتی ہے۔ اور میں شوخ بننا
 نہیں چاہتا۔" ۴۳

سقراط، "تب آپکا ارادہ ایسے علوم کے تحصیل کا ہے جس سے
 آپ مدبر ہوں اور محسن ملک بنیں۔" ۴۴

یو تھی ڈیمیس، "یہی میری ولی خواہش ہے۔ اور ایسے ہی علوم
 مجھے پسند ہیں جس سے میرا مکررِ خاطر حاصل ہو۔" ۴۵
 سقراط، "آپ نے اچھے علم کا انتخاب فرمایا ہے اور اس
 علم کو علمِ سیاست کہتے ہیں۔ جس پر امن، انتظام، مملکت کے نکات بیان

کئے جاتے ہیں۔ لیکن ظاہر رہے کہ بجز راست بازی کے اسینن دست رس حاصل نہوگا ؟

یو تھی ڈیمیس، بیشک مجھے یہ خوب معلوم ہے کہ جو لوگ راست باز ہوتے ہیں وہی تدبیر سمجھے جاتے ہیں۔

سقراط، کیا آپ راست باز ہیں ؟

یو تھی ڈیمیس، ہاں میں خیال کرتا ہوں کہ میں راست باز

ہوں۔

سقراط، جیسا کہ کسی شخص کے کام سے اس کا پیشہ معلوم کر سکتے ہیں ویسا ہی کسی شخص کے برتاؤ سے کیا اس کی راست بازی بھی معلوم کی جا سکتی ہے ؟

یو تھی ڈیمیس، بیشک معلوم ہونی چاہئے۔

سقراط، جیسا کہ معیار اپنے تعمیر کی خوبیوں کو عہدگی سے ظاہر کر سکتا ہے ویسا راست باز شخص رتی غیر کی صراحت کر سکتا ہے۔

یو تھی ڈیمیس، بلاشبہ کر سکیگا۔ اچھے اور بُرے کام کی راستی و غیر راستی اور انصاف اور نا انصافی کے متعلق اخباروں میں ہمیشہ چرچا ہوتا ہے۔ اور اس کی تمیز مطلق مشکل نہیں ہے۔

سقراط نے ایک کاغذ لیا اور اس پر واجب اور نا واجب کے دو عنوان قائم کئے اور سوال کیا کہ، یہ صراحت کیجاوے کہ

ٹھٹھکتا۔ ہمیشہ کے لئے دھوکہ دینا اور انسان کو غلام کر کے فروخت کرنا یہ امور کس عنوان میں داخل ہوگی ؟ ۴۴

یو تھی ڈیمیس،، یہ نا واجب کے تحت سمجھی جائیگی۔ ۴۵
سقراط،، اگر کوئی سپہ سالار دشمن کے شہر پر چڑھائی کرے اور غنیمت کے کسی شہر کو لوٹے اور اہل بستی کو غلام کرے تو کیا اسکا یہ فعل نا واجب سمجھا جائے گا ؟ ۴۶

یو تھی ڈیمیس،، ہرگز نہیں۔ ۴۷
سقراط،، کیا اس امر کو واجب خیال کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہے ؟ ۴۸

یو تھی ڈیمیس،، مطلق نہیں۔ ۴۹
سقراط،، سپہ سالار مذکور نے دشمن کے ساتھ دغا کیا اور جھوٹ بول کر دھوکہ دیا۔ اس کے ملک کی زراعت کا ستیاناس کیا اس کے جانوروں وغیرہ کو تباہ کیا اور رسد کو لوٹ لیا تو یہ عمل واجب سمجھا جائیگا ؟ ۵۰

یو تھی ڈیمیس،، یہ سب امور واجب سمجھے جاتے ہیں اور اگر یہ امور دوست کے ساتھ کئے جائیں تو نا واجب ہوں گے۔ ۵۱
سقراط،، اس سے ثابت ہوا کہ جو امور نا واجب سمجھے جاتے ہیں اگر وہ غنیمت کے ساتھ کئے جاویں تو واجب ہوتے ہیں اور دوست کے

ساتھ ناوا جب مطلب یہ کہ صرف دوستوں کے ساتھ واجبی برتاؤ ہونا چاہئے۔ ۴۴

یوتھقی ڈیمیس، بالکل درست ہے اور یہی اصول صحیح ہے۔ ۴۵
سقراط، کسی سپہ سالار نے موقع جنگ میں اپنی پسپاہوی فوج کو یہ غلط باور کرا کے کہ لگ آ رہی ہے فوج کو بہت دلائے تو اس کا یہ عمل واجب ہے یا نہیں؟ ۴۶

یوتھقی ڈیمیس، ایسے موقع پر جھوٹ بولنا جائز ہے۔ ۴۷
سقراط، جب کوئی بچہ دوانہ پیتا ہو اور باپ دوا پلانے کی غرض سے دوا میں شکر ملائے تو باپ کا یہ عمل درست ہے یا نہیں؟ ۴۸

یوتھقی ڈیمیس، باپ کا یہ عمل غیر واجب نہیں ہو سکتا بلکہ واجب اور جائز تصور ہوگا۔ ۴۹

سقراط، جب معلوم ہو جاوے کہ کوئی ایک شخص خود کشی کرنے والا ہے تو اس کی تلوار چورانا یا اس سے جبراً لینا مناسب ہے یا نہیں؟ ۵۰

یوتھقی ڈیمیس، یہ نامناسب کیونکر سمجھا جائیگا۔ ۵۱
سقراط، آپ کے جوابات کا کیا منشا ہے اس پر مکرر غور ہو پہلے آپ نے یہ فرمایا کہ دوستوں کے ساتھ راست بازی کا

برتاؤ ہونا چاہئے اور اب یہ کہا جاتا ہے کہ موقع پر جھوٹ بولنا بھی درست سمجھا جاسکتا ہے۔ ۴۰

یو تھی ڈیمیس،، بیشک میرے جوابات کا یہی مفہوم ہوتا ہے
لہذا میں اپنے پہلے جواب کو صاف دلی سے واپس لیتا ہوں۔ ۴۱
سقراط،، اپنی رائے کے غلطی کا علم ہونے کے بعد غلط
رائے کو اصرار کے ساتھ ثابت کرنے سے غلطی کا اعتراف کرنا،
بہتر ہے۔ اب یہ بتلائے کہ ایک شخص پہلے ہی سے مشورہ کر کے
دوست کو پھنساتا ہے اور دوسرا بلا مشورہ کے موقع پر پھنساتا ہے
ان دونوں میں زیادہ تر بڑا کون شخص ہے۔ ۴۲

یو تھی ڈیمیس،، میں اس کا جواب دینے سے قاصر ہوں اس لئے کہ
آپ نے میرے پہلے جواب کی تردید معقولیت کے ساتھ فرمائی
اور جن باتوں کو میں پہلے یقیناً یا قوا جب سمجھتا تھا وہ اب حقیقت
واجب معلوم ہوتے ہیں تاہم سوال کا جواب دیتا ہوں کہ جو شخص
اروہ کر کے اپنے دوست کو پھنساتا ہے وہ گناہ گار ہے۔ ۴۳

سقراط،، جیسے مختلف علوم کی تعلیم حاصل کی جاسکتی ہے
کیا ویسے راست بازی اور انصافانہ برتاؤ کی تعلیم دی جاسکتی ہو؟
یو تھی ڈیمیس،، ہاں میں سمجھتا ہوں کہ ایسی بھی تعلیم حاصل
کی جاسکتی ہے۔ ۴۴

سقراط کا دو شخص میں ایک جس کی قرأت اچھی ہے اور دوسرا جس کی قرأت اچھی نہیں۔ جس کی قرأت اچھی نہیں اس لئے وہ اچھا پڑتا ہے اور جس کی قرأت اچھی ہے وہ قصداً غلط پڑتا ہے ان دونوں میں کون بے سمجھ ہے ؟؟

یونانی ڈیمیس، دوسرا بے سمجھ ہے اس لئے کہ جان بوجھ کر غلط پڑنے والا جب ارادہ کرے تو اچھی طرح پڑھ سکیگا۔
سقراط، غالباً آپ نے یہ رائے اس لئے قائم کی ہے کہ گو وہ جان بوجھ کر غلط پڑے مگر چونکہ پڑھ سکتا ہے لہذا دانہ ہے۔ اور بے سمجھی سے خراب پڑنے والا جاہل ہے ؟؟

یونانی ڈیمیس، ان میں یہی کہا جائیگا۔
سقراط، اور دو فریقوں میں سے جو ارادہ کر کے لوگوں کو ٹھگے اور جو بغیر ارادہ کے ٹھگے کون فریق اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ کون سے امور جائز ہیں اور کون سے ناجائز اور انصاف کیا ہے اور بے انصافی کیا ہے۔

یونانی ڈیمیس، یہ ظاہر ہے کہ بالارادہ پھنسانے والے کو یہ امور اچھی طرح معلوم رہتے ہیں۔
سقراط، آپ نے اس کے قبل یہ فرمایا ہے کہ جو پڑھنا جانتا ہے وہی دانہ ہے ؟؟

یوتھی ڈیمیس، "ہاں میں نے یہی کہا تھا۔" ۴۰
 سقراط، "اس اصول کے لحاظ سے انصاف یا نا انصافی کی تین
 ذر کہنے والے سے تیز کہنے والا منصف سمجھا جائیگا۔ اور اسی وجہ
 سے ارادہ کر کے ٹھکنے والا زیادہ گناہ کار متصور ہوگا۔" ۴۱

یوتھی ڈیمیس، "ہاں صحیح ہے۔ لیکن میں نے یہ جو رائے قائم
 کی تھی کہ قصداً غلط پڑھنے والے سے ناواستکی سے غلط پڑھنے والا
 بے سمجھ ہے وہ کس بنا پر تھی اس کو میں خود سمجھ نہیں سکتا۔" ۴۲
 سقراط، "آپ پہلے کچھ بیان کرتے ہیں اور پھر ٹوڑے دیر کے
 بعد اس کے خلاف فرماتے ہیں اور ہر وقت اپنی رائے کی تبدیلی
 کرتے ہیں اگر کوئی شخص راست گوئی کا فخر کرتا ہو اور صحیح نہ بولے
 سی خاص مقام کی راہ نمائی کے وقت کبھی مشرق تو کبھی مغرب کے
 لطف اشارہ کرے تو ایسے شخص کی نسبت آپ کیا رائے قائم کریں گے؟"
 یوتھی ڈیمیس، "ایسے شخص کی نسبت ہر کوئی یہی کہے گا کہ
 وہ راست گو نہیں ہے اور جس کی نسبت وہ بیان کرتا ہے کہ اسکو
 گاہی ہے وہ مطلق نہیں ہے۔" ۴۳

سقراط، "آپ کو معلوم ہوگا کہ بعض اشخاص بہت ہی کم ظرف
 و رکینہ ہوتے ہیں۔" ۴۴

یوتھی ڈیمیس، "ہاں میں جانتا ہوں کہ ایسے لوگ ہوتے ہیں۔" ۴۵

سقراط، جن لوگوں کی نسبت اون کے کم ظرف ہونے کا خیال قائم کیا جاتا ہے ایا اوس کے تعلیم یافتہ ہونے سے یا جاہل ہونے سے ؟

یوتھی ڈیمیس، ظاہر ہے کہ وہ جاہل ہونے سے اوسکی نسبت ایسا خیال قائم ہوتا ہے۔

سقراط، اون کو جاہل کہا جاتا ہے وہ کس وجہ سے ایا اسلئے کہ وہ صنعت نہیں جانتے یا تجارتی کافن نہیں جانتے یا موچی گیری کے کام سے واقف نہیں ہیں ؟

یوتھی ڈیمیس، فنون نہ جاننے سے وہ جاہل نہیں سمجھے جاسکتے کیونکہ فنون جاننے اور نہ جانتے والوں میں بھی کم ظرف لوگ ہوتے۔ سقراط، کیا آپ اس امر کو تسلیم فرمائیں گے جو لوگ علم سیاست تمدن سے واقف نہیں ہیں یا انصاف یا نا انصافی کو سمجھ نہیں سکتے وہ جاہل یا نا اہل ہیں اور ایسے جاہل اور نا اہل کم ظرف ہوتے۔

یوتھی ڈیمیس، آپکی رائے مجھے صحیح معلوم ہوتی ہے۔ سقراط، اگر ایسا ہے تو پھر ایسے بے سمجھی کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جو اپنے دل کی پاکیزگی کو خراب کرتی ہے۔

یوتھی ڈیمیس، میں صحیح عرض کرتا ہوں کہ مجھ کو آج تک اپنی دانش کا فخر تھا۔ لیکن جبکہ آپ کے معمولی سوالات کے کامل جوابات دوا ہونے لگے

تو میرا خضر جاتا رہا۔ اور مجھے یقین ہوا کہ میں نادان ہوں۔ میری خواہش
 سب سے کہ میں دانا ہو جاؤں لہذا مہربانی فرما کر ہدایت فرمائے کہ میں علم کو
 کس طرح حاصل کروں۔“

سقراط،، کیا کبھی آپ (ڈیل قائل) کو تشریف لے گئے تھے؟

یوتھی ڈیمیس،، ہاں میں دوسرے وہاں گیا ہوں۔“

سقراط،، کیا آپ نے وہاں کے مندر کے روبرو کنبہ کیا ہوا یہ جملہ کہ

(اپنے آپ کو دیکھو) ملاحظہ فرمایا ہے؟“

یوتھی ڈیمیس،، ہاں مجھے خیال پڑتا ہے کہ وہاں ایسا جملہ کنبہ

کیا ہوا موجود ہے۔“

سقراط،، صرف اوس کے معائنہ سے کچھ حاصل نہیں ہے اوس

جملہ میں جو نصیحت کی گئی ہے اوس کا فائدہ اٹھا کر آپ نے اپنے آپ کو

پہچانا ہے یا نہیں؟“

یوتھی ڈیمیس،، اگر میں اپنے آپ کو نہ جانوں تو دوسروں کی شناخت

کا اہل کیونکر ہو سکتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں اپنے آپ کو اچھی طرح

جاتا ہوں۔“

سقراط،، خود کو جاننے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اپنا نام بتا دیا جائے

گھوڑے کی شناخت کے لئے جیسے اوس پر سوار ہو کر یہ آزمائش کہ وہ

سست ہے یا تیز چالاک ہے یا اڑیل وغیرہ اوس کے تمام خوبیوں

اور عیبوں سے واقف ہونا چاہئے اوسی طرح خود کو پہچانا بیچنے ہم
خود کس قابل ہیں اور ہم کیا کر سکیں گے اس کے متعلق خود کی آزمائش
کر کے اپنے کو پہچانا چاہئے۔ ۴۰

یو تھی ڈیمس ۱۱ آپ کا فرمانا درست ہے کہ جس نے خود کی
قابلیت کیا ہے اس امر کو نہیں سمجھا تو اس نے گویا اپنے آپ کو جانا
اور پہچانا ہی نہیں۔ ۴۱

سقراط ۱۲ خود کی شناخت کس قدر مفید ہے اور اس کی لاعلمی
کس قدر مضر ہے یہ معلوم رہنا چاہئے۔ ہم کیا کر سکیں گے اور کیا نہ کر سکیں گے
یہ معلوم ہو جائے تو انسان اپنی استطاعت کے موافق کام کر کے
اپنی میشت چلا سکتا ہے اور خوش رہتا ہے۔ امور خارج از استطاعت
کے لئے کوشش کرنے کی ندامت نہیں اٹھاتا۔ اور اس طریقہ کے
لئے خود کی شناخت کے سوائے کوئی طریقہ نہیں ہے۔ خود کی شناخت
ہونے سے دوسروں کی شناخت بھی آسانی سے ہو سکتی ہے اور
اوس کا استعمال اپنے فائدہ یا خفاخت کے لئے کس طرح کر لیا
چاہئے یہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جن کو خود کی شناخت نہیں
ہوتی وہ لوگ امور خارج از استطاعت کے متعلق کوشش کر کے
ناکام رہتے ہیں۔ اور پہلے بڑے آدمی کی تمیز نہ ہونے سے دھوکہ کھا
جاتے ہیں۔ زندگی میں شہرت اور کامیابی حاصل کرنے کے لئے

خود کی شناخت کے سوا دوسرا طریقہ نہیں۔ جو اپنے آپ کو اچھی طرح سے جانتا ہے اوس کے دوست اوس سے ہر ایک کام میں مشورہ لیتے ہیں اور جن کے کاروبار بگڑے ہوئے ہیں وہ درست کرنے کے لئے اوس سے استعاذ چاہتے ہیں۔ یہ صرف ایک انسان کی بات ہوئی۔ سلطنت کی ابھی بھی حالت ہے جس دولت کو کہ اپنی طاقت کی صحیح خبر نہوا اور وہ طاقت و سلطنت کے ساتھ مقابلہ کو تیار ہو تو اوس سلطنت کی تباہی ہوتی ہے یا اوس سلطنت کی آزادی نابود ہو کر فتح مند سلطنت کے قواعد کی پوری تعمیل کرنے پڑتی ہے۔“

یونہی ڈیمیس، ”خود کی شناخت پر بہت سے امور کا انحصار ہونے سے وہ بہت ہی اہم ہے اس کا علم مجھے اب ہوا۔ مگر یہ ارشاد ہو کہ اوس کے حصول کا آغاز کس طرح کرنا چاہئے؟“

سقراط، ”کیا آپ کو اس کا علم ہے کہ برے کون سے کام ہیں اور بھلے کام کون سے ہیں۔“

یونہی ڈیمیس، ”اگر اس کی بھی مجھے تمیز نہو تو میرے جیسا نادان اور کوئی نہیں ہو سکتا۔“

سقراط، ”اچھے بُرے باتون کے ایک دو مثالین بتلاؤ؟“

یونہی ڈیمیس، ”صحت اور جس وجہ سے صحت حاصل ہوئی

ہے وہ امور اچھے ہیں۔ علیٰ ہذا علالت اور جن سے علالت پیدا

پیدا ہوتی ہے وہ تمام امور بُرے۔ مثلاً تندرستی۔ مقوی غذا اور ورزش اس لئے اچھے ہیں کہ اس سے صحت حاصل ہوتی ہے ایسا ہی علالت اور اس کے اسباب یعنی رکیک غذا وغیرہ بُرے۔ ۷۷

سقراط : کیا ایسا نہیں کہا جاسکتا صحت ہو یا علالت اگر وہ اچھے کام کا نتیجہ ہو تو بہتر اور بُرے کام کا نتیجہ ہو تو بُری ہو۔
یونہی ڈیمس : اچھے باتوں سے علالت اور بُرے باتوں سے صحت کیونکر ہو سکے گی ؟

سقراط : بیشک ہو سکے گی، خیال کرو کہ ایک فوج غنیمت کے ملک پر چڑھائی کرنے کے لئے گئی اور اس فوج کے سپاہی اس ملک کے آب و ہوا کے ناموافق ہونے سے بیمار ہو گئے اور جو سپاہی کاہلی سے گھرا رہے اور ان کو کوئی نقصان نہیں ہوا ایسی صورت میں ان جوان مردوں کی علالت ان کم بہت لوگوں کی صحت سے اچھی ہے یا نہیں ؟

یونہی ڈیمس : آپ کا ارشاد درست ہے لیکن صحت وہ اشخاص کسی نیک کام کے لئے جیسے پیش قدمی کر سکیں گے ویسے بیمار شخصوں سے پیش قدمی نہ ہو سکے گی۔ اور ایسے موقع پر تندرستی مناسب خیال کی جائیگی۔ ۷۸

• سقراط ،، اسی اصول کے لحاظ سے فی نفسہ کوئی امور اچھے یا بُرے نہیں ہیں بلکہ اوس کے خارجی واقعات اوس کو بُرا یا بھلا ثابت کرتے ہیں۔ ۴۴

یو یوتھی ڈیمیس ،، آپ کی گفتگو سے یہی ثابت ہوتا ہے لیکن علم کے متعلق یہ اصول تسلیم نہیں ہو سکتا وہ ہر طرح اچھا ہے۔ جاہل عالم بُرا کسی حالت میں کہا نہیں جاسکتا۔ ۴۵

سقراط ،، آپ نے (ڈی ڈال) کی حقیقت کو پڑھا ہوگا۔

اگرچہ ڈی ڈال سی بہت سے علوم سے واقف تھا تاہم وہ (میں) کے تابع ہوا تو اوس کی کیا حالت ہوئی۔ اوس کو وطن چھوڑنا پڑا اور آزادی سے ہاتھ دھونا پڑا اور اتنا ہی نہیں اوس نے اپنے فرزند کے ساتھ بھاگ جانے کا قصد کیا مگر وہ پھنس گیا۔ اور اوسکو جھگلی لوگوں کے ہاتھ گرفتار ہو کر غلام بنا پڑا۔ پے لے میڈس کی ہلاکت علم کی وجہ سے ہی ہوئی؟ یولی کیس کو پے لے میڈس کے علم کا حسد ہوا اس لئے یولی کیس نے حسد کی جال میں پھانس کر پے لے میڈس کی قربانی کی۔ یہ امر یوشیدہ نہیں ہے کہ شاہ ایران نے علم کو جرم سمجھ کر کتنے لوگوں کو گرفتار کر کے اپنے ملک میں لیجا کر غلام کیا۔ ۴۶

یو یوتھی ڈیمیس ،، علم کے متعلق میں آپ کا یہ ارشاد قبول

کہتا ہوں۔ لیکن نیک قسمت کے متعلق تو کوئی بحث نہیں ہے۔
اور کیا آپ یہ امر تسلیم نہیں فرماتے کہ خوش قسمتی اچھی ہے؟
سقراط، ”یقیناً جس قدر اچھے امور ہیں اوس کے متعلق
خوش قسمتی اچھی ہے۔ یہ میرا خیال ہے۔“

یو تھی ڈیمس، ”جو امور خوش قسمتی کے ہیں وہ مطلقاً اچھے
نہیں ہیں۔ ایسا کہنا کیونکر تسلیم کیا جاسکیگا؟“
سقراط، ”اگر آپ کا کہنا مانا جاوے۔ حسن۔ طاقت۔ دولت۔
عزت۔ یہ اور اسی قسم کے اور دوسرے امور بد قسمتی سمجھے جائیں گے۔“
یو تھی ڈیمس، ”انسان کے عیش کے لئے ان امور کی کیا
ضرورت ہے۔“

سقراط، ”حسن پر فدا ہو کر بہت سے لوگ خود ترک مذہب
کر کے دوسروں کے ترک مذہب کے موجب ہوئے ہیں۔
طاقت کے گھمنڈین بہت سے لوگوں نے خراب کاموں میں
شریک ہو کر اپنی خرابی کر لی ہے۔ دولت کی وجہ سے علتون میں
گرفتار ہو کر بہت سے لوگ تباہ ہو گئے ہیں۔ اور بہت سے
جھوٹوں کی جال میں پھنس کر نیست و نابود ہوئے ہیں اور عزت
کی یہ بات ہے کہ لوگ اوس کے حاصل کرنے والے کے پیچھے
نمہ ہو کر پڑتے ہیں۔ اور اوس کی تاراج کر دیتے ہیں۔“

یو تھی ڈیمیس،، یہ سب درست ہے لیکن اگر خوش قسمتی
عیب ہے تو خداوند کریم کے پاس کیا التجا کرنا چاہئے مہربانی
فرما کر صراحت کیجئے ؟

سقراط،، معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس کے متعلق کچھ
غوری نہیں کیا ہے کہ کیا التجا کرنا چاہئے۔ قطع بحث کر کے سقراط
نے کہا،، جب آپ کی یہ خواہش ہے کہ سلطنت کے امور میں
آپ و خیل ہوں تو غالباً جمہوری حکومت کے رموز کو آپ جانتے
ہی ہوں گے۔

یو تھی ڈیمیس،، آپ کو بھی معلوم ہو گا کہ میں ان امور کو خوبی
کے ساتھ جانتا ہوں۔

سقراط،، اس کے واقفیت حاصل کرنے کے قبل
کہ جمہوری سلطنت کیا ہے، جمہور کیا چیز اس سے واقف
ہوتا ضرور ہے۔

یو تھی ڈیمیس،، جمہور سے مراد غریب رعایا۔
سقراط،، کن کو غریب اور کن کو تو نگر کہنا چاہئے ؟
یو تھی ڈیمیس،، جس کے پاس ضروری اشیاء یا محتاج کی
کمی ہوتی ہے۔ وہ غریب ہیں۔ اور جن کے پاس ضرورت سے
زیادہ اشیاء ہوتے ہیں وہ تو نگر۔

سقراط،، ایسے بہت سے لوگوں کو آپ نے مخاضہ کیا ہوگا کہ جو کم استطاعت رہتے ہیں وہ اپنے اخراجات کے سربراہی کر کے کچھ بچت کرتے ہیں اور جو مستطیع ہوتے ہیں اپنے اخراجات کی تکمیل تک نہیں کر سکتے۔،،

یوتھیڈیمس،، ایسے بہت سے لوگ موجود ہیں یہاں تک کہ روسا بھی اپنے اخراجات کی کفالت نہیں کر سکتے اور وہ رعایا کے مال و متاع پر دست درازی سے ظلم کرتے ہیں۔،،

سقراط،، ایسی حالت میں ایسے روساء کو غریب منظم طریقہ کے ساتھ پراناؤ کرنے والے کم استطاعت لوگوں کو دولت مند کہنا چاہئے۔،،

یوتھیڈیمس،، آپ کی رائے ایسی ہوتی ہے کہ! جس کو مجھے تسلیم ہی کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے کہ آپ کے ساتھ مباحثہ کرنے کی میری قدرت نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرا خاموشی اختیار کرنا مناسب ہے اور میں مانتا ہوں کہ مجھ میں کوئی سمجھ نہیں ہے۔ یہ کہہ کر یوتھیڈیمس گھبرایا اور وہ اپنے کو حقیر سمجھا اور سمجھنے لگا کہ وہ محض جاہل ہے نہ صرف اسی ایک شخص کی جاہلیت کو سقراط نے ثابت کر دیا بلکہ بہت سے ایسے جاہلون کو جو جاہل ہو کر اپنے کو اہل سمجھتے تھے اون سب کا غور و مداویا اور اون میں سے پھر کوئی سقراط کے مقابلہ کو نہیں آیا۔ جبکہ او چند لوگ

سقراط سے حسد بھی کرتے تھے ویسے یونانی ڈیمیس نے نہیں کیا۔
 اور اوس نے سقراط سے بار بار ملکر اوس کے پاس مختلف مضامین
 پر مباحثہ کر کے اپنی لاعلمی کو دور کرنے کا طریقہ اختیار کیا اور اوسکی پیروی
 کرنے لگا اور اوس کے عادات کا یہ اختلاف دیکھ کر سقراط اوس پر
 حیران ہوا۔ اور جو جو امور یونانی ڈیمیس سیکھنا چاہتا تھا اوس کو
 سقراط اطمینان سے سیکھاتا رہا۔ ۴۴

تمت

۴۴